بعون خالق مکین و مکان بفضل خلاق زمین و زمان

کتاب لاجواب یعنے تاریخ

محاربات مصر و سوڈان

جسمیں

ٹرکی اور مصر کے ابتدائی تعلّقات۔ مصر میں انگریزی مداخلت کے اسباب۔ عربی پاشا کی بغاوت۔ مہدی کی پیدائش و ترقّی۔ مہدی کے مقابلے میں انگریزی اور مصری فوج کی متواتر ناکامی۔ مہدی کا خرطوم کو فتح کرنا۔ قتل جنرل گارڈن انخلائے سوڈان۔ انگریزی افسروں اور درویشوں کی دلچسپ خط و کتابت۔ مصری فوج کی ازسرِنو تیاری و کامیابی۔ جنگِ امدرمان و فتح سوڈان۔ عہدنامہ مصر و انگلستان بابت موجودہ حکومتِ سوڈان وغیرہ حالات درج ہیں اور چالیس صحیح تصاویر و نقشے شامل ہیں

ماہ اکتوبر ۱۸۹۹ء

خاکسار امیر احمد تھانوی منیجر روزانہ اخبار دہلی نے تالیف کی اور اپنے اہتمام سے

مطبع روزانہ اخبار واقع دہلی میں چھپوائی

محمد اکرام الدین

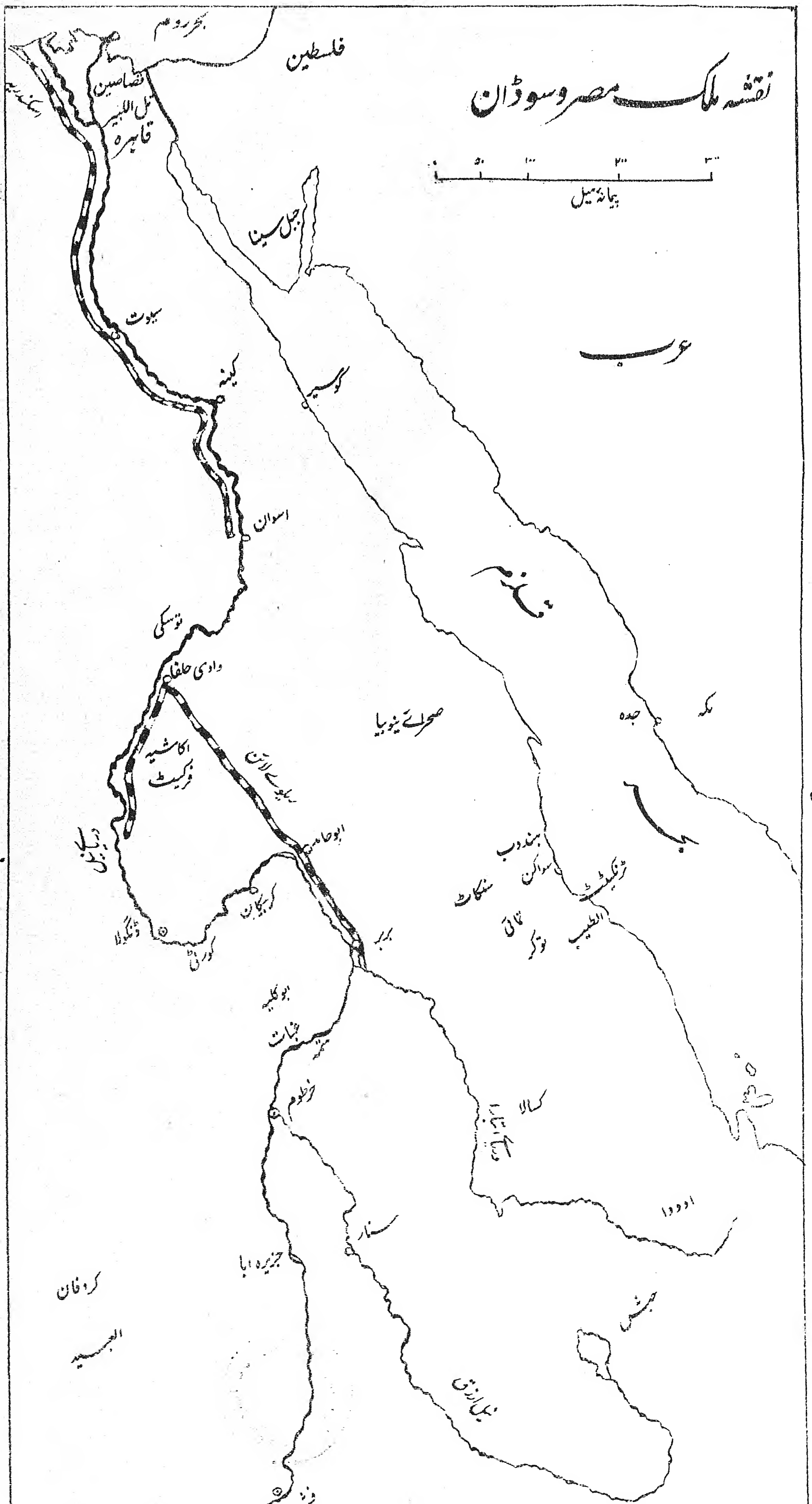
ھدیہ

بنام نامی

عالی جناب مستغنی عن الالقاب فرزند
دلبند دولت انگلشیہ ہز ہائینس
جناب میجر نواب حامد علی خان بہادر
والی دار السرور مصطفی آباد عرف رامپور
دام اقبالہم و ملکہم و حشمتہم لصد عجز

میکند

خاکسار امیر احمد انصاری تھانوی منیجر روزانہ اخبار دہلی


نقشہ ملک مصر و سوڈان
پیمانہ میل
شمال
مشرق
مغرب
فلسطین
بحر روم
قاہرہ
جبل سینا
سیوط
اسوان
وادی حلفا
صحرائے نیوبیا
ابو حامد
بربر
عرب
مکہ
جدہ
سواکن
کسلا
خرطوم
سنار
جزیرہ ابا
کردفان
نیل ازرق
حبش
بحر الغزال

فہرست مضامین محاربات مصر و سوڈان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

دیباچہ

محاربات مصر و سوڈان کے دلچسپ حالات جو باعتبار نتایج نہایت حیرت انگیز ہیں اور جن سے درویشوں کی بہادری اور اہل یورپ کے موجودہ فن سپہگری کا عمدہ ثبوت پہنچتا ہے۔ وقتاً فوقتاً پبلک کو بذریعہ اخبارات معلوم ہوتے رہے ہیں۔ ان واقعات کی ابتدا اُسوقت سے ہوئی ہے کہ جب مصر میں ٹرکی اقتدار کم ہوکر عیسائی سلطنتوں کی مداخلت شروع ہوئی۔ اور چونکہ اُس زمانہ کو تیس سال سے زیادہ عرصہ ہوا اور نیز جو اسباب اس مداخلت کے محرک ہوئے وہ نہایت پیچیدہ ہیں اور اُن سے سلاطین یورپ کی حکمت عملی کا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ اسلیئے میں نے اُن تمام اسباب اور مصر و سوڈان کی لڑائیوں کے تفصیلی حالات کو مہدی کی سلطنت کے زوال اور نئی گورنمنٹ قائم ہونیکے وقت تک ترتیب وار جمع کیا۔ تاکہ ناظرین کو واقعات مصر و سوڈان کے تفصیلی حالات پر پورا عبور ہو۔

گو مہدی کی سلطنت کا خاتمہ ہوچکا مگر اُس کا مد و جزر ایک ایسا عجیب افسانہ ہے کہ خدا کی قدرت نظر آتی ہے۔ جو کام پندرہ برس پہلے مشکل بلکہ ناممکن خیال کیا جاتا تھا اور جسکے پورا کرنیکے واسطے انگلستان اور مصر کی مجموعی قوت نے اپنی مجبوری کا اعتراف کیا وہ ایسی آسانی کے ساتھ اختتام کو پہنچا کہ جسکا ہرگز یقین نہیں ہوسکتا تھا۔ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ۔

اِس کتاب کے مرتب کرنے میں بہت کچھ حالات ولایت کے انگریزی اخبارات سے معلوم ہوئے ہیں جنکے بیانات کے وثوق پر میں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ مگر ابتدائی حصہ میں

تعلقات مصر و گورنمنٹ ٹرکی کے متعلق تاریخ قیصر روم فارسی مؤلفہ مولانا میرزا محمد عباس رفعت شروانی سے مدد لیگئی ہے اور اکثر مقامات میں سلاطین پاشا کی انگریزی تاریخ "فائر اینڈ سورڈ ان سوڈان" سے واقعات کی تصدیق کیگئی ہے۔ جنکا میں غائبانہ مشکور ہوں۔

مجکو نہ تاریخ دانی پر ناز ہے نہ تاریخ نویسی پر فخر۔ جو حالات مختلف ذرائع سے بہم پہنچے اُن کو بلا تغیر اصلیت واقعہ اپنے نوٹوں اور مختصر حواشی کے ساتھ تاریخ کے پیرایہ میں جمع کر کے پبلک کے روبرو پیش کیا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

چونکہ روزانہ اخبار دہلی کے اہتمام کے زمانہ میں یہ کتاب مرتب ہوئی اور اُسوقت بوجہ انصرام کار منصبی عدیم الفرصتی زیادہ رہی اسلیئے اور انگریزی تاریخوں سے مصر و سوڈان کے واقعات کے متعلق زیادہ تحقیق کرنیکا موقع نہ ملا۔ خاص وقت اس کتاب کے مرتب کرنے میں یہ پیش آئی کہ بعض ناموں کے املا کی صحت نہو سکی کہ مصری زبان میں صحیح املا کیا ہے۔ اور اسلیئے انگریزی اخبارات یا تاریخوں سے جو تلفظ سمجھ میں آیا اُسکے موافق وہ نام لکھے گئے امید کہ معزز ناظرین ہر قسم کی فروگذاشت نظر اصلاح سے دیکھکر معاف فرماوینگے اور مجھ ہیچمیرز کو دعاے خیر سے یاد کرینگے۔

خاکسار

امیر احمد

انصاری تھانوی منیجر روزانہ اخبار دہلی

گورنمنٹ ٹرکی اور سلطنتِ مصر کے باہمی تعلقات

سلطنت مصر جو برّاعظم افریقہ کے شمال و مشرق میں واقع ہے ایک مشہور اور قدیم سلطنت ہے جس کی ابتدائی تاریخ عجائباتِ روزگار کا ایک مرقّع ہے۔ اگرچہ اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ ریگستانِ عرب اور ممالکِ یورپ میں علم کا دریا بہنے سے پہلے اُسکی موجیں ہندوستان میں لہرا رہی تھیں اور اُن علوم و فنون کا مخرج ہندوستان ہے لیکن اِس امر کے باور کرنے کے لیئے بہت سی دلیلیں موجود ہیں کہ دنیا میں سب سے پہلے تہذیب اور شائستگی پھیلانے کا فخر مصر کو حاصل ہے۔

اِس ملک کی آبادی معہ اُن اضلاع کے جو اس کے متعلّق تھے ۲۰۰۰۰۰۰ اور رقبہ ۱۰۶۴۴۲۲۴۰ میل مربع ہے۔ زیادہ حصّہ اِس رقبہ کا غیر مزروعہ ہے۔ اور زراعت صرف اُن مقامات پر ہوتی ہے جو دریائے نیل اور نہر سویز سے شاداب ہوتے ہیں یہاں ہر قسم کے غلّے اور تمام اشیاء کی پیداوار مثل ہندوستان کے ہوتی ہے۔ مصر کی تجارت ٹرکی۔ انگلستان اور آسٹریا سے متعلّق ہے۔ قاہرہ دارالسلطنت مصر کی آبادی ۳۷۴۸۳۸ ہے جس میں کئی ہزار مصری اور انگریزی فوج بھی شامل ہے۔ جنگ سوڈان سے پہلے یہاں پر تین چار ہزار انگریزی فوج رہتی تھی جسمیں کریسی۔ اٹلی۔ فرانس

آسٹریا اور انگلستان کے لوگ ہیں مگر اب اُس کی تعداد اور بھی زیادہ ہوگئی ہے مصر میں ایک ہزار میل سے زیادہ ریل جاری ہے اور روز بروز توسیع ہوتی جاتی ہے جب سے مصر انگریزی حمایت میں داخل ہوا ہے اُس کی مالی حالت بہت درست ہوگئی ہے۔ اور مغربی علوم کے حاصل کرنے میں مصر والوں نے بہت کچھ ترقی کی ہے۔

مصر پر سلطنت ٹرکی میں داخل ہونے سے پہلے عیسائی بادشاہ فرمانروا تھے۔ سلطان سلیم خان کے زمانہ میں اِس ملک پر ترکوں کا قبضہ ہوا۔ سنہ ۹۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۶ء میں سلطان سلیم خاں نے قانصو حاکم مصر سے کسی وجہ سے ناراض ہوکر تسخیر مصر کا ارادہ کیا اور خود فوج لیکر روانہ ہوئے۔ اسی اثنا میں والی مصر کا ایلچی سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان سخت برہم تھے۔ اِس لئے ایلچی کو مروا ڈالنے کا حکم ہوا مگر یونس پاشا کی سفارش سے اُس کی جان بچی اور خارشتی گدھے پر سوار کراکر اُسکو نکلوا دیا۔ والی مصر کو جب اِس واقعہ کی خبر پہنچی تو اُس نے بھی سرحد مصر پر صف جنگ آراستہ کی۔ قانصو کی عُمر اُس وقت اسّی برس کی تھی۔ اور خود لڑائی کے قابل نہ تھا اِس لئے گھوڑے سے گر کر مارا گیا اور فوج کو سخت ہزیمت ہوئی۔ سلطان سلیم خاں نے اِس لڑائی میں فتحیاب ہونے کے بعد حلب۔ حمص۔ دمشق اور شام کو جو اُس وقت مصری عملداری میں تھے اپنے ملک میں شامل کرلیا۔ قانصو کے بعد طومان حاکم مصر مقرر ہوا سلطان سلیم خاں نے ایک خط طومان کے نام اطاعت قبول کرانے کی غرض سے روانہ کیا۔ مگر جس وقت سلطانی سفیر پیش ہوا۔ طومان نے اُسکو قتل کرادیا۔ اور خود آمادۂ مقابلہ ہوا۔ اِس خبر کو سُنکر سلطان سلیم خاں کے دل میں آتش غضب مشتعل ہوگئی۔ اور ایک جرار فوج لیکر اُسکی سرکوبی کے واسطے روانہ ہوئے۔ مصری فوج بھی مُقابلہ کے واسطے بڑھی۔ اور مقام غزہ میں میدانِ

کارزار گرم ہوا۔ سلطانی فوج فتحیاب ہوئی۔ اور طومان نے بھاگ کر مصر میں پناہ لی۔
سلطان نے مصر پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے اپنی فوج کو جنگل کی راہ سے لیجانا چاہا۔ مگر
حسین پاشا سپہ سالار فوج نے تکلیف کے خیال سے اُس راہ سے جانے میں انکار کردیا
اِسپر سلطان سلیم خاں نے ناراض ہوکر حسین پاشا کو مرواڈالا اور خود فوج لیکر بڑھے آخر
سنہ ۹۲۲ ہجری میں مصری فوج سے ایک سخت لڑائی ہوئی جسمیں سلطانی فوج کا سپہ سالار
مارا گیا مگر مصری فوج کو شکست ہوئی اور سلطان سلیم خاں نے مصر کو فتح کرلیا۔ طومان چھپکر
شہر کے کسی دروازہ سے نکل گیا اور شہر کے باشندے بھی خوف سے شہر چھوڑکر بھاگ گئے
سلطان سلیم خاں نے جب یہ خبر سُنی تو بظاہر امن کا اعلان دے دیا مگر جسوقت شہر کے
باشندے واپس آئے سلطان نے قتل عام کا حکم دیا۔ اور اسّی ہزار باشندے سلطان
کے حکم سے قتل کیے گئے۔ طومان شکست ہونے کے بعد غافل نہ رہا اور اُس نے ایک
بڑا لشکر جمع کرکے ازسرِنو سلطانی فوج کو شکست دی۔ ترکوں نے مصطفےٰ پاشا کو بطور سفیر
طومان کے پاس بھیجا تاکہ باہم صلح ہوجائے مگر طومان نے مصطفےٰ پاشا کو مرواڈالا اور
خود بڑھکر سلطانی فوج پر حملہ کیا مگر کسی قدر مقابلہ کے بعد شکست کھائی۔ عین حالتِ شکست
میں طومان کو اُس کے کسی سردار نے گرفتار کرکے سلطان سلیم خاں کے روبرو پیش
کردیا۔ سلطان سلیم خاں نے طومان کو مرواڈالا اور مُلک پر قبضہ کرلیا۔ اُس وقت سے
مصر عملداری روم میں شامل ہوا۔

سنہ ۱۸۳۱ء یعنی عہد حکومت سلطان محمود خان ثانی میں محمد علی پاشا صوبہ مصر نے
خودمختار ہونے کی کوشش کی۔ اُسوقت سلطان اندرونی انتظام میں مصروف تھے اور
بوجہ جنگ روم وروس اور مختلف معرکہ آرائیوں کے سلطنت میں ضعف پیدا ہوچلا تھا

اِس لئے کچھ انتظام نہ کرسکے ۔محمد علی پاشانے اپنے بیٹے ابراہیم پاشاکی ماتحتی میں بیس ہزار فوج علاقۂ سلطانی پر حملہ کرنے کے واسطے روانہ کی جس نے شہر عکّہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا جب سلطان محمود خاں کواس کی خبر پہنچی تو وہ نہایت غضبناک ہوئے اور حسین پاشا کو اُسکے مقابلہ کے واسطے روانہ کیا لیکن ابھی فوج سلطانی پہنچنے نہ پائی تھی کہ ابراہیم پاشانے عکہ- صیدا اور بیروت پر قبضہ کرلیا۔ اور اُس کے بعد دمشق کی طرف رُخ کیا۔ دمشق میں علی پاشا والی دمشق کو شکست دیکر شہر پر قبضہ کرلیا۔ اور پھر شہر حمص پر حملہ آور ہوا۔ یہاں پر محمد پاشا والی حلب اُس کے مقابلہ کے واسطے موجود تھا مگر محمد پاشا کو شکست ہوئی اور حمص کو ابراہیم پاشا نے فتح کرلیا۔ محمد پاشا والی حلب میدانِ جنگ سے ہٹ کر حسین پاشا کے پاس چلا گیا۔ اور پھر دونوں سردار متفق ہو کر حلب کو واپس آئے مگر اہل حلب نے شہر کے دروازے بند کرلیئے اور اُنکو شہر میں داخل نہونے دیا۔ مجبور دونوں انطاکیہ کو چلے گئے۔ ابراہیم پاشا کے حلب میں داخل ہونے پر شہر والے اُس کے ساتھ بہت مدارات سے پیش آئے۔

حلب پر قبضہ ہونے کے بعد ابراہیم پاشا حسین پاشا کے مُقابلہ کے واسطے انطاکیہ کو روانہ ہوا۔ جب سلطان کو ابراہیم پاشا کے متواتر غلبہ کی خبر پہنچی تو اُنہوں نے ایک جرّار فوج بماتحتی رشید پاشا وزیر اعظم ابراہیم پاشا کی سرکوبی کے واسطے روانہ کی جو حسین پاشا کی فوج سے شامل ہوگئی۔ ابراہیم پاشا نے بڑھکر حسین پاشا کی فوج پر حملہ کیا اور سواد قونیہ میں صف آرائی ہوئی۔ تمام دن طرفین کی طرف سے توپ اور بندوق چلتی رہی مگر غلبہ کسی کو میسّر نہوا۔ رات کو رشید پاشا وزیر اعظم نے اپنے تمام سرداروں کو ایک خیمہ میں جمع کرکے ہمت دلائی کہ دشمن کچھ زبردست نہیں ہے اگر کوشش اور اتفاق سے حملہ کروگے تو کامیابی ہوگی۔ مگر اس ترغیب اور فہمائش کا برعکس نتیجہ ہوا یعنی اُن سرداروں نے خود

رشید پاشا کو گرفتار کر کے ابراہیم پاشا کے سپرد کر دیا۔ ابراہیم پاشا رشید پاشا کے ساتھ بہت عزت اور احترام سے پیش آیا اور اُس کو قسطنطنیہ جانے کی اجازت دی۔

اِن واقعات کی خبر ہونے پر ۱۲۵۵ھ ہجری مطابق ۱۸۳۹ء میں سلطان محمود خاں نے حافظ پاشا کی ماتحتی میں ایک اَور فوج روانہ کی۔ ابراہیم پاشا نے بڑھکر اِس فوج کا بھی مقابلہ کیا۔ حافظ پاشا کی فوج سے اول ابراہیم پاشا کی فوج کو شکست ہوئی مگر پھر اُس نے اپنا مورچہ ایک اونچے مقام پر قایم کر کے حافظ پاشا کی فوج پر گولہ باری شروع کی کہ جس سے فوج سلطانی کو شکست ہوئی۔ ابھی یہ معرکہ ختم نہیں ہوا تھا کہ سلطان محمود خاں ثانی نے انتقال کیا۔ حافظ پاشا کی شکست کی خبر سلطان کے انتقال سے سات روز بعد پہنچی۔ یہاں سلطان عبدالمجید خاں تخت نشین ہو چکے تھے۔ اِس شکست کی خبر ہونے پر سلطان عبدالمجید خاں نے ایک بڑا لشکر ابراہیم پاشا اور محمد علی پاشا کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا مگر کسی مصلحت سے محمد علی پاشا نے پیام صلح بھیجا اور سلطان کی اطاعت قبول کر لی۔

اگرچہ اُس وقت سے آتش فتنہ و فساد فرو ہو گئی مگر محمد علی پاشا نے اپنی اعلیٰ درجہ کی دانشمندی سے ایسا پرداز ڈالا کہ گو مصر سلطنت ٹرکی کا باجگذار صوبہ رہا مگر اُس میں خودمختاری کے سامان پیدا ہو گئے۔ اور آخر کار سلاطین یورپ کی سعی سے جنکی تجارت کو مصر کے امن کے ساتھ زیادہ تعلق تھا مصر ایک علیحدہ سلطنت قرار دیدی گئی جس کا انتظام نسلاً بعد نسلٍ ابراہیم پاشا کو سپرد ہو گیا۔ اور اُس وقت سے حاکمان مصر کا خطاب خدیو قرار پایا۔

اب مصر کی طرف سے سلطنت ٹرکی کو ۶۹۵۷۹۲ پاؤنڈ سالانہ خراج دیا جاتا ہے۔

اسمٰعیل پاشا

خدیو مصر



عہدِ حکومت اسمٰعیل پاشا خدیو مصر

اسمٰعیل پاشا کے تخت نشین ہونے کے بعد مصر میں روز بروز بدانتظامی بڑھتی گئی۔ رعایا پر انتہا درجہ کا تشدد ہوتا تھا اور کوئی پرسان حال نہ تھا۔ ۳۰ سال کا عرصہ ہوا کہ محمد علی پاشا کے بیٹے شاہزادہ حلیم نے ملک کی یہ کیفیت دیکھکر مندرجہ ذیل عرضداشت اسمٰعیل پاشا کی خدمت میں ارسال کی :-

"یہ امر حضور پر بخوبی روشن ہے کہ انیسویں صدی میں تمام بادشاہوں کے اوپر ایک دوسرا حاکم بھی ہے۔ یہ حاکم اعلیٰ پبلک اوپنین (عام رائے) ہے جو اُن سے جواب طلب کرسکتی ہے اور اُن کے فعل پر ایسا حکم صادر کرسکتی ہے جس کا اپیل سوائے خدا یا تاریخ کے اور کسی سے نہیں ہوسکتا۔ لیکن خدائے تعالیٰ ہم سے بلند تر ہے اور تاریخ دور تر۔ آپ کا عہدِ حکومت سراسر بدگمانی۔ بغاوت اور ناراضگی کا زمانہ ہے۔ آپکے گاؤں تباہ ہوگئے ہیں

اور آپ کی رعایا آئے دن کے نت نئے مطالبات سے بچنے کی بیفائدہ کوشش کرتی ہے قرضہ تین گونہ ہو گیا ہے۔ اور ٹیکس چالیس فیصدی تک پہنچ گئے ہیں۔ کیا وہ اصلاح اور تدابیر ترقی یہی ہیں جن کا آپ نے اپنے ملک اور یورپ سے بڑے وثوق سے وعدہ کیا تھا؟ سچ کو چھپانے کی خواہ کتنی ہی کوشش کیجائے مگر چھپ نہیں سکتا۔“

اسمٰعیل پاشا نے اِس عرضداشت سے ناراض ہو کر شاہزادہ حلیم کو جلاوطن کرا دیا۔ اور انتظام و ترقی ملک کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ دس برس کے بعد زمانہ جلاوطنی میں شاہزادہ حلیم نے پھر ایک عرضداشت خدیو کی خدمت میں ارسال کی اور اُس میں مصر کی اصلاح کے متعلق پانچ تجویزیں بتلائیں۔ یہ تجویزیں ایسی مناسب اور کارآمد تھیں کہ تمام یورپ نے اُنکو پسند کیا اور آیندہ معاملات مصر کی بابت جو بحث ہوئی وہ ان تجاویز کے اصول پر مبنی تھی۔

اسمٰعیل پاشا نے بظاہر ان تجاویز سے اتفاق ظاہر کیا اور اصلاح کا وعدہ بھی کیا مگر کوئی بہتر نتیجہ ظہور پذیر نہ ہوا۔ بالآخر تحقیقات معاملہ کے واسطے ایک کمیٹی مقرر ہوئی جسکے پریسیڈنٹ مسٹر ریورز ولسن تھے۔ اِس کمیٹی نے بعد تحقیقات کامل یہ رپورٹ کی کہ ”انصاف اور انتظام ملک کی طرف جسقدر بے توجہی اس ملک میں ہو رہی ہے اُسکا نظیر دوسری جگہہ نہیں ملتا۔ اور سب کا دار و مدار خدیو کی ذات پر ہے۔“

مصر میں جو ٹیکس جاری ہوتا تھا اُس کے واسطے پریوی کونسل کی منظوری لازمی تھی مگر خدیو کا ذاتی حکم کافی خیال کیا جاتا تھا۔ ادنےٰ سے ادنےٰ ٹیکس وصول کرنے والے افسر کو رعایا پر شاہی اختیارات حاصل تھے۔ خرچ روز بروز بڑھتا گیا اور آخر کار مالی مشکلات کی وجہ سے اسمٰعیل پاشا کو قرض لینے کی ضرورت پیش آئی۔ انگلستان اور فرانس نے اپنی

ضمانت سے مصر کو قرضہ دلادیا۔ اور محاصل کی نگرانی کے واسطے اپنے ملک کے آدمی وزیر مال مقرر کیئے اور اُسی دن سے مصر میں یوریبین مداخلت کا اثر شروع ہوا۔ مگر اسمٰعیل پاشا نے دونوں وزیروں کو موقوف کردیا اور یہاں تک دونوں سلطنتوں کی ہتک کی کہ انگلستان اور فرانس سے چپ نہ رہا جاسکا اور آخر کار یہ سوال پیش ہوا کہ آیا مصر پر فوجی قبضہ ضروری ہے یا نہیں؟ انگلستان نے اس تجویز کی مخالفت سے اور حضرت سلطان المعظم سے اسمٰعیل پاشا کی معزولی کی درخواست کی چنانچہ اسمٰعیل پاشا تخت سے آتار کر جزیرہ نیپلز بھیجے گئے اور بجائے اُن کے اُن کا بڑا بیٹا محمد توفیق تخت پر بٹھایا گیا۔

نہر سویز

واضح ہو کہ نہر سویز جس کو ایک فرانسیسی ایم۔ ڈی لیسپ نے تیار کیا تھا قریب ۹۰ میل کے لمبی ہے اور بحر روم اور بحیرۂ قلزم کو شامل کرتی ہے۔ جو مقام سابق میں برّ اعظم ایشیا اور افریقہ کو بذریعۂ خاکنائے ملاتا تھا۔ اب اس نہر کے تیار ہونے سے ان ممالک کے درمیان بطور آبنائے کے حد فاصل ہے۔ نہر سویز ایک ایسے موقع پر واقع ہے کہ اگر اُسمیں جہازات کی آمدورفت بند کردی جاوے تو یورپ کی تجارت کو جو ممالک ایشیا کے ساتھ ہوتی ہے سخت نقصان پہنچے۔ چونکہ یہ نہر مصر کے علاقہ میں واقع ہے اور مصر کے امن پر اُسکی آمدورفت کا دارومدار تھا۔ اس لیئے فرانس اور انگلستان کو معاملات مصر کی طرف اور بھی متوجہ ہونا پڑا۔ یہ نہر ابتدا میں فرانس اور مصر نے تیار کی تھی۔ انگلستان نے اول اس نہر کی تجویز سے مخالفت کی تھی۔ کیونکہ مسٹر اسٹیفنسن کی رائے میں جو انگلستان کے نامی انجنیر تھے۔ اس نہر کا تیار ہونا ناممکن خیال کیا جاتا تھا مگر ۱۸۶۹ء میں جب نہر تیار

ہو کر تجارت کے واسطے کھل گئی تو انگلستان کی توجہ مصر کی طرف زیادہ ہوئی - کیونکہ ہندوستان کی آمدورفت اور ایشیائی تجارت کے واسطے انگلستان کو نہر سویز کے کھلے رہنے کی زیادہ ضرورت تھی -

اسی عرصہ میں خدیو کو مالی مشکلات کی وجہ سے نہر سویز کے حصّے فروخت کرنے کی ضرورت پیش آئی - فرانس نے اِس موقعہ کو مناسب خیال کر کے خدیو سے اِس طرح معاملہ کر لیا کہ انگلستان کو خبر تک نہوئی باوجودیکہ سفیر انگلستان قاہرہ میں موجود تھا قریب تھا کہ یہ حصّے فرانس کے ہاتھ فروخت ہو جائیں کہ ولایت کے اخبار نار درن اکو کے اڈیٹر مسٹر گرین وُڈ کو کسی ذریعہ سے اِس معاملہ کا پتہ لگ گیا - فوراً یہ فدائے قوم لارڈ ڈربے وزیر خارجۂ انگلستان کے پاس گیا اور اُن کو تمام حقیقت سے آگاہ کیا - لارڈ ڈربے جو نہر سویز کے فوائد سے بخوبی واقف تھے یہ سُنکر دنگ رہ گئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر یہ بُردا انگلستان کے ہاتھ سے نکل گئی تو ہمیشہ پچھتانا پڑے گا اور فرانس بالکل نہر سویز کا مالک ہو جائیگا - لارڈ ڈربے نے اسی وقت بذریعۂ تار اس معاملہ کی تصدیق سفیر انگلستان متعینہ مصر سے کی اور تین چار گھنٹے میں جواب آنے پر اُنکو تحقیق ہو گیا کہ مسٹر گرین وڈ کا بیان صحیح ہے - لارڈ ڈربے نے اِس معاملہ کو پارلیمنٹ کے روبرو پیش کیا - اور گو اُسوقت مسٹر گلیڈسٹون اور سر ولیم ہارکرٹ نے حصّوں کے خریدنے سے انکار کیا مگر تمام قوم اور اخباروں نے اُسپر زور دیا اور اِسلئے چار ملین (چالیس لاکھ) پاؤنڈ میں خرید کر لیئے گئے جنکی قیمت اب بیس ملین پاؤنڈ ہو گئی ہے

توفیق پاشا خدیو مصر

توفیق پاشا جو اپنے باپ کی جگہہ خدیو مصر مقرر ہوئے ناتجربہ کار اور کمزور طبیعت کے آدمی تھے

توفیق پاشا خدیو مصر



جسوقت کوئی اہم معاملہ پیش ہوتا تھا اُس سے جان چھپاتے تھے اسلیئے کوئی فریق اُنپر اعتماد نہ کرتا تھا اور کم و بیش سب اُنکے تنزّل کے خواہاں رہتے تھے۔ چونکہ یورپین مداخلت سے توفیق پاشا کے اقتدار کو نقصان پہنچا تھا اور وہ جانتے تھے کہ یہ مداخلت اُن کے باپ کے حق میں مضر ثابت ہوئی اس لیئے اُنھوں نے حضرت سلطان المعظم سے مدد چاہی اور اُنھیں پر معاملات مصر کے انفصال کا حصر کیا۔ توفیق پاشا خود مشکلات کا سامنا نہ کر سکے اور اپنا مفر اس میں دیکھا کہ سلطان المعظم پر انحصار معاملہ کر کے بات بنائیں ورنہ حقیقت میں حکومت مصر کا مادہ اُن میں نہ تھا اور اپنی طبیعت کی کمزوری سے اُنھوں نے یورپین مداخلت کا راستہ کھولدیا۔ اُنکے والد اسمٰعیل پاشا سابق خدیو مصر کو اُنکی ناتجربہ کاری اور کم ہمتی پر افسوس تھا اور ایک مرتبہ اُنھوں نے فرانس میں ایک شخص کے روبرو اثنائے گفتگو میں کہا تھا کہ ہمیں نے توفیق کے واسطے آستانہ اعلیحضرت امیر المؤمنین پر سترہ برس تک جبہہ سائی کی اور بڑی کوشش سے یہ مقصد پورا ہوا کہ مصر کی تخت نشینی کا اختیار نسلاً بعد نسلٍ بلا واسطہ حاصل ہوگیا۔ مگر افسوس ہے کہ توفیق کو نہ تجربہ ہے۔ نہ ہمت اور نہ استقلال۔ اور یہ سب باتیں مصر کی حکومت کے واسطے ضروری ہیں۔ معاملاتِ مصر میں سلطان المعظم کی مداخلت کچھ سودمند نہوئی اور توفیق پاشا انگلستان اور فرانس کے ہاتوں بالکل بے دست دپا ہو گئے ✤

عربی پاشا کی بغاوت

اِس اثنا رمیں جبکہ خدیو کا اقتدار کم ہوگیا اور غیر ملک والوں نے اندرونی معاملات میں دخل دینا شروع کیا۔ مصر کی فوج میں نافرمانی اور سرکشی کا مادّہ پیدا ہوگیا۔ مصری فوج میں تمام سپاہی۔ نان کمیشنڈ افسر اور کرنیلی کے عہدہ تک تمام عہدہ دار فلاحین مصر میں سے تھے اور باقی تمام اعلیٰ عہدہ وار ترکی یا سرکیشین نسل کے تھے اسوقت تک ترک حکمراں قوم گنی جاتی تھی اور مصری جو ہمیشہ سے غیر ملک والوں کی حکومت کے عادی تھے اُنکو اپنا فاتح اور حکمراں سمجھتے تھے۔ مگر سعید پاشا گشنر ترکی نے فساد کی بنیاد ڈالی اور یہ کوشش کی کہ دونوں قوموں کو مساوی درجہ پر رکھا جائے۔ سعید پاشا نسل فلاح سے محبت رکھتے تھے اور اس لئے اُنھوں نے فاتح و مفتوح کا فرق مٹانا چاہا۔ ڈاکٹر میکنزی ویلیس اُن اسباب کو ذیل کے الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں جن سے فساد کا مادّہ شروع ہوا اور مصر کی قسمت میں ایک انقلاب عظیم واقع ہوا۔

"فلاحین مصر رکاب پر پیر رکھکر زین پر چڑھ گئے۔ اور ترکوں کے ہم رتبہ بیٹھنا چاہا۔ مگر ترک خیال کرتے تھے کہ دنیا میں باعتبار نسل ترک یا سرکیشین بلند رُتبہ ہیں اور خداوند تعالیٰ نے اُنکو فلاحین پر حکمرانی کے واسطے پیدا کیا ہے اسلیئے وہ فلاحین کے دعوے برابری کی برداشت نہ کرسکے۔ برخلاف اُن کے قوم فلاح کے افسر خدا کے حکم کے دوسرے معنی لیتے تھے۔ وہ قرآن مجید کے اس اصول پر جمے ہوئے تھے کہ خدا کے نزدیک تمام مسلمان برابر ہیں اور یہ خیال کرتے تھے کہ مشرق والوں کا یہ دقیانوسی مقولہ غلط ہے کہ اگر کم ذات آدمی بلند رتبہ ہوجائے تو وہ لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور شریف

و نجیب میں کچھ تمیز نہیں کرتا۔"

رفتہ رفتہ یہ کدورت کی آگ دونوں فریقوں کے دلوں میں سُلگتی رہی اور وہ مادہ جو اندر ہی اندر بڑھتا جاتا تھا آخر کار پھوٹ پڑا۔ احمد عربی پاشا نے جس کی مُٹھی میں اسوقت تمام ملک معلوم ہوتا تھا اور جو آخر کار قید ہو کر جزیرہ سراندیپ بھیجے گئے بغاوت اختیار کی۔ توفیق پاشا خدیو مصر نے فتنہ کی آگ کو اپنی ناتجربہ کاری سے اور بھی بھڑکا دیا۔ قوم فلاح کے افسروں نے بھی مُقابلہ کی تیاری کی اور علی فہمی جو توفیق پاشا کے بہت مُنھ لگا ہوا تھا اور اُس گارد کا افسر تھا جو شاہی محلوں کے پاس تعینات تھا فلاحین سے جاملا علی فہمی قوم فلاح سے تھا مگر اُس کی شادی اسمٰعیل پاشا کے خاندان کی ایک سرکیشین نسل کی عورت سے ہوئی تھی اس لیئے اُسکو ترکی افسروں کا قوم فلاح کو نظر حقارت سے دیکھنا سخت ناگوار تھا اور خدیو بھی اُسکے معاون تھے۔ عربی بے جو قوم فلاح کے ایک افسر تھے اس گروہ میں شامل ہو گئے۔ عربی بے نہایت مُستقل مزاج۔ قدآور۔ طاقت ور اور نیک طینت شخص تھے اور قدرت نے یہ انعام اُنکو خاص طور پر عنایت کیا تھا کہ جو شخص اُن سے ملتا تھا وہ ہمیشہ اُنکا ثناخواں رہتا تھا۔ سعید پاشا نے اُنکو ملازمت سے علیحدہ کرا دیا تھا کیونکہ اُنہوں نے خدیو کے اِس حکم سے سخت مخالفت کی تھی کہ فوج رمضان المبارک کے روزوں سے بری ہے۔ اسمٰعیل پاشا سابق خدیو مصر نے اُن کو نوکر رکھ لیا تھا مگر ترقی نہیں کی اور یہ ارادہ کیا کہ اُنکو نیل ابیض کے علاقہ پر بھیجدیا جائے تاکہ وہاں رہنے سے اُن کی فصاحت و بلاغت سے کوئی نقصان گورنمنٹ کے خلاف ظاہر نہو۔ عربی بے کے شامل ہونے کے بعد عبدالآل بھی گروہ فلاحین میں آملے۔ اور عربی بے۔ علی فہمی اور عبدالآل تینوں کرنیلوں نے فلاحین کی طرف سے مخالفت

کا بیڑا اُٹھایا اور اُن کے حقوق کی حفاظت اپنے ذمہ لی۔

پہلا اثر اس مخالفت کا یہ ہوا کہ ان کرنیلوں نے خدیو کی خدمت میں متواتر شکایت آمیز عرضیاں دینی شروع کیں جن سے خدیو اور اُن کے وزرا کو بہت فکر ہوا۔ خدیو نے آخر کار یہ تجویز کی کہ ایک کورٹ مارشل قرار دیکر تینوں افسروں کو سزا دیجائے اور کسی حیلہ سے انکو قید کر لیا جائے۔ تاکہ وہ مخالفت نہ کر سکیں۔ لیکن محمد سمیع نے جو وزیروں میں شامل تھا۔ اِس سازش سے کرنیلوں کو مطلع کر دیا۔ اِس لیئے اُنھوں نے بھی اس سازش کے خلاف یہ تجویز کی کہ جبوقت کرنیلوں کی کونسل میں پیشی ہو انکو زبردستی چھڑا لیا جائے چنانچہ جسوقت تینوں کرنیل قید ہو کر کونسل میں پہنچے اور تحقیقات شروع ہوئی علی فہمی کا نائب ایک لفٹنٹ جسکا نام عبید تھا معہ اپنے آدمیوں کے کمرہ میں گھس گیا اور اُن سب کو چھڑوا لیا تینوں آزاد شدہ کرنیل اور اُن کے ہمراہی بلوہ کر کے خدیو کے محل پر چڑھ گئے۔ اور اِس بات پر زور دیا کہ ہماری جسقدر شکایتیں ہیں اُن کا انتظام کیا جائے اور عثمان رفقی وزیر کو موقوف کیا جائے۔ خدیو کو سوائے اُن کی درخواست پورا کرنے کے اُسوقت بلوہ فرو کرنے کی اور کوئی تجویز بن نہ پڑی محمد سمیع جو خفیہ طور پر بلوائیوں سے ملا ہوا تھا وزیر جنگ مقرر ہوا۔ فوج کی تنخواہ بڑھائی گئی اور ایک کمیشن اِس امر پر غور کرنے کے واسطے مقرر ہوا کہ آیندہ فوج کی ترتیب کن اصول پر ہو تاکہ فوج والوں کو کچھ شکایت باقی نہ رہے۔

تینوں سرغنہ کرنیل فوج پر پورے مختار ہو گئے اور سات مہینے کے عرصہ میں اُنھوں نے اِسقدر زور پکڑا کہ سلطان المعظم اور دول یورپ کی کھلم کھلا مخالفت کرنے لگے اور مُلکی معاملات میں اُن کی مداخلت ہٹانی چاہی۔ عربی پاشا گروہ مخالف کے سردار ہو گئے اور ملک کی بدنظمی سے روز بروز اُن کو قوت حاصل ہوتی گئی۔

دسمبر ۱۸۸۱ء میں صورت معاملات نے ایک نیا رنگ اختیار کیا۔ سرغنایان فریق مخالف نے قابو حاصل کرکے یہ ارادہ کیا کہ اپنے قدیمی حریف سرکیشین (ترکی) افسروں کو جلاوطن کرکے نیل ابیض کی طرف بھیجدیا جائے جہاں سے شاذونادر کوئی واپس آتا تھا۔ سفیران انگلستان و فرانس متعینۂ مصر نے اس ارادہ کو باز رکھنے کی کوشش کی اور دونوں سلطنتوں نے بابعالی میں درخواست کی کہ ایک خاص کمیشن قاہرہ میں بھیجکر بلوائی فریق کو روکا جائے اور ساتھ ہی سلاطین یورپ سے یہ استدعا کی کہ ایک متفقہ کانفرینس مقرر ہوکر معاملات مصر پر بحث کرے۔ حضرت سلطان المعظم نے ایک خاص کمیشن قاہرہ روانہ کیا تاکہ تحقیقات کرے مگر بلوائی باز نہ آئے اور مقابلہ پر آمادہ ہوئے۔ یہ خیال عام ہوگیا کہ غیر سلطنتوں کی مداخلت سے اسلام کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ اسلیئے حمایتِ اسلام کے واسطے عربی پاشا کی مدد کیجائے۔ سب سے پہلے غیر ملک والوں پر نزلہ گرا یعنی جون ۱۸۸۲ء میں اسکندریہ میں جہاں سب سے زیادہ عیسائی آباد تھے قتل عام ہوا۔

عربی پاشا کی بغاوت کے بعد جولائی ۱۸۸۲ء میں قسطنطنیہ میں ایک کانفرینس منعقد ہوئی تاکہ معاملاتِ مصر پر بحث کرے۔ اس کانفرینس میں انگلستان۔ فرانس ٹرکی آسٹریا اور اٹلی کے قایمقام شامل تھے۔ بہت عرصہ تک اس کانفرینس کا اجلاس ہوتا رہا اور ایک وقت ایسی پیش آتی رہی کہ جس سے کوئی فیصلہ نہو سکا۔ انگلستان کی یہ خواہش تھی کہ انگلستان اور فرانس فوج کشی کی مصیبت سے بچ جائیں اور بابعالی خود ترکی فوج سے عربی پاشا کی بغاوت فرو کریں۔ فرانس اس کے خلاف تھا وہ چاہتا تھا کہ فرانس خود مداخلت کرے اور اس سے اُسکی خاص غرض یہ تھی کہ شمالی افریقہ اور ٹونس میں اُس کا اقتدار بڑھ جائے۔ آسٹریا نے بھی سلطانی مداخلت کو ترجیح دی......

کیونکہ مدت سے اُس کا خیال چلا آتا تھا کہ آسٹریا اور ٹرکی کی ریل کا سلسلہ ملجائے اسوقت سلطان کے خلاف رائے دینے میں آیندہ اُسے اپنے مقصد میں ناکامی کا خیال تھا اٹلی نے بھی انگلستان اور آسٹریا کی رائے سے اتفاق کیا اور آخر کار کثرت رائے کے اصول پر یہ قرار پایا کہ بابعالی بطور خود فیصلہ کریں حضرت سلطان المعظم کو اُسوقت ٹری دقت کا سامنا تھا۔ ادھر تو دول عظام کی یہ خواہش تھی کہ سلطان المعظم مصر کی بغاوت فرو کریں۔ اُدھر حضور ممدوح کو یہ خیال مدنظر تھا کہ عربی پاشا کی بغاوت نے مذہبی رنگ اختیار کیا ہے اُسکے خلاف کوئی کارروائی کرنا فلاحین مصر کی دل آزاری کا باعث ہوگا۔ اس ششش و پنج میں ہنوز کوئی بات قرار نہیں پائی تھی کہ انگریزی ہتیاروں نے امیر البحر سر بیو کمپ سیمر کے ہاتھ سے معاملہ کا فیصلہ کر دیا۔

سر ایف۔ بی۔ پی سیمر امیر البحر انگریزی



جسوقت ممالک غیر کے محاسب افسروں نے چاہا کہ مصر کے تمام محکمہ جات کے حساب و کتاب کی جانچ کریں مجلس اُمرا اور فریق قومی نے اُس سے قطعی انکار کر دیا اسپر سفرائے انگلستان و فرانس متعینہ مصر نے انگریزی اور فرانسیسی ٹیرۂ جہازات

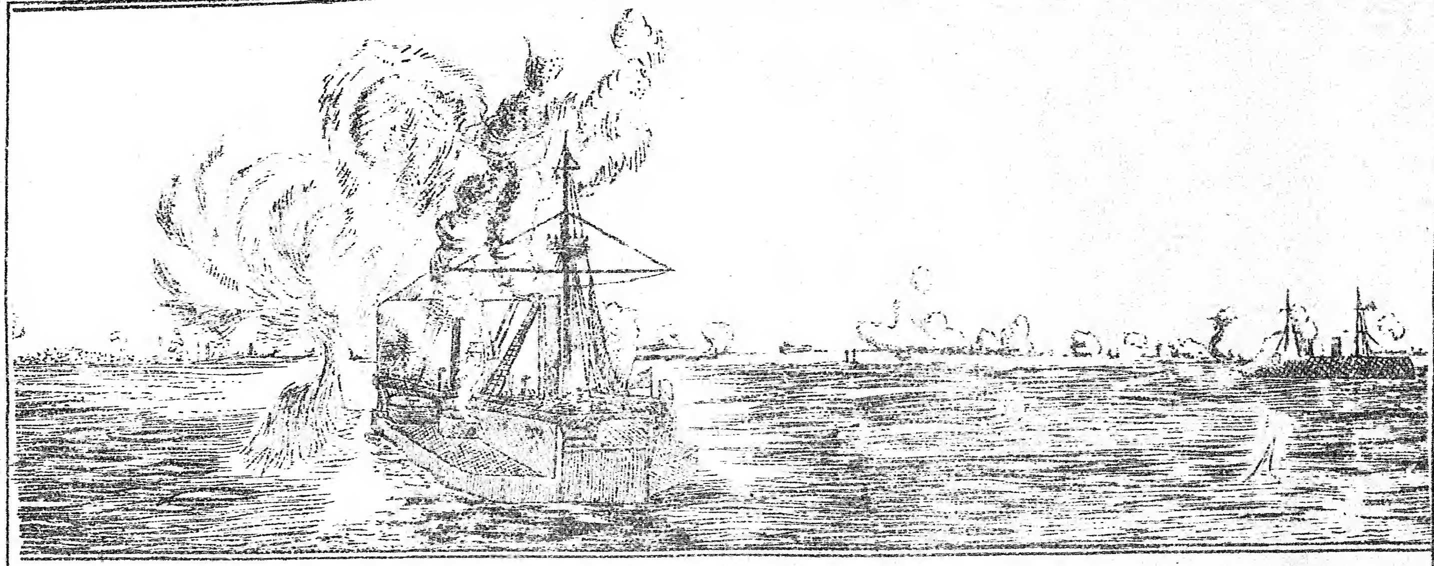
اسکندریہ پر طلب کیئے تاکہ فوج سے ہتیار لینے کی کوشش کریں اور سرغنہ لوگوں کو سزا دیں چنانچہ دونوں بیڑے اسکندریہ میں آموجود ہوئے۔ یہ صورت دیکھکر خدیو مصر نے بابعالی سے مدد طلب کی حضرت سلطان المعظم نے درویش پاشا کو مصر بھیجکر عربی پاشا کو طلب کیا۔ مگر عربی پاشا کو حضرت سلطان المعظم کی طرف سے کھٹکا تھا۔ اس لیئے یہ عذر کر کے جان بچائی کہ فوج مجکو نہیں آنے دیتی۔ اس عرصہ میں عربی پاشا برابر لڑائی کی تیاری کرتے رہے اور شروع جون میں اسکندریہ کے مورچوں کی درستی کرنی شروع کردی۔ سر بیوکمپ سیمر امیر البحر انگریزی نے جو بندرگاہ اسکندریہ میں لنگر انداز تھے عربی پاشا کو فہمایش کی کہ وہ جنگی تیاریاں نہ کریں اور بابعالی کی خدمت میں مفصل رپورٹ پیش کی۔ بابعالی نے بھی دوبارہ عربی پاشا کو ممانعت کی کہ جنگی تیاری نہ کریں مگر اسکا کچھ اثر نہوا اور وہ برابر اسکندریہ کے جنگی مقامات کی درستی کرتے رہے۔

اس عرصہ میں امیر البحر انگریزی کو یہ خبر ملی کہ باغی لوگ نہر سویز کا دہانہ بند کرنے اور اسکو ڈائنامائٹ سے مسمار کرنے کی تجویز کر رہے ہیں۔ اس خبر سے انگلستان میں بڑی تشویش پھیل گئی اور عربی پاشا سے لڑائی کی تیاری ہونے لگی۔ ۲۶ جون کو ایک مہم کی روانگی قرار پائی۔ اور دوسرے روز انگریزی وائس کونسل (نائب قونصل) متعینہ اسکندریہ نے اپنے تمام وطن داروں کو صلاح دی کہ وہ اسکندریہ چھوڑدیں عربی پاشا کو ہرچند فہمایش کی گئی کہ مورچوں کی درستی نہ کریں اور سفرائے دول یورپ نے شہر پہ گولہ باری کرنے کو ہرچند ٹلایا مگر آخر کار مجبور ہوکر ۹ جولائی ۱۸۸۲ء کو سر بیوکمپ سیمر نے عربی پاشا کے پاس اس مضمون کا الٹیمیٹم (آخری پیام) بھیجا کہ اگر کل صبح تک قلعہ

خالی نہ کردیا جائے گا تو انگریزی بیڑہ سے گولہ باری شروع ہو جائے گی۔ بندرگاہ میں جو جہاز لڑائی کے قابل نہ تھے وہ علیحدہ چلے گئے اور لڑائی کی بالکل تیاری ہوگئی۔ فرانسیسی بیڑہ اگرچہ دھمکی دینے کے واسطے انگریزی بیڑہ کے ساتھ اسکندریہ آگیا تھا مگر گورنمنٹ فرانس نے اپنی قوت کا موازنہ کرکے لڑائی میں ساتھ دینے سے انکار کردیا۔

۲۷ جولائی کو جبوقت ہاؤس آف کامنس (انگلستان کی پارلیمنٹ) میں اس معاملہ پر بحث ہوئی تو ۱۹ کے مقابلہ میں ۲۷۵ رائے سے یہ فیصلہ ہوا کہ بغاوت فرو کرنے کے واسطے لڑائی شروع کیجائے۔ برخلاف اسکے جبوقت یہ معاملہ ۲۹۔ ماہ مذکور کو فرانس کی پارلیمنٹ (چیمبر آف ڈیپوٹیز) میں پیش ہوا تو بمقابلہ ۷۵ کے ۴۱۶ رائے کے غلبہ سے یہ قرار پایا کہ فرانسیسی بیڑہ لڑائی میں شامل نہو اور قومی مجلس نے بھی اس خرچ کے واسطے روپیہ کی منظوری دینے سے انکار کردیا۔ اس لیئے جس روز امیر البحر انگریزی نے عربی پاشا کے پاس الٹیمیٹم بھیجا فرانسیسی بیڑہ بندر سعید کو چلا گیا اور انگریزی بیڑہ تنہا عربی پاشا کے مقابلہ کے واسطے رہ گیا۔

جبوقت لڑائی شروع ہوئی ۱۴ جنگی جہاز بندرگاہ میں موجود تھے۔ ۱۱ جولائی ۱۸۸۲ء کو صبح کے سات بجے کے وقت انونسبل نامی جہاز سے فیر کا اشارہ کیا گیا پہلا فیر جہاز الگزینڈریا سے ہوا۔ مصری توپ خانہ سے بھی گولہ باری ہوتی رہی۔ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب دو جہازوں سے جو شہر کے مغرب کی طرف کھڑے کیئے گئے تھے گولہ باری موقوف ہوگئی۔ پونے بارہ بجے جہاز کانڈر سے جو بماتحتی لارڈ چارلس بیرسفورڈ گولہ باری کررہا تھا فیر موقوف ہوئے۔ ڈیڑھ بجے کے وقت جہاز سوپرب کے



اسکندریه پر انگریزی جهازات کا گوله باری کرنا

گولہ سے قلعہ عدہ کا جو روشنی کے منارہ کے قریب ہے میگزین اُڑ گیا۔ قریب ساڑھے پانچ بجے شام کے امیر البحر نے لڑائی ملتوی ہونے کا اشارہ کیا۔ لڑائی میں آہن پوش جہازوں پر نقصان بہت کم ہوا۔ چالیس سے کم آدمی مقتول و مجروح ہوئے اور کوئی جہاز بیکار نہیں ہوا مصری فوج میں ۹۰۰ آدمیوں کے نقصان کا اندازہ کیا گیا۔ شہر کی چاردیواری کو گولہ باری سے بہت کم نقصان پہنچا۔ مگر جہاز انفلیگزیبل کے گولوں سے جس سے سترہ سو پاؤنڈ گولے فیر ہوئے مصری فوج کو نقصانِ عظیم اُٹھانا پڑا

لڑائی سے دوسرے روز قلعے حوالہ کر دیئے گئے۔ انگریزی فوج کی ایک جماعت نے خشکی پر اُتر کر انگریزی مکانات کو لوٹ مار سے بچایا اور شہر کے جن حصّوں میں گولہ باری سے آگ لگ رہی تھی اُسکو بُجھایا۔ خدیو مصر نے جو اُسوقت اسکندریہ کے قریب مقام رملیہ میں موجود تھے عربی پاشا کی موقوفی کا اعلان دے دیا۔ لیکن عربی پاشا اسکندریہ سے ۶ امیل کے فاصلہ پر مقام کفر داور کو چلے گئے جہاں پر ایک انگریزی مہم نے اُن کا تعاقب کیا۔

۵۔ اگست ۱۸۸۲ء کو انگریزی مہم بماتحتی سر گارنیٹ وولزلی اسکندریہ پہنچا۔ اُسوقت یہ خیال تھا کہ فوج ابوکریں جہازوں سے اُتر کر کفر داور پر حملہ کرے گی مگر سر گارنیٹ نے اپنی نقل و حرکت کی تجویز کو ایسا خفیہ رکھا تھا کہ اُن کے ساتھی بھی کوئی صحیح رائے قایم نہیں کر سکتے تھے۔ اور یہی کیفیت اخباروں کے وقایع نگاروں کی تھی۔ اِس لیئے اسکندریہ کی گولہ باری کے چھ ہفتہ بعد جبوقت آٹھ جنگی جہاز جن پر چھ ہزار انگریزی فوج تھی اسکندریہ سے مشرق کی طرف روانہ ہوئے تو یہ خیال تھا کہ بندر ابوکریں بیڑہ لنگر انداز ہوگا۔ مگر برخلاف اسکے نہر سویز میں داخل ہو کر تمام جہازات بندر اسمٰعیلیہ

جنگ قصاصین میں انگریزی سواروں کا دھاوا



میں لنگرانداز ہوئے اور فوج خشکی پر اُتر پڑی ۔سر گارنیٹ کا منشا تل الکبیر کے قلعہ پر حملہ کرنے کا تھا جو اُس نہر پر واقع ہے جو دریاے نیل اور بحر قلزم کو قاہرہ اور اسمٰعیلیہ کے قریب ملاتی ہے ۔اسلیئے فوج اسمٰعیلیہ میں اُترکر براہ نہر وریل روانہ ہوئی ۔

۲۸۔ اگست کو جنرل جیرلڈ گریہم کا جو وسکرڈ ویژن کے افسر تھے عربی پاشا سے مقابلہ ہوا ۔عربی پاشا نے خود بڑھکر حملہ کیا ۔چونکہ معرکہ سخت تھا اسلیئے جنرل گریہم نے ڈروری لو صاحب سے جو رسالہ کے افسر تھے مدد طلب کی ۔تمام دن میدانِ کارزار گرم رہا ۔آفتاب غروب ہونے کے بعد رسالہ نمبر ۷ ۔ڈراگون گارڈ اور اسپی توپ خانہ نے دھاوا کیا ۔توپ خانہ نے کچھ فاصلہ سے گولہ باری شروع کردی اور رسالہ عربی پاشا کی فوج سے دست بدست ہوگیا ۔یہ معرکہ بہت سخت تھا اور جانبین میں سخت نقصان ہوا مگر لڑائی کا فیصلہ کسی کے حق میں نہوا ۔

میجر جنرل سرجی گریہم آر سا ای ۔وی سی



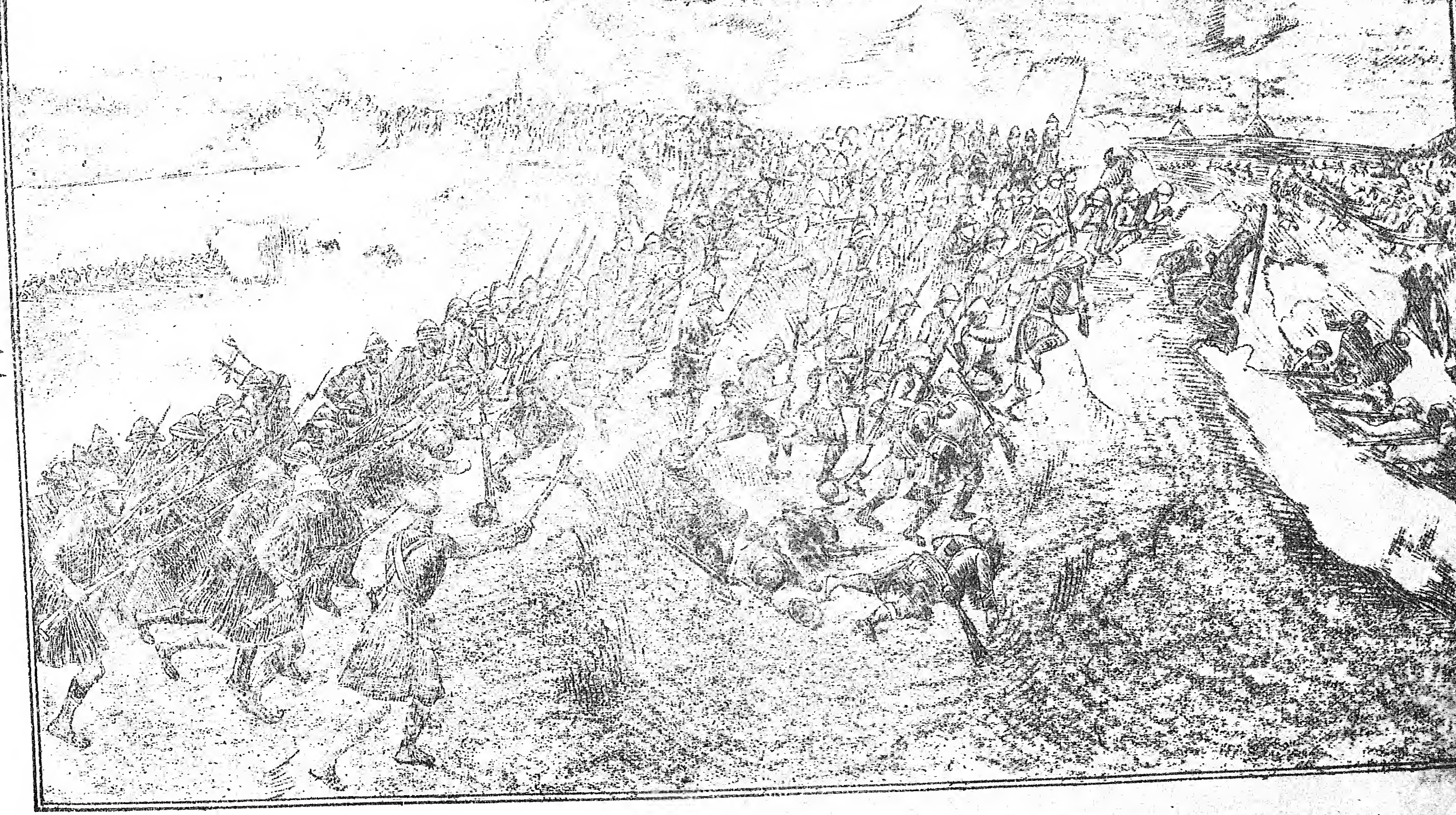
سر گارنیٹ اپنی تمام فوج عربی پاشا کے قلعہ سے ایک کوچ کے فاصلہ پر لیگئے اِس قلعہ کو عربی پاشا نے خوب مُستحکم کیا تھا اور اُسکی چاردیواری سے انگریزی فوج کو کھٹکا

تھا۔ سر گارینٹ نے یہ تجویز کی کہ دن کو حملہ کرنے میں نقصان کا اندیشہ ہے اسلیئے رات کو کوچ کرکے ایسے طریقہ سے قلعہ تک پہنچنا چاہیئے جس سے مصری فوج کو خبر نہو۔ سر گارینٹ لکھتے ہیں کہ ایسی فوج سے جو میرے پاس موجود تھی ایسے مستحکم قلعہ پر دن کے وقت حملہ کرنا سخت نقصان کا باعث تھا اس لیئے میں نے ارادہ کیا کہ چھ میل کا فاصلہ جو میرے کیمپ اور دشمن کے قلعہ کے درمیان تھا تاریکی میں طے کرکے طلوع آفتاب سے پہلے حملہ کرنا چاہیئے "

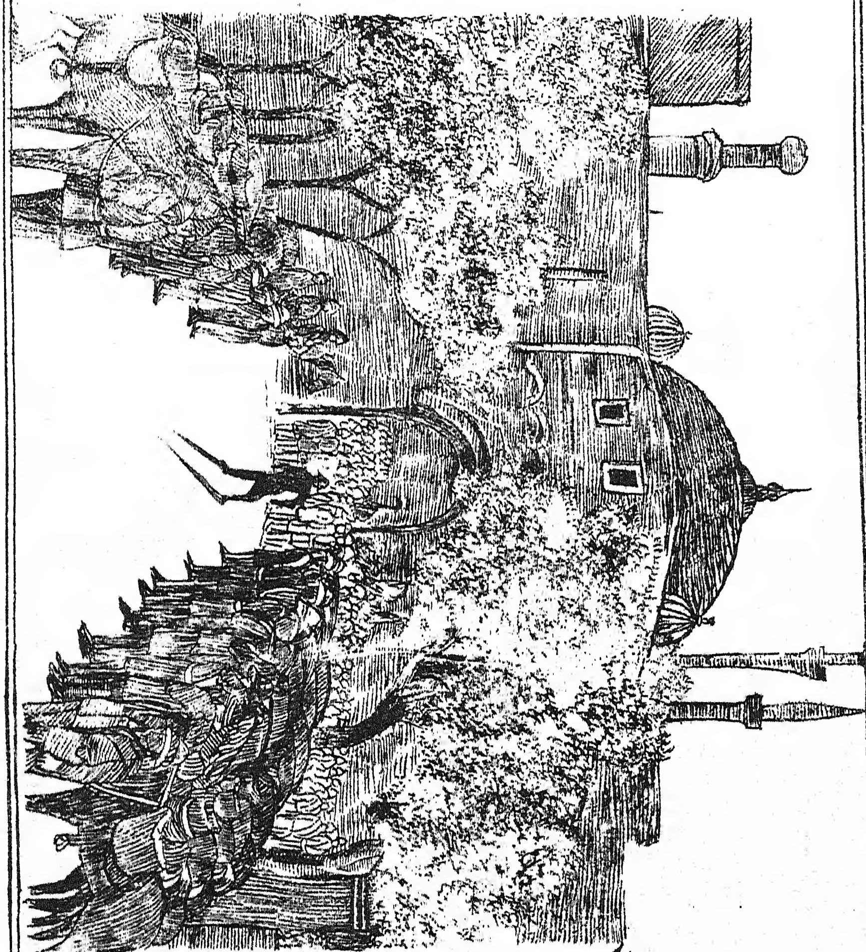
سر گارینٹ کی یہ تجویز بہت مفید ثابت ہوئی اور آجتک اُسکی تقلید کیجاتی ہے ۱۳۔ ستمبر کو رات کے ایک بجے کے وقت فوج میں صف بندی ہوئی اور دھیمی آواز سے کوچ کا حکم ہوا۔ فوج چُپ چاپ بڑھتی رہی اور ریتلی زمین کی وجہ سے پیروں کی آواز نہیں ہوتی۔ کبھی کبھی ہتیاروں کی چمک اُس خاموشی کے عالم میں خلل انداز ہوجاتی تھی۔ علی الصباح انگریزی فوج عربی پاشا کی فوج کے مقابلہ میں ایک ہزار گز کے فاصلہ پر پہنچگئی گوروں کی فوج جو ہائلینڈرز کے نام سے مشہور تھی۔ خاموشی کے ساتھ تیزی سے بڑھتی رہی۔ نہ کسی قسم کی آواز ہوئی اور نہ کوئی فیر کیا گیا یہاں تک کہ مورچوں سے ۳۰۰ گز کے فاصلہ پر فوج جا پہنچی گویا مصری فوج کو خبر ہی نہ تھی کہ حملہ آور فوج چلی آرہی ہے۔ جسوقت ۳۰۰ گز کے فاصلہ پر انگریزی فوج جا پہنچی یکایک مورچوں سے خوفناک آگ برسنے لگی۔ ہائلینڈرز نے دھاوا کیا اور تھوڑے عرصہ میں تل الکبیر کے مورچوں پر قبضہ کرلیا عربی پاشا کی فوج کو بالکل مُہلت نہوئی کہ وہ مقابلہ کی تیاری کرسکے اور انگریزی فوج کے اسقدر قریب آجانے پر اُسکی دھواں دھار گولہ باری کچھ کارگر نہوئی۔

فتح تل الکبیر سے دوسرے روز ڈروری لو صاحب پندرہ سو فوج کے ساتھ قاہرہ

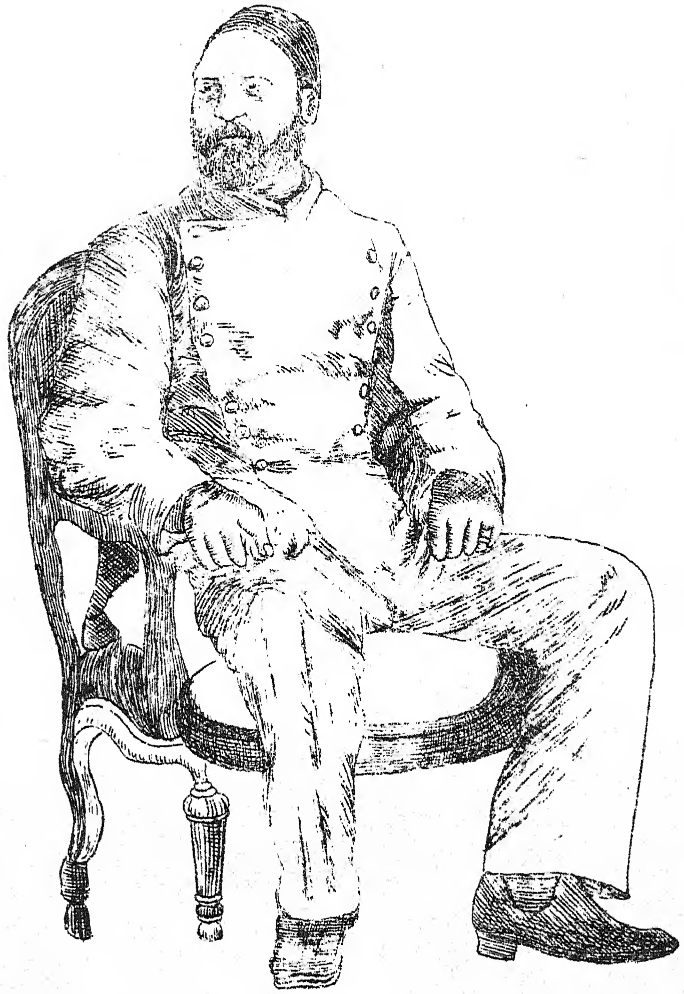
تل الکبیر پر انگریزی فوج کا دھاوا



مصری فوج کا ۱۴ ستمبر ۱۸۸۲ء کو قاہرہ کو خالی کرنا



اور انگریزی فوج کا قابض ہونا



عربی پاشا قیدخانۂ قاهرہ میں

پہنچ گئے۔ قاہرہ میں اسوقت ستائیس ہزار فلاحین مصر اور دس ہزار فوج قلعہ میں موجود تھی مگر کسی نے روک ٹوک نہ کی اور ۱۵ ستمبر کو بے کھٹکے انگریزی فوج بماتحتی وولزلی صاحب قاہرہ میں داخل ہوئی۔ اور ۲۵ ماہ مذکور کو خدیو معظم بھی قاہرہ پہنچگئے۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد وولزلی صاحب نے یہ تار ولایت کو روانہ کیا:-

"لڑائی ختم ہو گئی ہے۔ اَور فوج نہ بھیجی جائے"

عربی پاشا پر کورٹ مارشل ہو کر سزائے موت کا حکم ہوا۔ مگر یہ سزا جلاوطنی سے تبدیل ہو کر وہ جزیرۂ سراندیپ میں بھیجے گئے جہاں پر اب تک زندہ ہیں۔

مہدی کا آغاز

عربی پاشا کی بغاوت فرو ہونے سے ایک مہینے کے بعد یعنی اکتوبر ۱۸۸۲ء میں خرطوم سے یہ خبر آئی کہ جو فوج عبد القادر پاشا گورنر جنرل نے مہدی کے مقابلہ میں بھیجی تھی وہ سب کام آئی اسلیئے اَور فوج بھیجی جائے۔ مہدی کا نام کچھ عرصہ سے سواحل نیل پر مشہور ہوتے ہوتے قاہرہ تک پہنچگیا تھا مگر انگریز جو حال ہی میں قاہرہ میں داخل ہوئے تھے اس نام سے ناآشنا تھے۔

مہدی جس کا اصلی نام محمد احمد تھا ۱۸۴۸ء میں ایک چھوٹے سے جزیرہ میں جو ڈنگولۂ قدیم وحال کے درمیان واقع ہے پیدا ہوا۔ مہدی کے باپ کا نام عبد اللہ اور ماں کا نام آمنہ تھا اور اُس کا باپ کشتی بناتا تھا۔ مہدی کے سنِ بلوغ کو پہنچنے سے پہلے اُسکے والدین جزیرۂ ابا میں جو خرطوم سے شمال کی جانب نیل ابیض پر واقع ہے نقل مکان کر گئے۔ مہدی نے جزیرۂ ابا میں ہوش سنبھالا اور اپنی زندگی ایک غار میں یادِ الٰہی میں بسر کرنی شروع کی۔ ہزارہا آدمی جوق جوق مہدی کے وعظ و نصایح کو سُننے آتے اور رفتہ رفتہ اُس کی خدا پرستی کا شہرہ سوڈان کے مسلمانوں میں پھیل گیا۔

محمد احمد مہدی سوڈانی



مئی ۱۸۸۱ء میں ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی جزیرۂ ابا میں جمع ہونے لگی مہدی نے وحدانیت اور رسالت کا وعظ کرنا شروع کیا۔ اور اپنے آپ کو ہادی اور رہبر بتایا کچھ عرصہ کے بعد اس مذہبی گروہ نے پولٹیکل رنگ اختیار کیا اور ملک گیری کے واسطے دعوتِ اسلام شروع ہوئی۔ مہدی کا قول تھا کہ "ہم موت کو ایسا ہی چاہتے ہیں جیسا تم زندگی کو۔ موت ہمکو زندگی سے زیادہ پیاری ہے۔ اور سب سے زیادہ عزیز چیز ہمکو موت ہے"۔ مہدی کے ان الفاظ میں کچھ ایسا برقی اثر تھا کہ کچھ دنوں میں ہزارہا آدمی اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ مصر کی فوجیں جو سوڈان میں العبید۔ سنار۔ فشوڈا۔ اور کسالا وغیرہ مقامات میں متعین تھیں ایک ایک کر کے

مہدی کی جماعت کا شکار ہو گئیں۔ بہت سے گورنر جنرلوں نے جو خرطوم میں مقیم تھے مہدی کی ترقی کو روکنے کی کوشش کی مگر لاکھوں روپیہ کا صرف اور ہزارہا جانیں اس بہادر گروہ کے نذر ہو گئیں۔ سوڈانیوں نے مہدی کے جھنڈے نیچے جمع ہو کر اپنی بہادری کا وہ سکّہ جمایا کہ مصر اور تمام دنیا میں اُن کا آوازہ گونج اُٹھا اور جسقدر مہم اُنکے مقابلہ میں بھیجے گئے سب کا سوڈان میں خاتمہ ہوا۔

اکتوبر ۱۸۸۲ء میں گورنر جنرل خرطوم نے رپورٹ کی کہ جسقدر ملک میرے قبضہ میں ہے وہ نکلا چلا جاتا ہے اور اگر کوئی معقول انتظام نہوا تو تمام علاقہ پر مہدی کا قبضہ ہو جائے گا۔ اِس رپورٹ نے مصر میں انتشار پھیلا دیا اور یہ سوال پیش ہوا کہ مصر و انگلستان کو کیا تدبیر اختیار کرنی چاہیئے کہ جس سے ملک اس روز افزوں بہادر قوم کے پنجہ سے بچے۔ عرصہ تک یہ معاملہ زیر بحث رہا اور بالآخر یہ قرار پایا کہ سوڈانیوں کے مقابلہ کے واسطے ایک مہم بھیجی جائے۔

سوڈان میں پہلی مہم

جسوقت انگریزی فوج عربی پاشا کو شکست دے کر قاہرہ میں واخل ہوئی تھی مہدی نے صوبۂ کردوفان کے صدر مقام العبید پر محاصرہ کر رکھا تھا۔ اکتوبر ۱۸۸۲ء میں عبد القادر گورنر جنرل خرطوم کی رپورٹ پہنچنے پر قاہرہ میں یہ قرار پایا کہ عربی پاشا کی فوج کے آدمی جن سے ہتیار لیلیئے گئے تھے مہدی کے مقابلہ میں بھیجے جاویں۔ اِس لیئے ایک مہم بماتحتی جنرل ہکس تیار کی گئی۔ انگریزی والنٹیر جو اِس مہم میں شامل ہوئے اُن کی حالت خوف کی وجہ سے ناگفتہ بہ تھی کیونکہ وہ جانتے

تھے کہ موت کے منھ میں جانا ہے۔ مارچ ۱۸۸۳ء میں جنرل ہکس دس ہزار فوج کے ساتھ جس میں نو یورپین افسر تھے خرطوم پہنچگئے تاکہ وہاں سے العبید کو روانہ ہوں جو مہدی کے محاصرہ میں تھا۔ اس مہم کے ساتھ لنڈن کے انگریزی اخبارات کے وقائع نگار بھی گئے تھے



ہکس پاشا

۵۔ نومبر کو العبید سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر مہدی نے ہکس صاحب کی فوج پر حملہ کیا جوں ہی مصری فوج سامنے پہنچی مہدی کی فوج اس طرح اُنپر ٹوٹ پڑی جیسے شکاری جانور اپنے شکار پر گرتا ہے۔ مصری فوج کی تمام قواعد و پریڈ خاک میں مل گئی۔ اور فوج والوں میں اسقدر سراسیمگی پھیلی کہ دوست دشمن کی کچھ تمیز نہ رہی اور ایک دوسرے پر فیر کرنے لگے۔ سوڈانیوں نے چاروں طرف سے اُس فوج کو گھیر لیا اور تلواریں لیکر ٹوٹ پڑے اور آن کی آن میں تمام فوج کے ٹکڑے کر ڈالے۔ جنرل ہکس بھی دادِ شجاعت دے کر مارے گئے۔ نو یورپین افسر اور دس ہزار فوج میں سے ایک بھی سوڈانیوں کے ہاتھ سے بچکر اس مصیبت کی خبر سُنانے قاہرہ نہ پہنچا۔

جسوقت مہدی کی فتح کی خبر مشہور ہوئی تمام افریقہ میں ڈنگولہ سے خط استوا تک

اور بحر قلزم سے میدانِ صحارا تک یہ خیال پختہ ہو گیا کہ مہدی موعود یہی ہے۔

اس خیال کی تائید زیادہ تر اس وجہ سے ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ حضرت امام مہدی کی نسبت ارشاد فرمایا ہے اس میں سے چند باتیں مہدی سوڈانی کے حالات سے بالکل مطابق تھیں۔ سنن ابو داؤد میں عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایک شخص مجھ میں سے یا میرے اہلِ بیت میں سے پیدا ہوگا جس کا نام میرے نام کے مانند اور اُس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مانند ہوگا اور وہ زمین کو عدل وداد سے بھر دے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمًا لَطَوَّلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْهِ رَجُلًا مِّنِّيْ اَوْ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِيْ وَاِسْمُ اَبِيْهِ اِسْمَ اَبِيْ يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا ٥

ترجمہ۔ عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ باقی رہے دنیا میں سے مگر ایک دن البتہ بڑھا دے اللہ تعالیٰ اُس دن کو یہاں تک کہ بھیجے اُس میں ایک مرد کو مجھ میں سے یا میرے اہل بیت میں سے مطابق ہوگا نام اُسکا میرے نام سے اور نام اُسکے باپ کا میرے باپ کے نام سے بھر دے گا وہ زمین کو عدل وداد سے جیسی کہ بھری گئی وہ ظلم وجور سے۔

ایک دوسری روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کی والدہ کا نام بھی اپنی والدہ ماجدہ کے نام کے مطابق فرمایا۔

مہدی سوڈانی کا نام محمد احمد۔ باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ تھا۔ اِس مطابقت سے سوڈانیوں کو یقین ہوگیا کہ مہدی سوڈانی مہدی موعود ہے۔ مگر مہدی سوڈانی کے اَور بہت سے حالات حدیث شریف کے برخلاف ثابت ہوئے اسلیئے آیندہ یہ عتقاد سوڈانیوں کے دل سے جاتا رہا۔

ہکس پاشا کی فوج کی شکست سے قاہرہ اور انگلستان میں اداسی چھاگئی۔ ابھی اس مصیبت کا غم پُورا نہ ہوچکا تھا کہ دوسری آفت کا سامنا ہوا یعنی سواکن کے علاقہ کی طرف جو بحر قلزم پر واقع ہے متوجہ ہونا پڑا۔ مہدی نے اپنے سپہ سالار عثمان دغنہ کو سواکن پر حملہ کرنے کو روانہ کیا جس نے سنکاٹ اور ٹوکر کی مصری فوجوں کو شکست فاش دی اور چاروں طرف سے گھیر کر بالکل نیست و نابود کر دیا۔

عثمان دغنہ



سپہ سالار مہدی

۴۔ نومبر ۱۸۸۳ع کو محمد پاشا طاہر ایک مہم سواکن سے لیکر توکر کی فوج کی مدد کے واسطے روانہ ہوئے اور اُن کے ساتھ انگریزی سفیر لیفٹنینٹ ماکنکرف بھی تھے سواکن سے روانہ ہونے کے ایک گھنٹہ بعد اس مہم پر جس میں ۵۵۰ آدمی تھے

عثمان دغنہ کے ۱۵۰ آدمیوں نے حملہ کیا اور شکست فاش دی۔ یہ دونوں تاریخیں (۴۔ و ۵۔ نومبر ۱۸۸۳ء) انگلستان اور مصر کیواسطے ایک دردانگیز واقعہ کی یادگار ہیں۔

سوڈان پر دوسری مہم

کروفان اور سواکن کے واقعات نے قاہرہ میں ایک ہیبت ناک اثر پھیلا دیا اور آخرکار جنرل ویلنٹائن بیکر پاشا کی ماتحتی میں سوڈان پر دوسری مہم بھیجنے کی تجویز ہوگئی۔



بیکر پاشا

اِس مہم میں دو ہزار پیدل اور ۵۲۰ سوار مصری فوج کے اور ۱۰۰ والنٹیر انگریزی پولس کے اور نو یورپین افسر شامل تھے۔ بیکر پاشا معہ ۳۷۰۰ فوجی آدمیوں کے سواکن کے جنوب میں ٹرنکیٹٹ میں جہازوں سے اُترے۔ اور ۴۔ فروری ۱۸۸۴ء کو آگے روانہ ہوئے۔ جو وقت یہ فوج الطیب کے قریب پہنچی درویشوں نے حملہ کیا اور الا اللہ کا نعرہ مارکر انگریزی فوج پر آپڑے۔ بیکر پاشا نے یہ دیکھکر رسالہ کو پیچھے ہٹا لیا اور پیدل سپاہیوں سے حملہ کے روکنے کی کوشش کی مگر مصری سپاہی اور انگریزی

دانشیر جنکے دلوں میں پہلے ہی سے درویشوں کی ہیبت چھاگئی تھی بالکل ازخود رفتہ ہو گئے۔ بیکر پاشا نے فوج کو مربع کی شکل میں جمالیا تھا مگر جب دل ہی کام نہ کرے تو فقط ہاتھ پاؤں کیا کر سکتے ہیں۔ فوج میں درویشوں کا حملہ ہوتے ہی ابتری پھیلگئی اور میدان سے پیر اُکھڑ گئے نہ کرپ توپوں نے کام دیا اور نہ بندوقوں نے۔ درویشوں کے نیزوں اور پُرانی وضع کی ڈھال اور تلواروں نے سب کو آگے رکھ لیا مصری فوج کو نہ اپنی جانوں کی خبر رہی نہ ہتیاروں کی۔ ۴ کرپ توپیں پانچ لاکھ کارتوس اور تین ہزار بندوقیں عثمان دغنہ کے ہاتھ لگیں ۳۰۰۰ سپاہیوں میں سے صرف ۱۴۰۰ آدمی پریشان حال ٹرنکٹیٹ پہنچے اور وہاں سے کشتیوں پر سوار ہو کر سواکن لوٹ گئے۔ انگریزی افسر تمام مارے گئے۔ اس لڑائی میں عثمان دغنہ کے ساتھ ۱۲۰۰ آدمی تھے۔

بیکر پاشا کی شکست سے انگلستان اور مصر میں اور بھی انتشار پھیل گیا۔ اِس وقت سواکن کی بھی حالت نازک تھی کیونکہ وہاں پر بہت تھوڑی جمعیت حفاظت کے واسطے رہ گئی تھی۔ اب مصر اور انگلستان کو بحیرۂ قلزم اور وادی نیل میں مصیبت کا سامنا تھا کروفان اور درفر ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ خرطوم اور کسالا پر درویشوں نے محاصرہ کر رکھا تھا۔ اور سواکن چاروں طرف سے مہدی کی فوج سے گھرا ہوا تھا۔ دو لڑائیوں میں جنمیں انگریزی افسر کمانڈر تھے مہدی کو پُوری فتح حاصل ہو چکی تھی۔ مہدی کی سلطنت خرطوم کے پاس سے چھ سو میل تک پھیل گئی تھی۔ مغرب کی جانب علاقہ کروفان درفر اور درفرتیت اُس میں شامل ہو گئے تھے۔ مشرق کی طرف حبش تک تمام سنار اُس میں آگیا تھا۔ اور شمال و مشرق کی جانب سواکن تک سرحد جا پہنچی تھی۔ مہدی کے اقبال کا ستارہ عروج پر تھا اور رفتہ رفتہ اُس کا اقتدار اُن صوبجات میں پھیل گیا جو بالائی



بیکر پاشا کا الطیب میں شکست کھانا

نیل پر واقع ہیں۔ کچھ عرصہ میں مہدی کا اثر علاقہ الفشیر تک پہنچ گیا اور سلاطین بے کو جو اُس علاقہ کے حاکم تھے نئی مصیبت کا سامنا ہوا۔ خود سلاطین بے کے افسروں میں بغاوت کا مادّہ پیدا ہونے لگا۔ سلاطین بے نے اس خیال سے کہ میرا رسوخ بڑھ جائیگا اور انتظام میں بھی فرق نہ آئے گا۔ مذہب اسلام اختیار کر لیا مگر اس امر کی بالکل امید چھوڑ دی کہ میری فوج مُقابلہ میں عہدہ برا ہو سکے گی۔ سلاطین بے نے اپنے بچاؤ کے واسطے یہ چال چلی کہ ایک خط تو دوگل مدیر دارا کے ہاتھ جنرل ہکس کے پاس طلب امداد کے واسطے بھیجا اور دوسرے میں مہدی سے اظہار اطاعت کر کے اپنا علاقہ حوالہ کرنے کی درخواست کی۔ جنرل ہکس کی طرف سے سلاطین بے کو مایوسی ہو گئی کیونکہ جو کاغذات اور انگریزی سپاہیوں کے کپڑے دوگل میدانِ جنگ سے اُٹھا کر لایا وہ زبان حال سے جنرل ہکس کی مصیبت کا حال بتلا رہے تھے۔ دوگل خود بھی مہدی کے گروہ میں شامل ہو گیا اور واپس آنے پر سلاطین بے کو بھی صلاح دی کہ مہدی کی اطاعت اختیار کریں کیونکہ تمام ملک خرطوم تک مہدی کے قبضہ میں آچکا تھا۔ اور ایسی حالت میں مُقابلہ کرنا بیفایدہ تھا۔ سلاطین بے نے مہدی کی اطاعت اختیار کی اور اُنکو ہدایت ہوئی کہ اپنا نام عبد القادر رکھیں اور العبید کو آجائیں جہاں پر مہدی کا پورا تسلط ہو گیا تھا۔ اور جبکو مہدی نے اپنا صدر مقام بنا کر گرد و نواح سے ملک دبانا شروع کر دیا تھا سلاطین بے مہدی کی ہدایت کے موافق العبید چلے گئے اور وہاں سے مہدی کے ساتھ خرطوم آ گئے۔ مہدی کے انتقال کے بعد خلیفہ عبد اللہ نے سلاطین بے کو اپنے باڈی گارڈ میں ملازم کر کے امدرمان میں رکھا اور جب تک وہ چھپ کر بھاگے امدرمان میں مُقیم رہے۔

جنرل گارڈن کی ماتحتی میں سوڈان پر تیسری مہم

جنرل گارڈن قبل اس کے کہ آخری مرتبہ خرطوم کو گئے اور ہمیشہ کے لیئے وہاں رہ گئے دو مرتبہ اُس علاقہ کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں رکھ چکے تھے -

جنرل



گارڈن

۱۸۷۴ء میں بجائے سر سیموئیل بیکر کے وہ خرطوم کے گورنر جنرل مقرر ہوئے اور پھر دوبارہ ۱۸۷۷ء میں وہاں گئے - لیکن ان دونوں مرتبہ مہدی کا ظہور نہیں ہوا تھا اور صرف بردہ فروشی موقوف کرنے اور بدنظمی دور کرنے کے واسطے دونوں مرتبہ جنرل گارڈن کا خرطوم میں تقرر ہوا تھا چونکہ وہ دو مرتبہ اُس علاقہ میں رہ چکے تھے - اس لیئے تمام ملک سے اچھی طرح واقف تھے اور بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھا کر اپنی مُستعدی - دیانت داری اور بہادری کا ثبوت دیا تھا - جب باوجود متواتر فوجکشی اور بیشمار صرف و نقصان کے انگلستان کو اپنے ارادہ میں کامیابی نہ ہوئی تو جنوری ۱۸۸۴ء میں جنرل گارڈن کو خرطوم بھیجنے کی تجویز کی گئی تاکہ سوڈان میں امن قایم کریں اور غور

کریں کہ درویشوں کی روزافزوں قوت کے مقابلہ میں کیا تجویز مناسب ہے۔ انگلستان سوڈان کی حکومت سے اُکتا گیا تھا اس لیئے یہ امر قرار پایا کہ جنرل گارڈن تمام فوجوں کو جو مختلف مقامات میں محصور تھیں نکال لائیں۔ حقیقت میں ایسی نازک حالت میں سوڈان پر مہم لیجانے کی ذمہ واری کرنا ایک سخت اور خطرناک کام تھا۔ اور بڑے سے بڑا بہادر بھی گھبرا جاتا مگر جنرل گارڈن نے نہایت دلیری اور استقلال سے اس کام کو اپنے ذمہ لیا۔ اور اس مہم پر جانے کے واسطے اس طرح تیار ہو گئے جیسا کہ کوئی شخص کسی معمولی کام کے واسطے جاتا ہو۔ میجر ونگیٹ اپنی تاریخ "ہسٹری آف مہدزم" میں جنرل گارڈن کی روانگی کے بابت حسب ذیل تحریر کرتے ہیں :-

"جنرل گارڈن کا لنڈن سے روانہ ہونا اور قاہرہ پہنچنا یکساں تھا۔ ڈیوک آف کیمبرج اور لارڈ وولزلی اسٹیشن پر روانگی کے وقت موجود تھے مگر اس طرح کہ گویا ایک تیسرا شخص کسی دعوت میں جاتا ہے اس کو رخصت کرتے ہوں جسوقت اسپیشل ٹرین قاہرہ پہنچی ایک مسافر کالا کوٹ پہنے ہوئے گاڑی سے اُترا۔ نہ اُسکے ساتھ کوئی نوکر تھا نہ سامان سفر۔ جو انتظام اور احکامات ضروری تھے اُن سب کے واسطے جنرل گارڈن نے پہلے سے جب وہ جہاز پر تھے لکھدیا تھا۔ قاہرہ کے بُلک اسٹیشن سے موسم سرما میں شام کے وقت جنرل گارڈن ریل پر سوار ہوئے اور جسوقت گاڑی نے حرکت شروع کی جنرل گارڈن۔ کرنل اسٹورٹ۔ اور جنرل گریہم کے بشاش چہرے گاڑی کی دھندلی روشنی میں نظر آتے تھے۔ اس طرح سے جنرل گارڈن معہ کرنل اسٹورٹ کے اُس سفر دراز پر روانہ ہوئے!!"

جنرل گریہم مقام کورسکو میں جنرل گارڈن اور کرنل اسٹورٹ سے علیحدہ ہو کر

واپس آگئے تاکہ عثمان دغنہ سے مشرقی ساحل پر لڑیں۔ اسوقت تمام انگلستان کی آنکھیں سواکن پر لگی ہوئی تھیں اور یہ کوشش تھی کہ بیکر پاشا کی شکست کا دھبہ مٹاکر سواکن کو مہدی کی دست درازی سے بچایا جائے۔ فروری ۱۸۸۴ء میں کونسل وزارت انگلستان میں یہ معاملہ پیش ہوا اور بعد غور کامل قرار پایا کہ سواکن کی حفاظت کی جائے۔

اس عرصہ میں انگلستان کو اشتعال دلانے کا ایک دوسرا سبب پیدا ہوا۔ مصر کی جو فوج مقام سنکوٹ میں تھی اُس نے چھ مہینے تک محصور رہ کر مجبور عثمان دغنہ کی فوج پر حملہ کر دیا اور ایک میل تک برابر لڑتی چلی گئی۔ محمد توفیق سپہ سالار فوج معہ تمام ہمراہیوں کے اس لڑائی میں مارا گیا۔ اس خبر نے انگلستان اور مصر میں اور بھی جوش پھیلا دیا۔ اور ٹوکر کی فوج کی امداد کے واسطے تیاری شروع ہوئی جو ابھی تک گھری ہوئی تھی۔ سر جیرلڈ گریہم کی ماتحتی میں ایک انگریزی مہم بھیجنے کی تجویز ہوئی۔ مصری فوج درویشوں کے مقابلہ سے تنگ آگئی تھی اور متواتر زکیں اٹھا رہی تھی۔ اِس لیئے اِس مہم میں انگلستان نے انگریزی فوج تیار کی اور یہ پہلا موقع تھا کہ انگریزی رجمنٹوں کو عثمان دغنہ اور مہدی کی فوج سے مقابلہ کا اتفاق پڑا۔ انگلستان اس مہم کے نتیجہ کو کامیابی کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا مگر جو لڑائی انگریزی فوج اور درویشوں کے درمیان ہوئی اُس نے انگلستان کو متحیر کر دیا۔

جنگ الطیب و تمائی

سر گرہیم کی مہم کو کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھا گیا تھا۔ چار ہزار انگریزوں کی فوج اُن کے واسطے تیار کی گئی۔ اور باربرداری اور رسد وغیرہ جسقدر درکار تھی تمام مصری فوج نے مہیّا کی۔ سر گرہیم معہ اپنی فوج کے سواکن سے چند میل جانب جنوب بندرگاہ ٹرنکیٹیٹ میں لنگر انداز ہوئے اور وہاں سے براہ خشکی ٹوکر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں مقام الطیب کے قریب عثمان دغنہ کی فوج سے مُقابلہ ہوا۔ انگریزی فوج ایک جگہہ رُک گئی اور اِس بات کی منتظر رہی کہ درویش بڑھکر مُقابلہ کریں گے۔ مگر عثمان دغنہ کے آدمی بندوقوں اور دو کرپ توپوں سے جو اُنہوں نے ایک چھوٹا سا قلعہ بنا کر اُسپر چڑھالی تھیں فیر کرتے رہے۔ جنرل بیکر جو انگریزی فوج کے ساتھ تھے زخمی ہوئے۔ انگریزی افسر نے فوج کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور اسوقت انگریزی فوج کو درویشوں کے مُقابلہ کی حقیقت نظر آئی۔ عثمان دغنہ کے آدمیوں نے تلوار اور نیزوں سے انگریزی فوج پر حملہ کیا۔ انگریزی فوج نے مربع کی شکل میں صف بندی کی تھی۔ اِس لیئے کبھی ایک ایک اور کبھی اکٹھے ہو کر درویش سنگینوں کی آہنی دیوار پر حملہ کرتے تھے۔ آدھ گھنٹہ کی سخت لڑائی کے بعد انگریزی فوج درویشوں کے قلعہ تک پہنچ گئی اور جو توپیں بیکر پاشا کی شکست کے بعد درویشوں کے ہاتھ لگی تھیں وہ انگریزوں نے واپس چھین لیں۔ رات کو فوج وہاں مُقیم رہی اور صبح کو ٹوکر میں داخل ہوئی۔

الطیب کی دوسری لڑائی ۔ ۲۹ ۔ فروری ۱۸۸۴ء



ٹوکر میں چند روز آرام لینے کے بعد جنرل گرہیم نے تمائی پر حملہ کیا جس کو عثمان دغنہ نے اپنا صدر مقام بنا رکھا تھا۔ تمائی میں انگریزی فوج سے سخت لڑائی ہوئی۔ فوج کے دو حصّے مربع کی شکل میں آراستہ کیئے گئے۔ پہلے مربع کو عثمان دغنہ کے آدمیوں نے بالکل مُنتشر کر دیا اور بہت سے آدمی مارے گئے مگر دوسرا مربع درویشوں کے حملہ کو روکتا رہا اور اس عرصہ میں پہلے مربع کو بھی جمع ہو کر صف بندی کرنے کا موقع مل گیا۔ جس وقت دونوں حصّے جمع ہو گئے فوج آگے بڑھی۔ اور عثمان دغنہ کے آدمیوں کو اُس نالہ سے نکال دیا جہاں سے اُنھوں نے حملہ کیا تھا۔ انگریزی فوج نے تمائی میں پہنچکر تمام مکانات اور کیمپ کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اِس لڑائی میں انگریزی فوج نے خوب دل توڑ کر کام دیا۔ اور اُنکو اچھی طرح سے اندازہ ہو گیا کہ کیسے سخت دشمن سے اُنکو واسطہ پڑا ہے۔ دونوں لڑائیوں میں ۳۳ انگریزی افسر اور ۴۵۷ سپاہی مجروح و مقتول ہوئے۔

تمائی کی فتح کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ جنرل گارڈن کی امداد کے واسطے جنرل گرہیم کی فوج کا کچھ حصّہ بربر بھیجا جائے مگر اس ارادہ کو ترک کرنا پڑا کیونکہ سواکن سے بربر تک تمام علاقہ درویشوں کے قبضہ میں تھا اور اُس علاقہ میں ہو کر امن اور کامیابی کے ساتھ گزرنے کی بہت کم امید تھی۔ نیز سواکن سے تعزیری مہم کا چلا جانا بہت مضر ثابت ہوا تھا کیونکہ دو دن کے ہی سال وہاں پھر لڑائی شروع ہو گئی تھی۔ اس لئے تمائی سے فوج کا لیجانا مناسب نہ سمجھا گیا۔

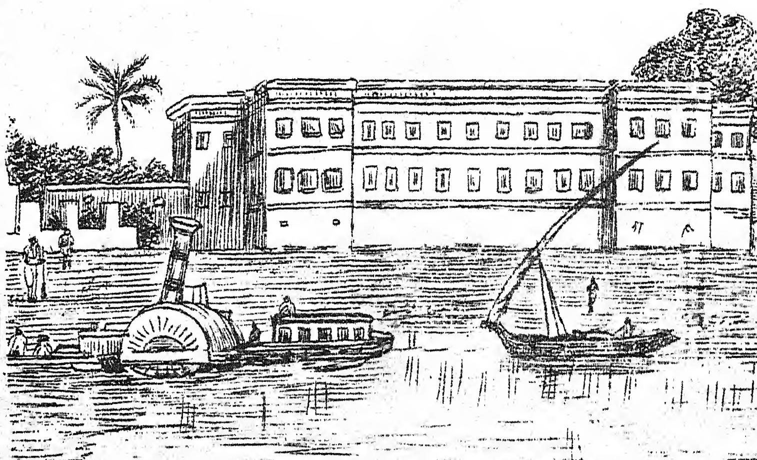
جنگ تمائی ۱۳ مارچ ۱۸۸۴ء



محاصرۂ خرطوم

جسوقت الطیب اور تمائی کی لڑائی ہو رہی تھی جنرل گارڈن کو خرطوم میں پہنچے ہوئے بہت تھوڑا زمانہ ہوا تھا۔ خرطوم میں انگریزی اور مصری سپاہی جنرل گارڈن کے پہنچنے سے بہت خوش ہوئے لیکن یہ خوشی چند روزہ تھی اور جنرل گارڈن کو بہت جلد ایک نئے فکر کا سامنا ہوا۔ خرطوم میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ انگریزی گورنمنٹ نے مصر کو لیکر خرطوم کو بالکل چھوڑ دیا ہے تاکہ اپنی قسمت کا فیصلہ خود کرے اور جنرل گارڈن کا خرطوم آنا صرف دفع الوقتی اور حیلہ سازی ہے۔ اس خبر نے خرطوم میں ایک عجیب پریشانی پھیلا دی۔ اور ہر طرف سے نالۂ و فریاد کی آواز آنے لگی

گورنمنٹ ہاؤس خرطوم جس میں جنرل گارڈن رہتے تھے



جنرل گارڈن نے یہ کیفیت دیکھکر خرطوم کے محاصرہ کی تیاری کی اور کئی مہینے کا سامان جمع کرکے شہر کے مورچوں کی درستی کرلی - کیونکہ انکو یقین ہوگیا تھا کہ فوج بالکل بے اطمینان ہوگئی ہے اور اُسکو خرطوم سے نکالکر قاہرہ لیجانا دشوار ہوگیا تھا -

چند روز کے بعد مہدی نے جنرل گارڈن کے نام مندرجۂ ذیل پیام بھیجا:-

"تم اپنے آپ کو حوالہ کردو اور سچے مذہب کے پیرو بنجاؤ جس سے تمکو دین و دنیا کی عزت ملے اور تمھاری اور تمھارے ساتھیوں کی جان بچے ورنہ تم سب کے ساتھ اپنی جان دے بیٹھوگے - میں تمھارے واسطے کپڑوں کا ایک جوڑا - ایک پیٹی اور ایک تسبیح بھیجتا ہوں - یہ اُن لوگوں کی پوشاک ہے جنہوں نے دنیا اور مافیہا کو ترک کردیا ہے - اگر تم دل سے چاہتے ہو کہ خدا کے پاس آؤ اور نیک زندگی بسر کرو تو فوراً ان کپڑوں کو پہنکر یہاں آجاؤ اور دائمی خوش نصیبی حاصل کرو"

اس پیغام کا جواب جنرل گارڈن نے صرف یہ دیا کہ "میں اب تم سے اور زیادہ خط و کتابت نہیں کرسکتا"

ایک مہینے کے بعد یعنی اپریل ۱۸۸۴ء میں جنرل گارڈن نے سر ایولن بیرنگ کو ایک چھٹی میں یہ تحریر کیا:-

"جب تک ممکن ہوگا میں خرطوم کو نہ چھوڑونگا - اور حتی الامکان فساد بھی فرو کردونگا اور جب یہ نہو سکیگا تو یہاں سے چلاجاؤنگا اور یہ الزام ہمیشہ تمھارے اوپر رہیگا کیونکہ تم نے سنار - کسالا - ڈنگولہ - اور بربر کے قلعوں کو خالی کردیا حالانکہ یہ یقینی امر تھا کہ تم مہدی کی قوت کو توڑدوگے"

مہدی کی فوج نے مئی ۱۸۸۴ء میں بربر کو فتح کیا اور دو روز تک وہاں نادر شاہی

لوٹ مار ہوتی رہی۔ قاہرہ کو جو تار کا سلسلہ جاتا تھا وہ کاٹ ڈالا گیا اور آئندہ جنرل گارڈن اور اُن کی فوج کے حالات پر پردہ ڈھک گیا۔ انگریزی فوجوں پر جو جنرل گارڈن اور کرنل اسٹورٹ کی ماتحتی میں سوڈان میں موجود تھیں وحشیوں کے نیزوں کی گھٹا چھا گئی۔ جنرل گارڈن اور کرنل اسٹورٹ ایک ایسی سلطنت پر تسلط قایم کرنے کی کوشش کرتے تھے جو دوسروں کے ہاتوں میں پہنچ چکی تھی اور اسلیئے اُنکے تمام ارادوں اور کوششوں کا منتہیٰ ناکامی تھا۔

سنہ ۱۸۸۴ء کی موسم سرما میں جنرل گارڈن کے متعلق کچھ خبر قاہرہ میں نہ پہنچی جس سے روز بروز فکر بڑہتا گیا۔ مہدی کی فوج نے بربر فتح کرکے ڈنگولہ پر اپنا قبضہ کرلیا مگر مصطفےٰ یاور مدیر ڈنگولہ نے بڑی دلیری سے اُسکے حملہ کو روکا۔ موسم برسات میں جب رود نیل میں طغیانی ہوئی جنرل گارڈن نے ارادہ کیا کہ بذریعہ کشتیوں کے قاہرہ سے سلسلہ خط وکتابت جاری کریں۔ اس لیئے کرنل ہیل اسٹورٹ کے ہاتھ جو سٹرپاور سفیر انگریزی۔ اور ایم ہرلن سفیر فرانسیسی کے ساتھ جہاز عباس پر سوار ہوکر روانہ ہوئے۔ مفصل رپورٹ قاہرہ بھیجی۔ روانگی خرطوم سے آٹھ روز بعد ۱۸ ستمبر سنہ ۱۸۸۴ء کو جہاز عباس ایک چٹان سے ٹکرا گیا۔ اور ہرچند ملاحوں نے کوشش کی کہ سلامتی سے نکال لیں مگر اُسی جگہہ ڈوب گیا۔ کرنل اسٹورٹ معہ اپنے ساتھیوں کے کشتیوں میں سوار ہوکر کنارہ پر پہنچے اور موضع ہبہ میں چلے گئے جہاں پر گاؤں والوں نے سازش کرکے اُن سب کو مار ڈالا۔ اور قاہرہ تک جنرل گارڈن کی خبر پہنچانے کو ایک بھی نہ بچا۔

جنرل گارڈن کی امداد کے واسطے سوڈان پر چوتھی مہم

جنگ ابو کلیہ و غبات

جسوقت کرنل اسٹورٹ کے مارے جانے کی خبر قاہرہ اور انگلستان میں پہنچی اور ساتھ ہی یہ معلوم ہوا کہ جنرل گارڈن خرطوم میں گھرے ہوئے ہیں۔ انگلستان نے ایک امدادی مہم خرطوم کو بھیجنے کا ارادہ کیا۔ یکم ستمبر ۱۸۸۴ء کو مسٹر گلیڈسٹون نے جو اُسوقت وزیراعظم تھے ایک تقریر میں بیان کیا کہ گورنمنٹ انگلستان اس امر پر غور کررہی ہے کہ جو خدمات جنرل گارڈن نے انجام دیں اُن کا شکریہ کس طرح سے ادا کیا جائے۔ کامل غور اور بحث کے بعد یہ امر قرار پایا کہ جنرل گارڈن کی امداد کے واسطے ایک مہم بماتحتی لارڈ وولزلی بھیجا جائے۔ جنرل اسٹیفنسن کمانڈنگ افواج قاہرہ نے یہ تجویز پیش کی کہ مہم براہ بحیرۂ قلزم بندرگاہ ٹرنکیٹٹ پر اُترے اور وہاں سے براہ سواکن و بربر خرطوم کو جائے کیونکہ سواکن سے بربر تک براہ خشکی اور بربر سے براہ رود نیل خرطوم تک ۴۰۰ میل کا فاصلہ تھا اور قاہرہ سے رود نیل میں ہو کر خرطوم جانے میں ۱۶۵۰ میل کا سفر ہے مگر گورنمنٹ انگلستان نے لارڈ وولزلی کی رائے پر چھوڑا کہ جس راہ سے وہ پسند کریں مہم کو لے جائیں۔ لارڈ وولزلی نے نیل کا راستہ پسند کیا۔ دریا کے راستہ سے اسقدر دُور دراز ایسی بڑی مہم کا جانا ایک تعجب خیز بات تھی اور عام طور پر یہ تجویز دلچسپی سے دیکھی جاتی تھی۔ آٹھ سو کشتیاں اِس مہم کے واسطے تیار کی گئیں۔ کُک اینڈ سنز کمپنی کو باربرداری کا ٹھیکہ دیا گیا اور کینیڈا کے ملاح جو اپنے فن میں کامل خیال کیے جاتے تھے ملازم رکھے گئے لارڈ وولزلی کو گورنمنٹ انگلستان نے حکم دیا کہ

جنرل گارڈن کو خرطوم سے لے آویں اور اُسکے بعد مہدی سے کوئی تعرض نکریں کیونکہ یہ طے کرلیا ہے کہ مصر کی حکومت وادی حلفہ تک رہیگی۔ اور سوڈان کی قسمت درویشوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیجائے حقیقت میں درویشوں کی قوت اسقدر بڑھ گئی تھی کہ گورنمنٹ انگلستان کو سوائے اسکے اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ ہزارہا فوج - لاکھوں روپیہ اور سینکڑوں یورپین افسروں کی قیمتی جانیں درویشوں کے جوش کے نذر ہوئیں اور تمام کوششیں ناکام رہیں۔

۹ ستمبر ۱۸۸۴ء کو لارڈ وولزلی اسکندریہ پہنچے اور ۲۹ - ماہ مذکور کو قاہرہ سے سوڈان کی طرف روانہ ہوئے۔ دریائے نیل جو اتنی بڑی مہم کا گذرگاہ تھا ایک عجیب منظر بن رہا تھا۔ ایک طرف کشتیوں پر مصری جھنڈے ہوا میں لہرا رہے تھے۔ اور دوسری جانب دُخانی جہازوں کی چمنیوں سے دھواں نکل کر سیاہ بادل کی طرح آسمان پر چھا رہا تھا۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی کشتیوں کے بادبانوں اور دُخانی جہازوں کے لمبے لمبے مستولوں سے دریا بھرا ہوا نظر آتا تھا۔

قاہرہ سے روانہ ہوکر یہ مہم ۳ - نومبر کو ڈنگولہ پہنچا اور وہاں پر لارڈ وولزلی نے محمد یاور مدیر ڈنگولہ کو جس نے مہدی کے حملہ کو روکا تھا۔ کے - سی - ایم - جی کا تمغہ و خطاب عطا کیا۔ محمد یاور نے تمغہ پہننے کے وقت نہایت انکساری سے گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہ اعزاز میری حیثیت اور لیاقت سے زیادہ ہے۔ میں اپنے آپ کو اس کے قابل نہیں سمجھتا۔ مگر سُنا ہے کہ جس وقت عطائے خطاب کا جلسہ ہوچکا محمد یاور نے غسل کیا اور تمام کپڑے بدل ڈالے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے مزاج میں تعصب بہت تھا اور عیسائی کا ہاتھ لگانا باعث نجاست سمجھتا تھا۔

یکم نومبر کو سرایولن بیرنگ کے پاس قاہرہ میں ایک خط جنرل گارڈن کا پہنچا جو ۱۳۔ جولائی کا لکھا ہوا تھا۔ اس خط میں جنرل گارڈن نے لکھا تھا کہ "ہم خیریت سے ہیں اور چار مہینے تک خرطوم کو قبضہ میں رکھ سکتے ہیں"۔ جبوقت خط پہنچا چار مہینے گذر چکے تھے اس لئے اور بھی زیادہ فکر ہوا۔ ماہ دسمبر میں انگریزی مہم مقام کورٹی میں پہنچنا شروع ہوگئی اور بڑے دن تک تمام فوجیں وہاں جمع ہوگئیں۔ جنرل گارڈن کے چار مہینے گذر چکے تھے اور ہنوز امدادی مہم خرطوم سے بہت دُور تھی۔ کورٹی سے لارڈ وولزلی نے گورنمنٹ کو ذیل کی مُراسلت روانہ کی :۔

"اس امر کا سخت افسوس ہے کہ میں اس مقام پر پہلے سے نہ پہنچ سکا۔ اس جگہہ سے جو سمندر سے براہ نیل چودہ سو ۱۴۰۰ میل ہے میری روانگی میں توقف کی وجہ یہ ہوئی کہ کافی سامان رسد جمع ہونے میں دقت پیش آئی کیونکہ ایک ایسے مقام پر جو عرصہ سے محصور ہے اور جس میں رسد کی بہت کمی ہے اور گرد و نواح کا تمام علاقہ ویران ہوگیا ہے بغیر کافی سامان کے فوج کا لیجانا مُناسب نہیں ہے"۔

حقیقت میں اس مہم کے انگلستان سے روانہ ہونے میں بہت دیر ہوئی۔ اول مسٹر گلیڈسٹون کو اس بات کے سوچنے میں کئی ہفتہ گذر گئے کہ کس طریقہ سے جنرل گارڈن کی خدمات کا شکریہ ادا کیا جائے۔ اور جب مہم بھیجے جانے کی تجویز ہوئی تو بہت زیادہ وقت ضروری سامان کی فراہمی میں صرف ہوگیا۔ یہ ایسی غلطی تھی کہ جسپر انگلستان کو ہمیشہ پچتانا پڑا اور بڑا الزام اس دیر کا مسٹر گلیڈسٹون کی وزارت پر ہے۔

مقام کورٹی میں لارڈ وولزلی نے اپنی فوج کے دو حصے کیئے۔ ایک کو کورٹی سے

براہ خشکی متمہ تک اور وہاں سے کشتیوں پر سوار ہو کر خرطوم پہنچنے کا حکم دیا اور دوسرا براہ رود نیل بربر ہو کر خرطوم جانے کے واسطے رہا۔ کورٹی سے متمہ کا فاصلہ ۱۰۵ میل ہے اور خرطوم جانے کا اس سے سیدھا کوئی راستہ نہیں ہے چونکہ دریا کے راستہ سے سفر کرنے میں اندازہ سے زیادہ وقت صرف ہو گیا تھا اور نیز جنرل گارڈن کی تحریر سے بہت تشویش تھی اس لیئے یہ خیال کیا گیا کہ فوج کا پہلا حصہ سیدھے راستہ سے خرطوم پہنچکر جنرل گارڈن کی جان بچائے۔ یہ حصہ سر ہربرٹ اسٹورٹ کی ماتحتی میں رکھا گیا۔ فوج کے دوسرے حصہ سے یہ غرض تھی کہ اول ہمداب کے گردونواح میں بلوائیوں کی سرزنش کرے اور اس کے بعد ہبہ والوں کو سزا دے جنھوں نے کرنل اسٹورٹ وغیرہ کو مار ڈالا تھا۔ اور پھر وہاں سے ابو حامد پر قبضہ کرے اور کورسکو تک سڑک کی حفاظت کرے تاکہ وہاں سے سامان رسد بربر کے حملہ کے واسطے جمع ہو جائے۔ لارڈ وولزلی کی یہ تجویز دور اندیشی پر مبنی تھی مگر وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا اور خرطوم کے وقوعہ سے جسکا ذکر آگے آئیگا تمام امیدوں کا خون ہو گیا۔

توان بر کلہ زد مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید

لارڈ وولزلی کی تجویز کے موافق ۳۰۔ دسمبر ۱۸۸۴ء کو سر ہربرٹ اسٹورٹ کی فوج کا کچھ حصہ جس میں ۱۲۰۰ آدمی اور ۲۰۰۰ اونٹ تھے کورٹی سے غدکل کو روانہ ہوا۔ کورٹی سے روانہ ہونے کے ۴۷ گھنٹہ کے بعد فوج غدکل پہنچ گئی جو ۹۵ میل تھا۔ ۲۔ جنوری ۱۸۸۵ء کو یعنی جس روز فوج وہاں پہنچی سر اسٹورٹ نے ۴۰۰ آدمی گارڈز اور انجنیرز کے کنووں کی مرمت اور قلعوں کی تعمیر کے واسطے

وہاں چھوڑ دیئے اور خود کورٹی سے واپس چلے آئے جہاں ۵- ماہ مذکور کو پہنچ گئے -

میجر جنرل سر ہربرٹ اسٹورٹ



اِس اثنا میں لارڈ وولزلی کے پاس کاغذ کے ایک چھوٹے سے پرچے پر جنرل گارڈن کا لکھا ہوا یہ پیغام آیا کہ :-

”خرطوم میں خیریت ہے - سی جی گارڈن - ۱۴ - دسمبر ۱۸۸۴ء“

یہ تحریری پیغام تھا مگر دھوکہ دینے کے واسطے تھا - اِس خیال سے کہ شاید مہدی کے ہاتوں نہ پڑ جائے - اصل پیغام جو زبانی سنانے کیواسطے قاصد کو کہا گیا تھا وہ حسب ذیل تھا :-

”ہماری فوج کو خوراک کی کمی سے سخت تکلیف ہے - جو خوراک ہمارے پاس ہے وہ بہت قلیل ہے یعنی کچھ تھوڑا سا غلہ اور بسکٹ - ہماری خواہش ہے کہ تم جلد آؤ“

جس وقت جنرل گارڈن نے یہ پیغام بھیجا ایک دوسرا خط اپنے ایک دوست کے نام قاہرہ روانہ کیا اُس میں لکھا تھا کہ ’بس اب خاتمہ ہے - یقین ہے کہ دس روز میں

ہمکو مصیبت کا سامنا ہوگا۔ اگر اہلِ ملک اپنے ارادوں سے پورے طور سے آگاہ کرتے رہتے تو یہ نوبت نہ آتی۔ سی۔ جی۔ گارڈن"

۸۔ جنوری کو سراسٹورٹ پھر غدکل کو روانہ ہوئے اور ۱۲ کو وہاں پہنچ گئے ۱۴۔ ماہ مذکور کو فوج ابو کلیہ کو روانہ ہوئی اور غدکل کی حفاظت کے واسطے ۴۰۰ آدمی سسکس رجمنٹ کے چھوڑ دیے گئے جو فوج ابو کلیہ کو روانہ ہوئی اُس میں ۱۸۰۰ سپاہی ۳۰۴ ساربان اور ۲۸۸۰ اونٹ تھے۔

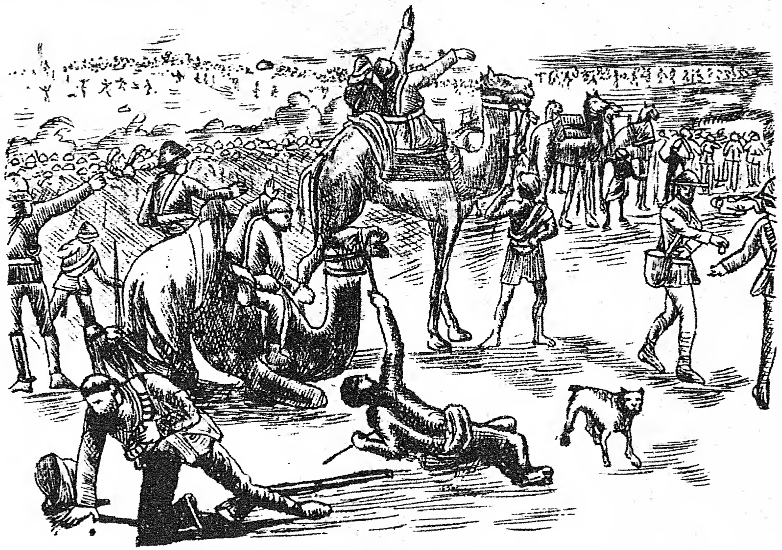
۱۶ جنوری کو کرنل بارو نے سرہربرٹ اسٹورٹ کے پاس یہ رپورٹ بھیجی کہ ابو کلیہ سے شمال و مشرق کی جانب پہاڑیوں پر مہدی کے آدمی نظر آتے ہیں اُسی روز دو بجے کے وقت فوج ابو کلیہ سے روانہ ہو کر تین میل کے فاصلہ پر پہنچ گئی اور اسوقت متمہ سے قریب ۲۶ میل کے اور خرطوم سے ۱۲۰ کے فاصلہ پر تھی۔ درویشوں کی فوج انگریزی فوج سے ۴ میل کے فاصلہ پر مقیم تھی اور اُن کا کمپ نشانوں کی قطار سے صاف معلوم ہوتا تھا۔

۱۷۔ کی صبح کو نو بجے تک سراسٹورٹ نے اِس امر کا انتظار کیا کہ درویش خود حملہ کرینگے مگر وہ آگے نہ بڑھے اور اِس لیئے سراسٹورٹ نے انگریزی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا۔ جسوقت پندرہ سو گز کے فاصلہ پر درویشوں کا کمپ رہ گیا انگریزی توپوں سے فیر ہونے شروع ہوئے۔ اسپر درویشوں نے یکایک حملہ کیا۔ پانچہزار آدمی اسی تیزی اور سرگرمی سے انگریزی فوج پر بڑھے جیسے کہ جنگ تمائی میں حملہ آور ہوئے تھے۔ حملہ کرتے وقت اُن کے نعروں کی آواز سے تمام میدان گونج اُٹھا۔ یہ لڑائی دست بدست ہوئی۔ بندوقوں کی باڑھوں نے حملہ آور درویشوں کو بہت نقصان

پہنچا یا تاہم وہ فوج کے اندر گھس گئے اور سنگین اور نیزوں کی لڑائی ہونے لگی۔ کئی گھنٹہ کی سخت لڑائی کے بعد مہدی کی فوج کے پیر اُکھڑ گئے اور میدان انگریزوں کے ہاتھ رہا۔ اس لڑائی میں درویشوں کے بارہ سو آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔ انگریزی فوج میں ۹ افسر اور ۶۵ نان کمیشنڈ افسر و سپاہی مارے گئے اور ۸۵ زخمی ہوئے۔ رات کے وقت فوج اُسی میدان میں بغیر خیموں کے پڑی رہی اور کھانا بھی نصیب نہ ہوا۔ ۱۸ کی صبح کو جب وقت سامان پیچھے سے آگیا۔ فوج کو ۲۴ گھنٹہ کے بعد کھانا ملا۔ کھانے سے فارغ ہونے اور کچھ آرام لینے کے بعد فوج آگے بڑھی۔ ۱۹۔ کو درویشوں کی فوج پھر سامنے نظر آئی۔ انگریزی افسروں نے فوج کو مربع کی شکل میں جما لیا۔ باربرداری کے اونٹ مربع کے وسط میں رہے۔ سر اسٹورٹ نے اونٹوں کی کاٹھیوں اور سامان کے صندوقوں کو مورچہ کی شکل میں جمع کرا دیا تاکہ فوج کو پناہ ملے۔ درویشوں نے اس مرتبہ فوج کی لمبی قطار بنا کر فیر کرنے شروع کیئے۔ دس بجے کے قریب سر اسٹورٹ ایک کاری زخم سے بیکار ہو کر گر پڑے اور فوج کی کمان سر چارلس ولسن نے لی



سر چارلس ولسن۔ آر۔ای



جنگ غبات ۱۹ جنوری ۱۸۸۵ء

سر چارلس نے ارادہ کیا کہ اس مقام کو محفوظ کر کے تھوڑی سی فوج وہاں چھوڑ دیں اور باقی فوج لیکر نیل کی طرف بڑھیں مگر درویشوں کی آتش باری سے تمام مورچے مسمار ہو گئے۔ اخبار اسٹینڈرڈ اور مارننگ پوسٹ کے وقائع نگار مسٹر کیمرن اور ہربرٹ اس لڑائی میں کام آئے۔ سہ پہر کے وقت ۲ بجے کے قریب انگریزی فوج جس کی تعداد ۱۲۰۰ تھی بڑھنا شروع کیا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتی رہی یہاں تک کہ اچھی طرح درویشوں کی زد میں پہنچ گئی جو متواتر گولیوں کی آگ برسا رہے تھے۔ اسوقت درویشوں نے نیزوں سے حملہ کیا مگر انگریزی بندوقوں سے اس مستعدی اور پھرتی سے جواب دیا گیا کہ تین سو گز کے فاصلہ پر آنے سے پہلے درویشوں کو پسپا ہونا پڑا۔ غروب آفتاب کے قریب انگریزی فوج کے درماندہ آدمی دریائے نیل پر پہنچے جہاں عرصہ کے بعد اُن کو پانی نصیب ہوا۔ فوج نے رات اُسی جگہ بسر کی۔ اور دوسرے روز صبح غبات پر جو متمہ کے قریب ہے قبضہ کر لیا۔ جو مختصر حصہ فوج کا ابو کلیہ میں رہ گیا تھا وہ بھی شامل ہو گیا اور اس طرح امدادی مہم کا وہ حصہ جو کورٹی سے روانہ ہوا تھا غبات میں جمع ہو گیا۔

۲۱۔ جنوری ۱۸۸۵ء کو چار مصری دخانی جہاز خرطوم کی طرف سے رود نیل میں آتے ہوئے نظر پڑے۔ انگریزی فوج نے اُنکو دیکھکر خوشی کے نعرے بلند کیے افسران جہاز نے فوج میں پہنچکر یہ پیغام پہنچایا:۔

"خرطوم میں بالکل خیریت ہے اور برسوں تک محفوظ رہ سکتا ہے۔"

سی۔ جی۔ گارڈن ۲۹۔ دسمبر ۱۸۸۴ء

یہ پیغام بھی ایک کاغذ کے چھوٹے سے پرچہ پر لکھا ہوا تھا اور مثل سابق اُس سے

یہ غرض تھی کہ اگر درویشوں کے ہاتھ لگ جائے تو اُنکو جنرل گارڈن کی قوت کا اندازہ ہو اور یکایک خرطوم پر حملہ کرنے کا حوصلہ نہو۔ یہ پیغام صرف درویشوں کو دہوکہ دینے کے واسطے تھا۔ اصل پیغام جو افسر اعلیٰ مہم امدادی کے نام ۱۴۔ دسمبر کا لکھا ہوا تھا وہ یہ تھا:۔

"جہاں تک مجھسے ہو سکتا تھا میں نے خرطوم کے بچانے کی کوشش کی۔ لیکن اب میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے خیال میں حالت بہت نازک ہوگئی ہے اور قریباً درجۂ مایوسی کو پہنچ گئی ہے۔ میں ہر مجسٹی کی گورنمنٹ سے ناراض ہوکر نہیں کہتا بلکہ جو کچھ اصل حقیقت ہے وہ بیان کی ہے۔ اگر یہ شہر درویشوں کے قبضہ میں آجائے تو یہ امر قابل غور ہوگا کہ آیا مہم کا آگے بڑھنا مناسب ہے یا نہیں کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ خرطوم کے فتح ہونے سے کسالا اور سنار بھی ہاتھ سے نکل جائیں گے"۔

مصری افسروں نے جو جہازوں پر آئے تھے سر چارلس ولسن سے یہ رپورٹ کی کہ خرطوم کی حالت بہت نازک ہے۔ جنرل گارڈن اچھی طرح سے ہیں مگر اُن کے سپاہی مدد پہنچنے سے مایوس ہوگئے ہیں۔ اس لیئے یہ ضروری ہے کہ چند یورپین افسر اُن کی امداد کے واسطے بہت جلد خرطوم پہنچیں۔ عبد الحمید بے افسر جہاز بورڈین نے سر چارلس سے بیان کیا کہ جسوقت میں ۱۴۔ دسمبر کو خرطوم سے روانہ ہوا۔ جنرل گارڈن نے مجھسے کہا تھا کہ اگر تم انگریزی فوج لیکر دس روز میں واپس نہ آؤگے تو پھر وقت نکل جائیگا۔

۲۲۔ جنوری کو سر چارلس نے شنیدی کی طرف جو متمہ کے مقابل واقع ہے جہازوں کا گشت کیا اور درویشوں کے اُس مقام پر گولہ باری کی جو انگریزی کیمپ واقع غبات کے سامنے اُنھوں نے بنایا تھا۔

۲۳- جنوری کا تمام دن اس میں صرف ہوا کہ روانگی کے واسطے جہازوں
پر سپاہیوں اور سامان کا تغیر و تبدل ہوا- اور جلانے کے واسطے لکڑی جمع کی گئی
جس کی بڑی دقت تھی - ۲۴- جنوری کو یعنی جنرل گارڈن کے پیغام کے پہنچنے سے
تین روز بعد دو جہاز معہ بیس انگریزی سپاہیوں کے خرطوم کی طرف روانہ ہوئے
۲۶ کو شکریہ قوم کے دو آدمی جہاز پر آئے اور انھوں نے بیان کیا کہ پندرہ روز سے
خرطوم میں لڑائی ہو رہی ہے - ۲۷ جنوری کو ایک شخص نے کنارہ پر چلا کر جہاز والوں سے
کہا کہ جنرل گارڈن مارے گئے - ۲۸ کو ایک دوسرے آدمی سے یہی بات معلوم
ہوئی مگر دونوں جہاز برابر بڑھتے رہے - خرطوم کے قریب پہنچنے پر درویشوں نے اُن پر
فیر کرنے شروع کر دیئے اور جس وقت جزیرہ توتی کے قریب پہنچے جس کی نسبت خیال تھا
کہ جنرل گارڈن کے قبضہ میں ہوگا درویشوں نے توپوں اور بندوقوں سے آگ برسانی
شروع کی -

سر چارلس ولسن لکھتے ہیں کہ "ہم اُس مقام تک بڑھتے چلے گئے جہاں نیل کی
دونوں شاخوں کا اتصال ہوتا ہے - اُس جگہ پہنچکر سب کو یقین ہو گیا کہ خرطوم مہدی
کی فوج کے قبضہ میں آگیا ہے کیونکہ مہدی کے ہزارہا آدمی خرطوم کے قریب ریت کے ٹیلوں
پر جھنڈوں کے نیچے صف بستہ کھڑے تھے اور اس بات کے منتظر تھے کہ ہمکو خشکی پر
اُترنے سے روکیں - علاوہ اسکے خرطوم پر مصری جھنڈا بھی نہیں تھا اور نہ ہماری مدد
کے واسطے شہر میں سے کوئی فیر درویشوں پر ہوا - ہمارا یہ خیال تھا کہ دونوں جہاز جو جنرل
گارڈن کے قبضہ میں تھے ہمکو اس مقام پر ضرور ملیں گے میں نے فوراً حکم دیا کہ جہازوں
کو لوٹایا جائے اور جسقدر جلد ہو سکے واپس چلیں "

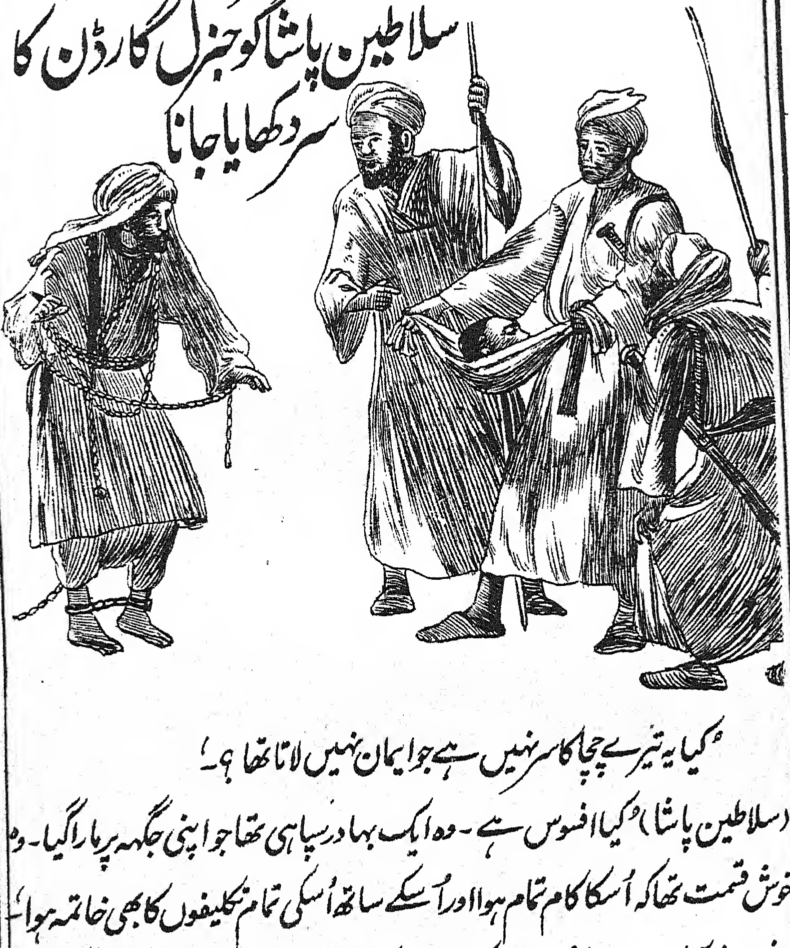
جنرل گارڈن کے مارے جانے سے انگلستان کے مطلع پر اُداسی کا ابر چھا گیا پبلک اُپنین گورنمنٹ کی طرف سے بہت متاثر ہوئی اور گورنمنٹ پر اس امر کا سخت الزام لگایا گیا کہ امدادی مہم کے بھیجنے میں بہت دیر کی۔ سر چارلس ولسن سے جواب طلب کیا گیا کہ جہازوں کے خرطوم پہنچنے میں اسقدر وقفہ کیوں ہوا۔ سر چارلس نے اپنے جواب میں یہ عذر پیش کیا کہ جبوقت جہازات ۲۱ جنوری کو بمقام غبات پہنچے۔ میری فوج متمہ میں درویشوں کے ساتھ معرکہ آرائی میں مصروف تھی۔ اُس کے بعد چند اُور وجوہات سے فوج کی روانگی میں توقف ہوا یعنی اول تو کثرتِ اموات سے فوج کی حالت بہت کمزور ہوگئی تھی دوسرے یہ خبر پہنچی تھی کہ درویش ایک بڑی جمعیت کے ساتھ امدرمان سے آرہے ہیں۔ پس ایسی حالت میں اِس امر کا اطمینان کئے بغیر میں روانہ نہو سکا کہ انگریزی فوج حملہ کرنے کے قابل ہے یا نہیں۔ علاوہ اس کے جنرل گارڈن کی منشاء کے موافق یہ ضروری تھا کہ جہازوں کے سپاہیوں میں تغیر و تبدل کیا جائے اور میرے نزدیک اِس بات کے خیال کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی کہ جس خطرہ کا اندیشہ تھا وہ آیندہ چند ہی روز میں وقوع میں آئے گا کیونکہ ایک عرصہ سے ٹل رہا تھا مجکو امید تھی کہ ابوکلیہ کی لڑائی سے یہ خطرہ اور چند روز کے واسطے ٹل جائیگا مگر ملک کی بدقسمتی سے برعکس نتیجہ ہوا۔ اگر میں ۲۲ جنوری کو غبات سے روانہ ہو جاتا اور اُسی رفتار سے چلتا جس سے کہ اسوقت تک آیا تھا تو ۲۸ کو دوپہر کے وقت خرطوم پہنچتا۔ اور اُس سے پہلے خرطوم فتح ہو چکا تھا اور جنرل گارڈن مارے جا چکے تھے۔

فتح خرطوم و قتل جنرل گارڈن

۲۶ جنوری کی صبح کو جس وقت سر چارلس ولسن کے جہاز خرطوم کی طرف بڑھ رہے تھے اور انگریزی فوج متمہ میں خیمہ زن تھی خرطوم ایک غمناک وقوعہ کا منظر بن رہا تھا۔ سلاطین پاشا جو مہدی کی قید میں تھے اور اُس وقت اپنے خیمہ کے سامنے زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے اپنی کتاب "فایر اینڈ سورڈ ان سوڈان" میں جو سوڈان کی لڑائیوں کے متعلق ایک بسیط کارنامہ ہے اُس موقعہ کا حال اس طرح تحریر کرتے ہیں:۔

"آفتاب نے جو سرخ آئینہ کی طرح چمکتا تھا اُفق سے چڑھنا شروع کیا۔ میں سوچتا تھا۔ کہ دیکھئے آج کا دن کیا مصیبت دکھاتا ہے۔ میرا دل گھبرا رہا تھا اور میں نہایت بےصبری سے نتیجہ کا منتظر تھا۔ اسی عرصہ میں دور سے خوشی اور فتح کے نعروں کی آواز آئی۔ جو لوگ میری حفاظت کے واسطے تعینات تھے وہ اس شور و غل کی خبر لانے کے واسطے دوڑے چند منٹ میں وہ واپس آئے اور اُن کے بیان سے معلوم ہوا کہ خرطوم فتح ہو گیا ہے اور مہدی اُس پر قابض ہے۔ مہدی اور خلیفہ کے مکانات کے سامنے آدمیوں کا بڑا انبوہ تھا۔ اور چونکہ میرے خیمہ سے وہ مکانات زیادہ فاصلہ پر نہ تھے اِس لئے میں اچھی طرح سے دیکھ رہا تھا کہ لوگ میری طرف آ رہے ہیں۔ سب سے آگے تین سیاہ پوش سپاہی تھے اُن میں سے ایک کے ہاتھ میں جس کا نام شتا تھا ایک کپڑا تھا کہ جس میں کوئی چیز لپٹی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اسکے پیچھے پیچھے بہت سے آدمی روتے ہوئے آ رہے تھے تینوں سیاہ پوش سپاہی میرے خیمہ کے قریب آ کر کھڑے اور میری طرف بُری بُری نگاہوں سے دیکھنے لگے شتا نے کپڑے کو کھولدیا اور جنرل گارڈن کا سر مجکو دکھایا۔ اِس کیفیت سے میرا خون دماغ کو

چڑھنے لگا اور قریب تھا کہ میرا دل حرکت کرنے سے رہ جائے مگر میں نے طبیعت پر بہت جبر کر کے خودداری سے کام لیا۔ اور خاموشی سے اُس خوفناک منظر کو دیکھنے لگا جنرل گارڈن کی آنکھیں آدھی کھلی ہوئی تھیں چہرہ بالکل اصلی حالت پر تھا۔ اور سر اور موچھوں کے بال قریبًا بالکل سفید تھے۔ رشتا نے سر کو میرے سامنے کر کے کہا:-



سلاطین پاشا کو جنرل گارڈن کا سر دکھایا جانا

"کیا یہ تیرے چچا کا سر نہیں ہے جو ایمان نہیں لاتا تھا؟"

(سلاطین پاشا) "کیا افسوس ہے۔ وہ ایک بہادر سپاہی تھا جو اپنی جگہہ پر مارا گیا۔ وہ خوش قسمت تھا کہ اُسکا کام تمام ہوا اور اُسکے ساتھ اُسکی تمام تکلیفوں کا بھی خاتمہ ہوا۔"

(رشتا) "آہا۔ اب بھی تم اُس کافر کی تعریف کرتے ہو۔ تم جلد اسکا نتیجہ دیکھو گے۔"

"اسکے بعد رشتا مجکو چھوڑ کر مہدی کے پاس لوٹ گیا اور اُسکے پیچھے پیچھے تمام آدمی

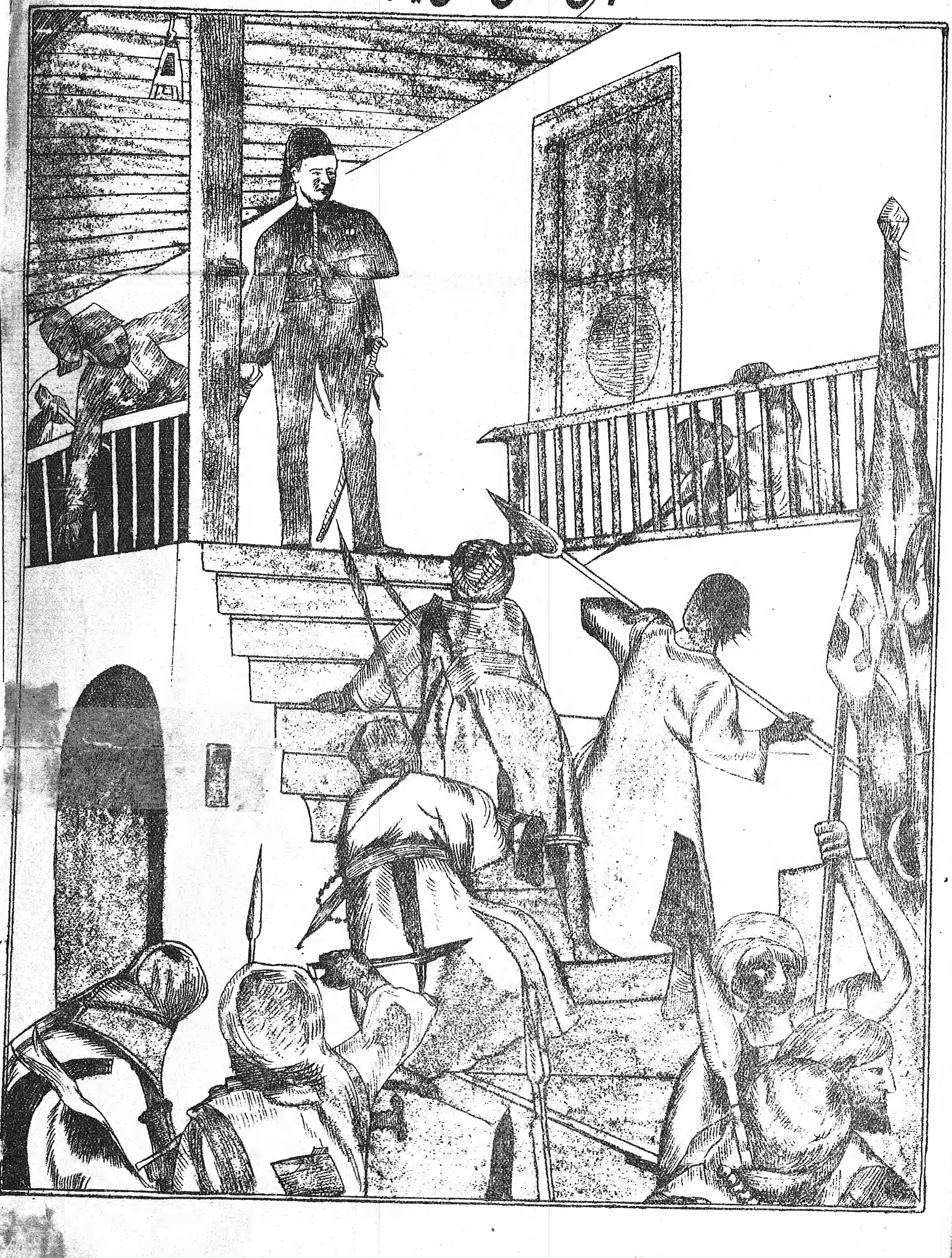
گریاں ونالاں چلے گئے !!

اس وقوعہ کے کئی برس بعد تک جنرل گارڈن کے قتل اور فتح خرطوم کے تفصیلی حالات کچھ نہ معلوم ہوسکے۔ سر چارلس ولسن کے جہازات کے خرطوم سے واپس آنے اور امدادی مہم کے تتمہ اور کورٹی سے لوٹنے کے بعد سوڈان پر جسکو اب انگریز نہایت حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے پردہ ڈھک گیا اور بظاہر ہمیشہ کے واسطے اُسکی قسمت درویشوں کے ہاتھ میں دیدی گئی۔ مگر مدت کے بعد یہ حال کھلا کہ جبوقت ابوکلیہ میں درویش اور انگریزوں کے درمیان لڑائی ہو رہی تھی۔ خرطوم میں جنرل گارڈن پر کیا گذر رہا تھا۔ خرطوم کے ایک سوداگر بوردینی بے نے ذیل کے حالات بیان کیئے ہیں:۔

"میں نے دیکھا کہ جنرل گارڈن محل کی چھت پر چڑھے ہوئے خرطوم کی عورتوں کو دیکھ رہے تھے جو اُن لوگوں کا ماتم کر رہی تھیں جو ۲۰۔ جنوری کو مارے گئے۔ جنرل گارڈن جانتے تھے کہ امدادی فوج عنقریب آنے والی ہے اس لیئے اُنھوں نے اپنے سپاہیوں سے آخری مرتبہ پھر درخواست کی کہ استقلال کو ہاتھ سے نہ دیں مگر افسوس کہ اُس وقت تک مدد نہ پہنچی۔ مجکو بھی جنرل گارڈن کے پاس جانے کی اجازت مل گئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ دیوان خانہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جوں ہی میں اندر داخل ہوا جنرل گارڈن نے اپنی ترکی ٹوپی اُتار کر علیحدہ رکھدی اور مجھ سے کہنے لگے:۔

"میں اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ اب میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سپاہی میرا اعتبار نکریںگے میں نے بار بار اُنکو یقین دلایا کہ مدد آنے والی ہے مگر افسوس ہے کہ نہ آئی اور اب اُنکو معلوم ہوجائیگا کہ میں جھوٹ کہتا تھا۔ جاؤ اور جسقدر آدمی جمع ہوسکیں اُنکو لیکر اچھی طرح مقابلہ کرو۔ اب مجھے یہ چرٹ پینے دو۔ (میز پر دو بھرے ہوئے بکس چرٹوں کے رکھے ہوئے تھے)

جنرل گارڈن کا قتل کیا جانا



جنرل گارڈن کی گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بہت مایوسی کی حالت میں تھے اور جس لب و لہجہ سے اُسوقت انھوں نے گفتگو کی پہلے کبھی نہ سُنا تھا۔ میں نے یقین کر لیا کہ جنرل گارڈن کا دل اِسقدر بھر آیا ہے کہ اُسنے بات نہیں ہو سکتی اور اب اُنکی بے بسی کو دیکھکر میری بھی ہمت ٹوٹ جائے گی۔ تفکّرات کی وجہ سے جنرل گارڈن کے تمام بال سفید ہو گئے تھے۔ میں اُسی حالت میں چلا آیا اور وہ آخری موقع تھا کہ میں نے جنرل گارڈن کو دیکھا۔

۲۶-جنوری کی صبح کو جنرل گارڈن نے دیکھا کہ درویشوں کے جھنڈے جابجا بلند ہیں اور ہزاروں آدمی محل کے اِردگرد جمع ہیں لیکن محل کے اندر جانے کی کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی کیونکہ اُنکو خیال تھا کہ وہاں سُرنگ لگ رہی ہے۔ یہ حال دیکھکر جنرل گارڈن چھت سے اُتر کر سونے کے کمرہ میں گئے جو دیوان خانہ سے ملا ہوا تھا اور وہاں پر سفید وردی پہنی۔ تلوار کمر سے باندھی اور داہنے ہاتھ میں تپنچہ لیکر باہر نکلے اور دفتر کے دروازہ کے سامنے زینہ پر آئے۔ اِس عرصہ میں چار آدمی جو سب سے زیادہ بہادر تھے محل میں گھُس گئے اور اُن کے داخل ہوتے ہی اور بہت سے اُنکے پیچھے پیچھے آ گئے۔ جو لوگ بعد میں آئے اُن میں سے بہت سے زینہ پر چڑھکر چھت پر گئے اور وہاں تمام خدمت گار اور پہرہ کے سپاہیوں کو مار ڈالا۔ چار آدمی جو اول داخل ہوئے تھے جنرل گارڈن کے کمرہ کی طرف دوڑے۔ ریسب سے اول طہٰ شاہین دیوان خانہ کے دروازہ کے قریب جنرل گارڈن کے مقابل ہوا جو بظاہر درویشوں کی آمد کا انتظار کر رہے تھے اور متانت اور خاموشی سے اپنا بایاں ہاتھ تلوار کے قبضہ پر رکھے ہوئے کھڑے تھے شاہین نے آگے بڑھکر کہا " مَلعُونٌ اَلْیَوْمَ یَوْمُکَ" یعنی اے ملعون تیرا دن

آگیا ہے۔ یہ کہکر جنرل گارڈن کے نیزہ مارا۔ گارڈن پاشا نے داہنے ہاتھ سے روکنا چاہا اور پشت پھیرلی۔ اسپر شاہین نے دوسرا وار کیا جس سے ایک مُہلک زخم پہنچا اور جنرل گارڈن زمین پر گر پڑے۔ تینوں آدمی جو شاہین کے ساتھ تھے دوڑے۔ اور اُنھوں نے تلواروں سے جنرل گارڈن کا کام تمام کیا۔ جنرل گارڈن نے نہ مقابلہ کیا اور نہ تمنچہ سے کوئی فیر کیا۔ جہانتک مجکو معلوم ہے جنرل گارڈن کا ارادہ اپنے آپ کو حوالہ کرنے کا نہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ جنرل گارڈن کا سر ایک درخت کی شاخوں کے بیچ میں رکھا ہوا تھا اور تمام آنے جانے والے اُسکی طرف پتھر پھینکتے تھے "

مہم سواکن ۱۸۸۵ء

جنرل گارڈن کے مارے جانے کی خبر سے انگریزی پبلک کے خیالات گورنمنٹ کی طرف سے بہت بدظن ہو گئے اور کل خرابی کا ذمہ وار گورنمنٹ کو قرار دیا گیا۔ ایسی حالت میں گورنمنٹ انگلستان سخت متردد تھی کہ ان خیالات کا بدل کس طرح پر ہو۔ امدادی مہم کا جو حصہ مقام کورٹی سے براہ نیل خرطوم کی جانب روانہ ہوا تھا۔ اُس سے ایک لڑائی درویشوں کے ساتھ مقام کربیکان میں ہوئی جس میں جنرل ارل مارے گئے ابو حامد کے قریب اس فوج نے اُن لوگوں کا مال و اسباب غارت کر دیا جنھوں نے کرنل اسٹورٹ اور اُن کے ہمراہیان کو قتل کیا تھا۔ جسوقت لارڈ وولزلی نے خرطوم کے فتح ہو جانے کی خبر سُنی فوراً اُس فوج کو واپسی کا حکم بھیجدیا۔ اور آیندہ موسم خزاں تک بربر پہنچنے کا تمام خیال دل سے دُور کر دیا۔ اسکے بعد لارڈ وولزلی سے گورنمنٹ انگلستان نے خط و کتابت شروع کی کہ آیندہ کیا تدبیر کیجائے تاکہ اِس نقصان اور بدنامی کا دھبہ

انگلستان کے نام سے مٹے۔ لارڈ وولزلی کو اس ناکامی کا اُور بھی رنج تھا کیونکہ یورپ کے مُستند فوجی افسروں کا یہ قول تھا کہ جو سپاہی ایسی مُستعدی کے ساتھ اُس محصور شہر پر جا رہے ہیں اور جو ایسی بہادری سے لڑتے ہیں" وہ سپاہی نہیں ہیں بلکہ سورما ہیں"۔ اِس لیئے لارڈ وولزلی کو اِس بدنامی کے رفع کرنے کی اَور بھی زیادہ کوشش تھی۔

بہت سی خط و کتابت کے بعد یہ قرار پایا کہ مہدی کی روز افزوں قوت کے روکنے کے واسطے سب سے زیادہ مُناسب تجویز یہ ہے کہ بربر پر قبضہ کر لیا جائے ۶۔ فروری ۱۸۸۵ء کو گورنمنٹ انگلستان نے سر ایولن بیرنگ کے نام اِس مضمون کی ایک مراسلت روانہ کی کہ گورنمنٹ نے یہ امر بالکل لارڈ وولزلی کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے کہ بربر پر فوجکشی کے واسطے جو طریقہ وہ مُناسب سمجھیں اختیار کریں اور نیز اِس بات کا یقین دلایا گیا ہے کہ جسقدر مدد اُنکو درکار ہوگی وہ دی جائے گی۔ خواہ سواکن اور بربر پر فوج طلب کریں یا اَور کچھ چاہیں۔

۸ر فروری کو لارڈ وولزلی نے لارڈ ہیرنگٹن کو اِس مضمون کا تار دیا :-

"جسقدر جلد عثمان دغنہ سے تصفیہ کیا جائے بہتر ہے۔ میرے نزدیک مناسب ہے کہ حتّی الامکان بہت جلد ایک بریگیڈ ہندوستانی پلٹن کا اور ایک رجمنٹ پنجاب کے سواروں کی ہندوستان سے سواکن کو بھیجدیجائے تاکہ موسم گرما میں سواکن پر قابض رہے اور بربر کی سڑک کی حفاظت کرنے میں میری مدد کرے۔"

گورنمنٹ انگلستان نے اِس تجویز کے پورا کرنے میں بالکل توقف نہ کیا اور فوراً اونٹوں کی خریداری اور فوج کے دیگر انتظامات میں مصروف ہوگئی۔ سواکن سے

بربینک ریل بنانے کا کام ولایت کی ایک کمپنی کو سپرد ہوا۔ لارڈ وولزلی کا قول تھا
کہ اس ریل کی پوری ترقی ہونے سے مہدی کو ثابت ہوجائیگا کہ ہم خرطوم کی حکومت
کا فیصلہ کرنے پر دل سے متوجہ ہوگئے ہیں مگر یہ امر تحقیق کو نہیں پہنچا کہ سواکن سے بربر
تک ریل بنانا کس واسطے ضروری سمجھا گیا تھا کیونکہ بعد میں اُسکی طرف کچھ توجہ نہوئی۔
اور جس جگہہ چند میل تک ریل کی سڑک بنی تھی۔ وہاں اب نہ کسی سلیپر کا پتہ ہے۔
نہ ریل کی سڑک کا۔ غالباً اس ریل کی تیاری کے واسطے گورنمنٹ انگلستان کا
یہ خیال محرک ہوا تھا کہ جنرل گارڈن کے قتل کی وجہ سے جو نارضگی پبلک میں پھیلی
ہوئی ہے اُسکے رفع کرنے کے واسطے مہم کی تیاری اُس پیمانہ سے بڑھا دیجائے
جو لارڈ وولزلی نے تجویز کیا ہے اور اس لیئے ریل کی بھی تیاری کا حکم دیدیا ورنہ اَور
کوئی خاص ضرورت ریل کے تیار ہونے کی نہ تھی۔ مہم سواکن کے واسطے ۱۳۰۰۰
سپاہی جن میں چار رجمنٹیں ہندوستان کی اور ایک پلٹن اسٹریلیا کی بھی شامل تھیں
معہ کثیر تعداد اونٹوں کے تیار کیئے گئے۔ اور اخراجات کی زیادتی کا کچھ لحاظ نہ کیا گیا
ریل کا سامان جہازوں پر بار کراکر روانہ ہوا اور جنرل جیرلڈ گرہیم اس مہم کے افسر اعلےٰ
مقرر ہوئے۔

مارچ ۱۸۸۵ء میں فوجوں کے جہاز سواکن کے قریب ایک چھوٹے سے بندرگاہ
پر پہنچ گئے۔ گوروں کی فوجیں جو انگلستان سے روانہ ہوئی تھیں اور ہندوستان
کی رجمنٹیں جو بریگیڈیر جنرل ہڈسن کی ماتحتی میں بھیجی گئی تھیں۔ معہ اسٹریلیا کی پلٹنوں کے
خشکی پر اُتریں۔ انگریزی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ اسٹریلیا اور انگلستان کی فوج بازو سے
بازو ملاکر ایک جگہہ کھڑی ہوئیں۔

ریل کا کام سامان پہنچتے ہی شروع ہو گیا ہزارہا آدمی صبح سے شام تک مٹی کی کھدائی کا کام کرتے تھے اور لوہے کی سڑکوں کے لیجانے کا کام توپوں کی جوڑیوں سے لیا جاتا تھا۔ دیسی مزدور ریل کے سلیپر سروں پر رکھکر لیجاتے تھے۔ جزیرۂ قرنطیہ پر جو سواکن کے بندرگاہ میں واقع ہے ایک بڑا ورک شاپ (پتلی گھر) بنگیا۔ سواکن کا بندرگاہ جہازوں سے بھر گیا۔ اور رات دن انجنوں کے ذریعہ سے کام ہونا شروع ہو گیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ بحر قلزم کا ایک مختصر بندر ایک ایسے بڑے کارخانہ کا منظر بن رہا تھا۔ جس رستہ پر ریل بنانے کی تجویز تھی وہاں برابر فوج سے گرداوری کی جاتی تھی۔ مقام ہندوب اور ہاشین میں چھوٹے چھوٹے قلعے تیار کیئے گئے اور یہ تجویز تھی کہ تمائی کی سڑک پر ایک ضریبہ (فوجی کمپ جسکی حفاظت چاروں طرف جھاڑ وغیرہ لگا کر کیجائے) قائم کیا جائے۔ یہ مقام اگرچہ ریل کی سڑک سے علیحدہ تھا مگر درویشوں کا مرکز اور صدر مقام تھا اسلیئے ہمیشہ وہاں سے حملہ کا اندیشہ تھا۔

۱۲۔ مارچ ۱۸۸۵ء کو جنرل گریہم سواکن پہنچے اور اُس فوج کی کمان لی جو وہاں موجود تھی۔ اِس فوج میں ۴۹۱ افسر ۱۰۲۲۲ نان کمیشنڈ افسر و سپاہی ۸۶۱۶ گھوڑے ۷۹۵ ۲ اونٹ۔ ۷۹۱ خچر۔ اور ۲۶۲۹ شاگرد پیشہ تھے۔ جو مہم سال گذشتہ میں سواکن پر بھیجی گئی تھی اُس سے یہ فوج دو چند سے بھی زیادہ تھی۔ جنرل گریہم کو لارڈ ہیرنگٹن نے یہ ہدایت کی تھی کہ سب سے مقدم اور ضروری کام یہ ہے کہ عثمان دغنہ کا خاتمہ کرکے جنگل کو ریل کے واسطے ایسا صاف کیا جائے کہ کوئی کھٹکا باقی نہ رہے اور اسکے بعد دوسرا کام ریل کی تیاری ہے۔

۲۰۔ مارچ کو جنرل گریہم دس ہزار فوج کے ساتھ ہاشین کی طرف روانہ ہوئے جو سواکن

سے چند میل جانب شمال و مغرب واقع ہے۔ اس جگہہ درویشوں سے ایک لڑائی ہوئی جسکا نتیجہ انگریزی فوج کے واسطے مُضر ہوا۔ ایک انگریزی اور ایک دیسی افسر اور ۱۶ سپاہی مارے گئے اور قریب پچاس کے زخمی ہوئے۔ اِس لڑائی سے درویشوں کی بہادری کا تازہ ثبوت پہنچتا تھا کیونکہ جسوقت بنگال لینسرز نے حملہ کیا مہدی کے پیدل آدمی بلا لحاظ اس امر کے کہ اُن کے مُقابل سوار ہیں اُن پر بلا کی طرح ٹوٹ پڑے۔ اسیطرح سے دوسرے مقام پر درویشوں کے ۱۵۰ آدمیوں نے گارڈز کے تمام بریگیڈ پر حملہ کر دیا اور کامیابی کے ساتھ اُنکو پسپا کیا۔

ہاشین کی لڑائی سے دو روز بعد یعنی ۲۲ مارچ کو جنرل گریہم نے ہاشین میں ایک فوجی کمپ قایم کر کے تمائی کی طرف بڑھنا شروع کیا جہاں پر گذشتہ سال میں درویشوں کی ایک جماعت پر فتح حاصل کی تھی۔ سر جان میک نیل کی ماتحتی میں ایک معقول تعداد فوج کی جس میں ہندوستانی فوج بھی شامل تھی سواکن سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ایک (ضریبہ) فوجی کمپ بنانے کے واسطے روانہ ہوئی۔ جس مقام پر یہ کمپ بنایا جانا تجویز ہوا تھا وہ سواکن اور تمائی کے درمیان تھا اور اِس کمپ سے خاص غرض یہ تھی کہ تمائی پر فوجکشی ہونے کے وقت وہاں سے پانی اور رسد کی امداد پہنچتی رہے اس تجویز سے انگریزی فوج کو ایک ایسی خونخوار اور سخت لڑائی کا سامنا ہوا جسکا اب تک اُنکو موقع نہ پڑا تھا۔

جنرل گریہم کی ہدایت کے موافق سر جان میک نیل کی ماتحتی میں کچھ فوج روانہ ہوئی اور راستہ میں کسی جگہہ درویشوں نے اُن کا مقابلہ نہ کیا چھ میل پہنچکر فوج کو ٹھیرنے کا حکم ہوا۔ اور اسی مقام پر کمپ بنانا شروع ہو گیا جس کی حفاظت کے واسطے چاروں

طرف جھاڑ اور لکڑیوں کا احاطہ بنایا گیا۔ ابھی ایک تہائی احاطہ بھی تیار نہ ہوا تھا کہ فوجی چوکیداروں نے جو گھوڑوں پر گشت کر رہے تھے خبر دی کہ درویش اُنکے تعاقب میں لگے چلے آرہے ہیں۔ یہ خبر سُنکر انگریزی فوج میں عجیب سراسیمگی اور ابتری پھیل گئی اور جو حال سال گذشتہ میں تمائی کی لڑائی میں درویشوں کے یکایک حملہ کرنے سے ہوا تھا اُس سے بھی بدتر ہو گیا۔ تمام خچروں۔ گھوڑوں اور اونٹوں کو بے ترتیبی سے ایک جگہہ گڈبڈ کر دیا۔ آدمیوں اور جانوروں کی چیخ و پکار اور بندوقوں کے فیروں کی آواز سے تمام جنگل گونج اُٹھا۔ ۲۰ منٹ تک معرکۂ حشر برپا رہا اور کُشت و خون کا ایسا بازار گرم ہوا کہ تاریخ میں اسکا نظیر بہت کم پایا جاتا ہے۔ ۱۴۰۰ آدمی درویشوں کے مارے گئے اور انگریزی فوج کے ۵۵۰ افسر و سپاہی مجروح و مقتول ہوئے۔ باربرداری کے جانوروں کا سخت نقصان ہوا۔ ۹۰۰ سے زیادہ صرف اونٹ درویشوں اور انگریزوں کی بندوقوں کا نشانہ ہوئے۔ اِس لڑائی میں برک شائر رجمنٹ کو بہت سختی کا سامنا ہوا یعنی حملہ کا پورا زور اُنھیں پر تھا مگر بڑی بہادری اور ہمت سے اُن لوگوں نے حملہ کو روکا اگر ذرا بھی اِس رجمنٹ کے پیر اُکھڑ جاتے تو انگریزی فوج کا میدان میں جمنا مشکل تھا۔ تاہم فوج کو نقصانِ عظیم اُٹھانا پڑا۔ جو لوگ میدان سے بھاگ کر سواکن پہنچے اُنھوں نے مشہور کر دیا کہ تمام فوج تباہ ہو گئی اسلیئے دوسرے روز جنرل گریہم خود گارڈز کا بریگیڈ لیکر موقع پر پہنچ گئے اور اُس مقام کو خوب مستحکم کر لیا۔

۲۹ مارچ کو اسٹریلیا کی کنٹنجنٹ فوج جس میں ۲۸ افسر اور ۵۶۳ سپاہی تھے بماتحتی کرنل رچرڈسن سواکن پہنچی اور گو ۲۲ جنوری کے معرکہ میں کام نہ دیسکی مگر دوسری لڑائی کے واسطے بہت کارآمد سمجھی گئی جسوقت اسٹریلیا کی فوج کے جہاز لنگرگاہ میں پہنچے

ایک نہایت دلفریب منظر معلوم ہوتا تھا۔ چاروں طرف نئی آبادیوں کی فوجیں جمع تھیں اور اُن کے بیچ میں اسٹریلیا کی فوج لال وردی اور سفید خود پہنے ہوئے بہت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ جو فوجیں اول سے وہاں پہنچ گئی تھیں انھوں نے اس نووارد فوج کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا۔

۲۔ اپریل کو جنرل گرہیم معہ آٹھ ہزار عمدہ فوج کے جسمیں آسٹریلیا والے بھی تھے تمائی کی طرف بڑھے۔ عثمان دغنہ نے بڑھکر مقابلہ نہ کیا اور صرف دُور سے فیر ہوتے رہے جس سے انگریزی فوج کے ۶ سپاہی زخمی ہوئے اور ایک مارا گیا۔ انگریزی فوج نے عثمان دغنہ کے کمپ کو جلا دیا اِس سے زیادہ اَور کچھ نہ کر سکی۔ باوجودیکہ اسقدر کوشش کی گئی اور فوج کے بڑھانے کے واسطے باربرداری کے انتظام کی دقتیں اُٹھائی گئیں اور تمازتِ آفتاب کی سختی بھی برداشت کی گئی اور سرجان میکنیل کی فوج کو سخت نقصان بھی اُٹھانا پڑا مگر نتیجہ سوائے اسکے اَور کچھ نہوا کہ ایک چھوٹے سے گانوں کو جلا کر انگریزی فوج کو ہٹنا پڑا کیونکہ پانی کی کمی کی وجہ سے آگے بڑھکر حملہ نہ کر سکی۔

سرجان میکنیل کی فوج کی ہزیمت اور بعد کی کارروائیوں کی ناکامی سے انگریزی افسروں کے دل چھوٹ گئے اور مہم سواکن اور توسیع ریلوے کا خاتمہ ہوا۔ عثمان دغنہ کا خاتمہ کرنا آسان کام نہ تھا جنرل گرہیم کو جو اِس مہم کے افسر اعلےٰ تھے سخت ندامت تھی۔ اور وہ یہ چاہتے تھے کہ جب تک کوئی کارنمایاں ظہور پذیر نہو واپس نہ جانا چاہیئے اُن کے خیال میں عثمان دغنہ کے خاتمہ پر ملک کے امن اور دیسی مددگار رئیسوں کی حفاظت کا دارومدار تھا لیکن عثمان دغنہ قابو میں نہ آتا تھا اور جب موقع ملتا تھا تار اور ریل کی سڑک کو جو تیار ہوتی تھی توڑ جاتا تھا۔

جنرل گرہیم اسی فکر میں تھے کہ کس طرح یہ بدنامی کا دھبہ مٹا کر گورنمنٹ سے سرخ رہئی حاصل کریں کہ لارڈ وولزلی نے خود سواکن پہنچکر مہم کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا اور اُن کو سبکدوش کیا۔ گورنمنٹ انگلستان نے مہم سواکن کی ناکامی اور معاملات کے ہر پہلو پر نظر ڈال کر یہ فیصلہ کیا کہ سواکن۔ بربر ریلوے نہ بنائی جائے۔ اِس پر لارڈ وولزلی نے لارڈ ہیر نگٹن کو اِس مضمون کا تار دیا کہ اگر گورنمنٹ نے یہ طے کر لیا ہے کہ ریل نہ بنے تو میرے خیال میں یہ مناسب ہے کہ گارڈز۔ اسٹریلیا کی فوج اور ریل کے مزدوروں کو روانہ کر دیا جائے اور ریل کی سڑکیں اور تمام سامان جہازوں پر لدوا کر انگلستان کو بھیجدیا جائے۔ مگر گورنمنٹ نے اُس تجویز کو منظور نہ کیا اور اِس مضمون کا جوابی تار دیا کہ تا تجویز ثانی سب سامان وہاں موجود رہے۔ لارڈ وولزلی نے دوبارہ بذریعہ تار درخواست کی کہ اگر سواکن کی فوج اِسقدر کم کر دی جائے گی جیسی کہ تجویز ہے تو ریل کے سامان کو اُٹھا لینا چاہیئے کیونکہ جب تک گورنمنٹ سوڈان کے متعلق اپنی پالیسی قرار نہ دے لے ریل کے کام کے واسطے فوجی تیاری کرنا قیمتی جانوں کا ضایع کرنا ہے۔ بہت سی مراسلت کے بعد آخر کار یہ طے پا گیا کہ ریل کا سامان ولایت کو واپس بھیجدیا جائے اور فوج سواکن چھوڑ دے۔ اس لیئے ریل کا کام بند کیا گیا اور فوج جو مقام اوتاؤ تک پہنچگئی تھی واپس بُلا لیگئی۔ جس وقت اس فوج کے سامان کی آخری گاڑی روانہ ہوئی عثمان دغنہ کے آدمیوں نے اُسکا پیچھا کیا اور حقارت کی راہ سے وہ چار فیر اُسکی طرف کر کے انگریزی مہم کو خیرباد کہی۔ پس نہ عثمان دغنہ کا خاتمہ ہوا اور نہ بربر کو ریل تیار ہوئی نتیجہ سوائے اسکے اَور کچھ نہ ہوا کہ ملک خرچ کے بار سے دب گیا۔ اور ہزارہا قیمتی جانیں درویشوں کے نذر ہوئیں۔

انخلائے سوڈان

ماہ جون ۱۸۸۵ء میں مسٹر گلیڈسٹون کی وزارت تبدیل ہونے پر کنسرویٹو گورنمنٹ بااختیار ہوئی۔ اسوقت لارڈ سالسبری کے پیش نظر سب سے ضروری اور اہم کام مسئلۂ سوڈان و مصر تھا۔ مصر کے متعلق لارڈ سالسبری نے بلا تامل یہ طے کر دیا کہ انگلستان کو مصر میں ایک بڑا کام کرنا ہے اور جب تک وہ پورا نہ ہو گا انخلائے مصر کا کوئی خیال نہیں ہو سکتا۔ سوڈان کا معاملہ اسکے برعکس تھا۔ مسٹر گلیڈسٹون نے اپنی غلط پالیسی کے بدولت سوڈان کا معاملہ لاعلاج کر دیا تھا جسکی وجہ سے ڈنگولہ تک تمام سوڈان کو خالی کرنا پڑا۔ مسٹر گلیڈسٹون کی متعصب طبیعت جو اسلام کے ہمیشہ مخالف رہی ہے اور اُن کی مضرت رساں فصاحت و بلاغت سے گورنمنٹ انگلستان اور انگریزی پبلک کو سخت صدمہ پہنچا تھا اور اسکا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ لبرل پارٹی کے ہاتھ سے وزارت نکل گئی۔

چونکہ لارڈ وولزلی سوڈان کے معاملات سے بخوبی واقف تھے اس لیئے لارڈ سالسبری نے مسئلۂ سوڈان پر اُن کی رائے طلب کی۔ ۲۷ جون ۱۸۸۵ء کو لارڈ وولزلی نے ذیل کی رپورٹ ارسال کی:-

"گورنمنٹ چند سال تک سوڈان خالی نہیں کر سکتی۔ اگر انخلائے سوڈان کی موجودہ پالیسی پر زور دیا جائے تو مہدی روز بروز زور پکڑتا جائے گا۔ اور گورنمنٹ کو اپنی فوج بڑھانی پڑے گی۔ اور اس امر کی ذلت گوارا کرنی پڑے گی کہ مہدی سے ڈر گئے مصر میں اپنا تسلط قایم رکھنے کے واسطے گورنمنٹ کو ایک نہ ایک دن مہدی سے

لڑنا پڑے گا۔ اور یہ لڑائی ایسے لوگوں کے بیچ میں ہوگی جو ادنے اختلاف سے گورنمنٹ سے باغی ہونے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اگر مصر اور سوڈان کی حد بندی کی پالیسی اختیار کیجائے تو یہ پالیسی بھی مہدی کو نہیں روک سکتی اور یہ ضرور ہوگا کہ جلد یا بدیر مہدی کا قلع قمع کیا جائے ورنہ وہ گورنمنٹ کو نقصان پہنچائے گا۔ موسم خزاں میں خرطوم پر حملہ کر کے مہدی کو خاص اُسکے ملک میں شکست دینے سے یقیناً اُس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اگر یہ کارروائی غور سے کی جائے تو بہت معمولی بات ہے اور نتیجہ ایسا یقینی ہے جیسا کہ ہونا چاہیئے۔ جب تک یہ نہ کیا جائے گا مصر میں امن ہونا مشکل ہے اور فوجی اخراجات زیادہ اور روز افزوں ہوں گے۔ اس لئے میری یہ صلاح ہے کہ حسب تجویز سابقہ موسم خزاں میں براہ نیل مہم روانہ کیجائے۔ سواکن کو بحالت موجودہ چھوڑ کر میں چلا آؤنگا۔"

۲ جولائی کو گورنمنٹ انگلستان نے جو اسوقت لارڈ سالسبری جیسے صلح پسند مآل اندیش مدبّر کے ہاتھ میں تھی لارڈ وولزلی کے نام ذیل کا تار روانہ کیا:۔

"حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ تمام حالات پر غور کرنے کے بعد اب یہ نہیں چاہتی کہ ڈنگولہ سے فوج کی واپسی کے حکم کو تبدیل کر کے پہلے حکم کو منسوخ کرے۔"

پس مہم سوڈان کی جو جنرل گارڈن کی مدد کے واسطے بھیجی گئی تھی اور مہم سواکن کی جو عثمان دغنہ کا فیصلہ کرنے اور بربر تک ریل بنانے کے واسطے روانہ ہوئی تھی خاتمہ ہوا اور سوڈان مہدی کے قبضہ میں چھوڑ دیا گیا۔ اب مہدی کی سلطنت چار سو میل تک بحر قلزم کے کنارہ پر پھیلی ہوئی تھی اور اندرون ملک میں اُسکا علاقہ نیل اور سرحد حبش تک یعنی پانچویں عرض البلد سے دور تک جنوب میں پہنچگیا تھا اور مغرب کی طرف میدان

صحرا احد فاصل تھا۔ یعنی ایک ہزار میل سے زیادہ وادی نیل مصر کے قبضہ سے نکلگیا۔
اور انگلستان اور مصر کی مجموعی قوت درویشوں کے مقابلہ میں ناکارہ ثابت ہوئی۔
انگلستان جیسی عظیم الشان سلطنت کا اسقدر صرف اور نقصان کے ساتھ درویشوں کے
مقابلہ سے ناکام واپس آنا ایک ایسی عجیب بات تھی جسکی ہرگز توقع نہو سکتی تھی۔ درویشوں
کی قوت صرف چند روزہ تھی نہ اُن کے پاس کافی سامان اور اسلحہ تھے صرف نیزوں اور
تلواروں سے اُن لوگوں نے اسٹریلیا۔ ہندوستان۔ مصر اور انگلستان کی چیدہ
فوجوں کے جو اعلےٰ قسم کے ہتیاروں سے مسلح تھیں مُنھ پھیر دیئے اور اپنی ذاتی شجاعت
اور جوشِ مذہبی کے زور سے ایسا سکہ جمایا کہ انگلستان اور مصر کو مجبوراً اپنی فوجوں کو ہٹانا
پڑا اور سوڈان کی ایک علیحدہ سلطنت تسلیم کرلی گئی۔ اگر انگلستان اور درویشوں کی قوت
اور حالت کا موازنہ کرکے نتیجہ جنگ پر خیال کیا جائے تو تدبیر اور تقدیر کا ایک صریح فیصلہ
ہمارے استعجاب کو دُور کردے گا۔ وہ کون سی تدبیر تھی جو انگلستان نے اُٹھا رکھی ہو مگر
مشیت ایزدی اسی طرح پر تھی کہ درویشوں کی سلطنت بھی کچھ عرصہ تک آزادی کے ساتھ
نشو ونما پاکر اپنا نام دنیا کی تاریخ میں چھوڑ جائے۔ ورنہ حقیقتاً نتیجۂ آخر پر خیال کیا جائے تو
یہ کہنا درست ہو گا کہ سمندر میں پانی کا ایک بلبلا اُٹھا تھا جو کچھ عرصہ تک دریا کی موجوں کی
ٹکر سہکر پھر اُسی میں مل گیا۔

اعتبارے نیست ہرگز طائرِ اقبال را این کبوتر روز و شب مشتاقِ بامِ دیگرست

مہدی کا عروج

مہدی نے ۲۶ جنوری ۱۸۸۵ء کو خرطوم فتح کر کے اپنا ڈنکہ جا بجایا اور اطراف و جوانب میں علم حکومت بلند کیا۔ اب مہدی وہ مہدی نہ تھا جو جزیرہ ابا میں رہ کر ہر وقت ذکر الٰہی کیا کرتا تھا اور ہزار ہا آدمی اسکا وعظ سُننے جاتے تھے بلکہ اب بادشاہوں کی طرح جاہ و جلال سے بسر اوقات کرنے لگا۔ اب فقیری کا زمانہ نہ تھا بلکہ ایک عظیم الشان سلطنت ہاتھ میں تھی جس نے انگلستان اور مصر کو لوہا منوا دیا تھا اور بادشاہانِ روئے زمین کی نگاہوں میں قدر و منزلت کے ساتھ دیکھی جاتی تھی۔ پادری اہر ولڈر جو کئی سال تک مہدی کی قید میں رہے مہدی کے حالات اسطرح بیان کرتے ہیں :-

"اسوقت رمضان شریف کا مہینہ تھا اور جو شخص پابندی سے روزے نہ رکھتا تھا اُسکو سزائے موت دیجاتی تھی۔ دوپہر سے آدھی رات تک مخلوق ایک بڑی مسجد میں جمع ہوتی تھی۔ اور یہ مسجد اسوقت ایک بڑے احاطہ کی شکل میں تھی جس کے چاروں طرف باڑ لگی ہوئی تھی۔ ہزاروں درویش اس بڑے مُستطیل میدان میں جمع ہو سکتے تھے اور اُنکے نیزوں کی جھنکار بتلا دیتی تھی کہ جسوقت مہدی آتا تھا وہ اسکے دیکھنے کے واسطے بہت بے صبر ہوتے تھے۔ سینکڑوں مرتبہ ان لوگوں نے مہدی کو پہلے دیکھا تھا مگر اُن کا اعتقاد اور اشتیاق اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ وہ مہدی کی طرف دیکھنے سے کبھی سیر نہ ہوتے تھے جس محراب میں مہدی نماز پڑھتا تھا اکثر اُس جگہ پہنچنے کے واسطے آپس میں لڑ پڑتے تھے۔ جبکہ ہزاروں آوازوں کا شور ظاہر کر رہا ہے

کہ مہدی کے مسجد میں آنے کا وقت قریب ہے۔ ہم ایک لحظہ کے واسطے مہدی کے حرم سرا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو کچھ میرے دوستوں نے وہاں دیکھا ہے ذیل میں اُسکا صحیح فوٹو کھینچا جاتا ہے۔

مہدی ایک عمدہ قالین پر لیٹا ہوا ہے اور سر زربفت کے تکیہ سے لگ رہا ہے۔ بہت اچھا بنا ہوا استی کا کُرتہ۔ پاجامہ اور عبا بہ زیب تن ہے اور پشمین کارچوبی تحت الحنک زیب سر۔ تیس سے زیادہ عورتیں اسکے ارد گرد کھڑی ہیں۔ کچھ شتر مرغ کے پروں کے بُنے ہوئے پنکھے کر رہی ہیں اور کچھ آہستہ آہستہ ہاتھ اور پیر دبا رہی ہیں۔ اور مہدی اپنی بی بی عایشہ کے ساتھ خواب استراحت میں ہے۔"

پادری اہرولڈر کے بیان کے وثوق پر مہدی کے اوقات اور طرز معیشت کی نسبت انگریزی مورخ سخت الزامات لگاتے ہیں اور حرم سرا کے تفصیلی حالات بیان کر کے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ مہدی نے خرطوم کی فتح کے بعد عیش و عشرت سے اپنا وقت بسر کرنا شروع کر دیا تھا بلکہ بعض نے یہاں تک رائے زنی کی ہے کہ مہدی کی قبل از وقت موت کا سبب اُسکی عیاشی تھی۔ مگر یہ امر قرین قیاس نہیں ہے کہ جس شخص نے ہوش سنبھالتے ہی بغیر کسی تعلیم و تربیت کے فقیرانہ زندگی بسر کی ہو اور بہت سا حصہ اُس کی عمر کا یادِ الٰہی اور وعظ و نصیحت میں گذرا ہو وہ یہاں تک عیش و عشرت میں پڑ جائے کہ جان بھی کھو بیٹھے۔ پادری صاحب کے وہ کون سے دوست تھے جنھوں نے مہدی کی حرم سرا کے تمام تفصیلی حالات اُٹھنا۔ بیٹھنا۔ سونا۔ نہانا وغیرہ وغیرہ اِس طرح سے دیکھے تھے کہ گویا چشم دید واقعہ ہے۔ پادری صاحب خود قیدی تھے جو اور چند یورپین وہاں موجود تھے وہ بھی جیل خانہ میں تھے اور ایسے لوگوں کی حفاظت

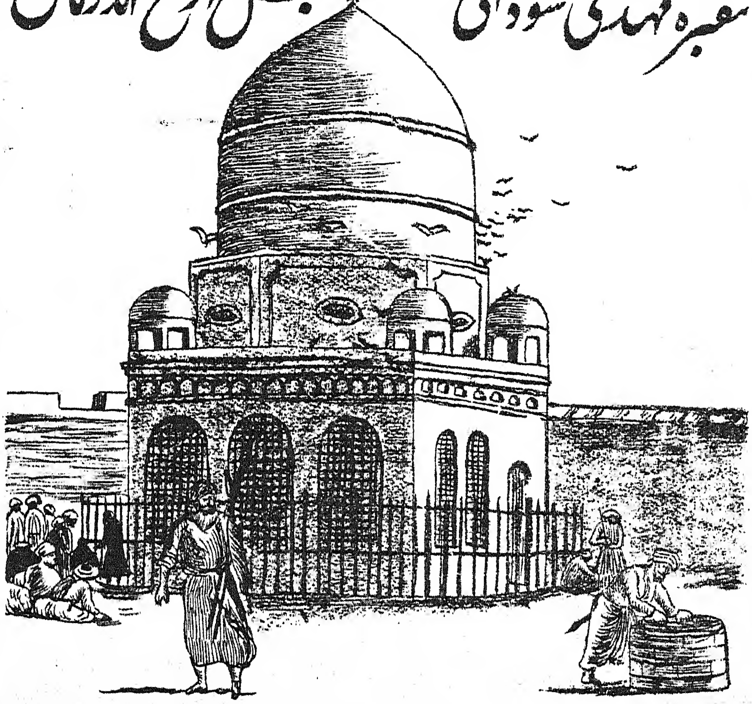
میں تھے جو اُن کے خُون کے پیاسے تھے۔ پس ایسی حالت میں حرم سرا کے حالات ان لوگوں کے کان تک پہنچنا ایک خلاف قیاس امر ہے۔ پادری صاحب کے بیان کی مناسبت خود کہہ رہی ہے کہ یہ ایجاد بندہ ہے ورنہ رمضان المبارک کے مہینے میں تیس عورتوں کی موجودگی میں شہوانی خواہشات کا پُورا کرنا ایک ایسی بے جوڑ اور مہمل بات ہے جسکو عقل سلیم ہرگز تسلیم نہ کرے گی۔

مہدی کی وفات

۲۲ جون کو جبکہ مہدی کا ستارہ عروج پر تھا مہدی نے امدرمان میں سفر آخرت اختیار کیا۔ مہدی کے انتقال سے تمام شہر میں کہرام مچ گیا اور ہزارہا آدمی تجہیز و تکفین کے واسطے جمع ہو گئے۔ مہدی کے ایک قریبی رشتہ دار احمد وادی سلیمان نے اُسی پلنگ کے نیچے مہدی کی قبر کھُدوائی جسپر اُسکا دم نکلا تھا اور تمام اسلامی رسوم ادا ہونے کے بعد جنازہ کو خوشبو سے معطر کر کے دفن کیا۔ حاضرین نے اپنے ہاتھ سے مٹی دیکر دُعائے مغفرت پڑھی۔

مہدی کا مقبرہ جس کی تصویر اس مقام پر دیجاتی ہے امدرمان کی مشہور عمارتوں میں سے ہے۔ یہ مقبرہ نیچے سے مربع ہے جسکا طول و عرض ۳۶ + ۳۶ فٹ ہے اور دیواروں کی بلندی ۳۰ فٹ ہے۔ ان دیواروں کے اوپر مسدس دیواریں شروع ہوتی ہیں جنکی اونچائی ۱۵ فٹ ہے اور مسدسی دیواروں کے اوپر گنبد بنا ہوا ہے۔ مہدی کی قبر پتھر کی بنائی گئی تھی اور گنبد کے بیچ میں آہنی زنجیر سے ایک کافوری بتیوں کا جھاڑ لٹکا رہتا تھا جو پہلے گورنمنٹ ہاؤس خرطوم میں لگا ہوا تھا۔

مقبرہ مہدی سوڈانی قبل از فتح امدرمان



مقبرہ کی دیواروں پر خوبصورت نقش ونگار بنے ہوئے ہیں اور مقبرہ سے کچھ فاصلہ پر وضو کے واسطے ایک حوض بنا ہوا ہے۔ انگریزی مورخ خیال کرتے ہیں کہ اِس مقبرہ کا نقشہ ایک انگریزی افسر نے تیار کیا تھا جو امدرمان میں میر عمارت تھا مگر امدرمان کے لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہ مقبرہ خلیفہ عبداللہ کی تجویز سے تیار ہوا۔ سلاطین پاشا تحریر کرتے ہیں کہ اس مقبرہ کا بنیادی پتھر خلیفہ عبداللہ نے اپنے ہاتھ سے رکھا۔ اور قریب ۳۰ ہزار آدمیوں کے اس رسم میں شامل ہوئے۔ اِس مقبرہ کے واسطے پتھر خرطوم سے منگا کر دریا کے کنارہ پر جمع کیئے گئے تھے۔ خلیفہ عبداللہ نے ایک پتھر اپنے کندھے پر رکھکر بنیاد مقبرہ تک پہنچایا اور اُس کے پیچھے پیچھے تمام

لوگ اسی طرح پتھر اُٹھا کر لیگئے۔ ایک سال سے زیادہ عرصہ میں یہ مقبرہ تیار ہوا اور جب تک تعمیر جاری رہی خلیفہ خود جاکر کام کو دیکھتا تھا۔ گذشتہ جنگ اُمدرمان میں گولہ باری کی وجہ سے اِس مقبرہ کو نقصان پہنچا جسکا حال معہ اُسوقت کی تصویر کے آیندہ لکھا جائے گا۔

عہدِ حکومت خلیفہ عبداللہ

(مصر پر درویشوں کا پہلا حملہ)

مہدی نے اپنی زندگی میں خلیفہ عبداللہ کو اپنا جانشین مقرر کردیا تھا اِس لیئے مہدی کی وصیت کے بموجب خلیفہ عبداللہ نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی انخلائے سوڈان کے بعد مصر کی حکومت وادی حلفہ تک رہ گئی تھی۔ مہدی نے اپنے مرنے سے پہلے مصر پر حملہ کرنے کا حکم دیا تھا اسواسطے خلیفہ عبداللہ نے اُس حکم کی تعمیل کرنے کی کوشش کی۔ اول کوشیہ کے قلعہ پر حملہ کیا جو وادی حلفہ سے ۱۴۰ میل جنوب میں واقع ہے۔ اورجہاں کیمرن ہائیلینڈرز اور نمبر ۹ سوڈانی پلٹنیں تعینات تھیں۔ جنرل اسٹیفنسن جو مصر میں افسر فوج تھے خلیفہ کے حملہ کو روکنے کے واسطے کوشیہ کی فوج کے افسر اعلےٰ مقرر ہوئے۔ ۳۰۔ دسمبر ۱۸۸۵ء کو مقام گنس میں ایک سخت لڑائی ہوئی جس میں خلیفہ کے ایک ہزار آدمی مارے گئے۔ انگریزی اور مصری فوج کا بہت کم نقصان ہوا۔ یعنی صرف چالیس آدمی مارے گئے۔ اِس شکست سے مہدی کی تجاویز کو بہت صدمہ پہنچا مگر مصر پر حملہ کرنے کی تجویز بدستور قایم رہی۔

اپریل ۱۸۸۹ء میں خلیفہ کی فوج کے ایک بہادر افسر واد النجمی نے مصر پر حملہ

کرنے کی تیاری کی اور اس بات کی قسم کھائی کہ جب تک مصر فتح نہو گا واپس نہ آؤنگا مگر دارفر میں خلیفہ کے خلاف بغاوت ہو جانے سے یہ تجویز ملتوی رہی۔

انگریزی فوج کے سواکن سے چلے آنے کی وجہ سے دوسرے ہی سال عثمان دغنہ نے اُس علاقہ پر لوٹ مار شروع کردی۔ جو خطوط عثمان دغنہ نے مہدی کے پاس بھیجے اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی مہم کی نسبت اُسکے کیا خیالات تھے۔ جنگ الطیب و تمائی کی رپورٹ میں عثمان دغنہ نے تحریر کیا کہ "خدا نے اُنکے (انگریزی فوج کے) دلوں پر خوف طاری کردیا اس لیئے وہ بھاگ گئے"۔ عثمان دغنہ کی شجاعت اور عالی ہمتی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اُس نے کبھی اپنی کسی تحریر میں مایوسی ظاہر نہیں کی جس جگہہ اپنے نقصان کا ذکر کیا اُسکو بہت کم ظاہر کیا ہے۔

جنوری سنہ ۱۸۸۵ء میں عثمان دغنہ نے پھر تمائی پر اپنا تسلط کیا جہاں پر دو مرتبہ انگریزی فوج سے مقابلہ ہو چکا تھا۔ تمائی کو عثمان دغنہ نے اپنا صدر مقام بنا کر چاروں طرف حملہ کرنا شروع کردیا مگر اس دفعہ عمرار قوم کے آدمی اُس کی ترقی کے سدراہ ہوئے اور اُسکو تمائی سے باہر نکلنے کا موقع نہ دیا۔ کچھ دن یہاں رہ کر عثمان دغنہ حسب الطلب خلیفہ عبداللہ درمان واپس چلا گیا۔ اگست سنہ ۱۸۸۶ء میں علاقہ سواکن سے بہت سے سر برآوردہ لوگ گورنر سواکن کے پاس آئے اور ملتجی ہوئے کہ عثمان دغنہ کے حملوں کے روکنے کا انتظام کیا جائے۔ ہمارے ہزاروں آدمی مارے گئے ہیں اور ہم اُسکے مقابلہ کی برداشت نہیں کر سکتے۔ ستمبر میں عثمان دغنہ کے چلے جانے کے بعد عمرار قوم کے آدمیوں نے تمائی پر قبضہ کرلیا اور دو سو آدمی درویشوں کے جو وہاں موجود تھے مارے گئے۔ ۷ توپیں اور سامانِ حرب اُن کے ہاتھ لگا جس دن ان

لوگوں نے عثمان دغنہ کے کیمپ کو غارت کر کے تمائی پر قبضہ کیا اُس سے دوسرے روز لفٹنٹ کرنل کچنر (لارڈ کچنر فاتح سوڈان) جو میجر واٹسن کی جگہ گورنر سواکن مقرر ہوئے تھے تمائی کے معائنہ کے واسطے گئے۔ تمائی پر قوم عمرار کا قبضہ ہونے کے کئی سال بعد تک سواکن میں امن رہا۔ ٹوکر درویشوں کے قبضہ میں تھا مگر قرب وجوار کا علاقہ اُن کے ہاتھ سے نکل گیا۔

حضرت سلطان المعظم حضور ملکہ معظمہ اور خدیو معظم کے نام خلیفہ عبداللہ کے خطوط

اگست ۱۸۸۸ء میں مصر کو اپنی گذشتہ بدقسمتی کی یاد دلانے کے واسطے ایک عجیب اور دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ وادی حلفہ میں خلیفہ کے چار قاصد پہنچے جو حضور ملکہ معظمہ حضرت سلطان المعظم اور خدیو مصر کے نام خلیفہ کے خطوط لائے تھے۔

حکام گورنمنٹ مصر متعینہ وادی حلفہ نے ان شخصوں کو خدیو معظم کی خدمت میں پیغام پہنچانے کے واسطے قاہرہ جانے کی اجازت دیدی۔ خدیو معظم کے خط میں خلیفہ نے اپنی گذشتہ کامیابی کا ذکر کر کے خدیو کو ہدایت کی تھی کہ تم سچا مذہب اختیار کرو اور اطاعت قبول کرنے کے واسطے فوراً امدرمان چلے آؤ۔ اور اگر اس کی تعمیل نکروگے تو مصر پر حملہ کیا جائیگا۔ حضرت سلطان المعظم کے خط میں بھی اسی قسم کا مضمون تھا اور دونوں خطوط کے ساتھ خلیفہ نے مہدی کے اوراد و وظائف کی کتاب بھیجی تھی اور یہ ہدایت کی تھی کہ اسکو غور سے پڑھو۔

"تیسرے خط کا جو حضور ملکہ معظمہ کے نام تھا یہ مضمون تھا:-

"بندۂ خداوند قادر مطلق جانشین مہدی علیہ الرحمت خلیفہ عبداللہ ابن محمد کی طرف سے وکٹوریہ ملکۂ انگلستان کے نام۔ اگر تم نے غلطی سے یہ خیال کرلیا ہے کہ مہدی کا گروہ جو قانون محمدی کے اصول پر ہے اُسی قسم کا ہے جیسے کہ احمد عربی پاشا کے سپاہی تھے جن میں دنیا کا مکروفریب بھر گیا تھا اور اس سبب سے وہ اپنے مذہب سے نکال دیے گئے تھے اور اُن کا جھنڈا فتحیابی سے خارج کردیا گیا تھا اور اُسکی وجہ سے تم نے مصر کے مُلک پر قبضہ کرلیا اور وہ لوگ ادنےٰ درجہ کے قیدی بن گئے اور اپنا بچاؤ نہ کرسکے تو یہ خیال بالکل بے سُود اور خطا پر مبنی ہے کیونکہ مہدی کے آدمی لوہے کے آدمی ہیں۔ خدا نے اُنکو اس قسم کی طبیعت عطا کی ہے کہ وہ مرنے کو پسند کرتے ہیں اور موت کو اُنکے واسطے اس سے بھی زیادہ میٹھا بنایا ہے جیسے کہ پیاسے کے واسطے ٹھنڈا پانی۔ اُس عقلمند اور بہادر آدمی اور اُس کی فوج کی موت (ہکس پاشا سے مُراد ہے) تمہاری سوء تدبیری اور اندھے پن سے وقوع میں آئی تمنے اسکا کچھ خیال نہ کیا اور اُسکے بعد برابر اپنے سپاہیوں کو خدا۔ اُسکے رسول اور مہدی سے لڑایا۔ کبھی سواکن میں کبھی وادی حلفہ میں اور کبھی وادی عمر میں۔ یہاں تک کہ اپنی بیوقوفی سے تم نے اپنے ہزاروں آدمیوں کو مروا ڈالا۔ اسکے بعد تمہاری فوج کے بہت سے افسر مارے گئے۔ گارڈن پاشا خرطوم میں قتل ہوا۔ جنرل اسٹورٹ ابوکلیہ میں اور کرنل اسٹورٹ معہ سفیروں کے وادی عمر میں۔ تم اس بات کو سمجھو کہ میں بعونہ تعالیٰ بہت قوی ہوں جو شخص ہمارا دشمن بن کر ہمارے مقابلہ میں آتا ہے وہ خداوند تعالیٰ کی مدد سے ہمارے ہاتوں سے مارا جاتا ہے۔ خواہ وہ آدمی ہو یا جن اگر تم خدا کے حکم کو نہ مانو اور اسلام اور مہدی علیہ الرحمت کے پیروؤں میں نہ داخل ہو

تو اپنی فوج کے ساتھ خدا کے گروہ سے لڑنے کے واسطے آؤ۔ اور اگر تم مقابلہ میں نہ آؤ گی تو اپنی جگہہ پر تیار رہو انشاء اللہ تعالیٰ خدا کا لشکر تمھارے گھر کو اجاڑ دیگا اور تمکو افسوس کا مزا چکھائے گا۔"

یہ ایک عجیب قسم کا خط تھا اور شائد اس سے زیادہ عجیب کوئی تحریر انگلستان کے دفتر میں نہ آئی ہوگی۔ خلیفہ نے ہر جگہہ حضور ملکہ معظمہ کو لفظ تو اور تیری سے خطاب کیا ہے مگر ہم نے پاس ادب اُن لفظوں کو قلم انداز کر کے لفظ تم اور تمھاری استعمال کیا ہے۔ قاہرہ سے اِن تینوں خطوط کو قاصدوں کے ہاتھ واپس کر دیا اور صرف زبانی کہلا بھیجا کہ حضرات ممدوح خلیفہ کے پیغام کو منظور نہ فرماویں گے۔

جنوری ۱۸۸۸ء میں عثمان دغنہ نے پھر سواکن کا رُخ کیا اور چونکہ قوم عمرار مقابلہ کی تاب نہ لاسکی۔ اِس لیئے مقام ہندوب کو جو سواکن سے چند میل شمال و مغرب کی جانب ہے اپنا صدر مقام قرار دے کر معاملات میں خرابی کے آثار پیدا کر دیئے کرنل کچنر نے جو اسوقت سواکن میں تھے خیال کیا کہ یکایک حملہ کر کے عثمان دغنہ کو گرفتار کر لیا جائے چنانچہ اُنکو اجازت مل گئی کہ اپنی فوج اور اُن قوموں کے آدمیوں کو لیکر حملہ کر دیں جو گورنمنٹ سے موافق تھیں۔ ۱۷ جنوری کو کرنل کچنر مع پانچ سو آدمیوں کے سواکن سے رات کے وقت روانہ ہوئے اور جسوقت عثمان دغنہ کے آدمی صبح کی نماز میں مصروف تھے انگریزی فوج نے یکایک حملہ کر دیا اور عثمان دغنہ کے ضریبہ پر قبضہ کر لیا۔ سوڈانیوں کی پلٹن گاؤں کی طرف بڑھی کیونکہ یہ خیال تھا کہ عثمان دغنہ گاؤں میں موجود ہے۔ چند منٹ گذرے تھے کہ اس پلٹن نے دُور سے عثمان دغنہ کو دیکھا اور اُسکے گھوڑے کو جس کے پیر میں پگا بندھا ہوا تھا پکڑ لیا مگر عثمان دغنہ

نے اسوقت بھی اپنی چالاکی اور ہوشیاری کا ثبوت دیا یعنی ایک رہ گذر اونٹ کو پکڑ کر اُسپر سوار ہوگیا اور پہاڑوں کو چلدیا۔ انگریزی فوج کے آدمی اپنا سا مُنھ لیکر رہ گئے عثمان دغنہ کے آدمیوں نے اپنے آپ کو محصور دیکھکر مقابلہ کیا اور ایک سخت لڑائی ہوئی جس میں کرنل کچنر کی پیشانی پر شدید زخم آیا اور اُس کی وجہ سے وہ قاہرہ چلے گئے۔

محاصرۂ سواکن

مارچ ۱۸۸۸ء میں آخرکار سواکن کو اُن تمام خرابیوں کا خمیازہ بھگتنا پڑا جنکی وجہ سے چار برس تک انگریزی فوج کو ناکامی کا سامنا رہا۔ مہدی کی فوج نے خاص سواکن کو آگھیرا اور شہر کے دروازہ سے دو ہزار گز کے فاصلہ پر مورچے قائم کر کے شہرپناہ پر گولہ باری شروع کردی۔

لارڈ کچنر فاتح سوڈان



اس واقعہ کی خبر پہنچنے پر کرنل کچنر قاہرہ سے سواکن آ گئے مگر چونکہ وہ مصری فوج کے ایڈجوٹینٹ جنرل مقرر ہو گئے اس لیئے ستمبر میں وہ واپس چلے گئے اور بجائے ان کے کرنل ہالڈاسمتھ گورنر جنرل سواکن مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ کے واسطے درویشوں نے سواکن سے محاصرہ اٹھا لیا مگر اسی مہینہ میں پانچ ہزار فوج کے ساتھ پھر موسیجے جا لیئے اور اس دفعہ یقین ہو گیا کہ درویش شہر پر دھاوا کریں گے۔ درویشوں نے اس طرح سے شہر پر تاک کر گولہ باری شروع کی کہ شہر والوں کو روز بروز تشویش زیادہ ہوتی گئی۔ اس عرصہ میں گورنمنٹ مصر نے جنرل گرینفیل کو قاہرہ سے روانہ کیا تاکہ معاملات سواکن پر غور کر کے رپورٹ کریں۔ چنانچہ اُنھوں نے اپنی رپورٹ میں تحریر کیا کہ درویشوں کو اس مقام سے ہٹانا ایک بہت ضروری بات ہے ورنہ اندیشہ ہے کہ وہ سواکن پر قبضہ کر لیں گے اور انگریزی فوج کو سخت ہزیمت ہوگی۔ اس خبر سے

جنرل سر ایف۔ ڈبلیو گرینفیل۔ کے۔ سی۔ بی



قاہرہ میں بہت تشویش پھیل گئی اور فوراً حکم ہوا کہ نمبر ۹ و ۱۰ سوڈانی پلٹنیں کو سیر سے سواکن کو روانہ ہو جائیں اور ساتھ ہی گوروں کی ایک پلٹن قاہرہ سے روانہ کی گئی ان فوجوں کے پہنچ جانے سے جنرل گرنیفیل کی ماتحتی میں ایک معقول تعداد فوج کی جمع ہو گئی جس میں ۷۵۰ انگریزی دو ہزار مصری اور دو ہزار سوڈانی سپاہی تھے۔ درویشوں نے اپنا مورچہ بڑھا کر ایک توپ قلعہ غمائزہ سے ۵۰۰ گز کے فاصلہ پر لگا دی اور قلعہ پر گولہ باری شروع کر دی اور بندوقوں سے گولیوں کا مینھ برساتے رہے جس سے بہت سے انگریزی سپاہی مارے گئے۔ اخبار گریفک کے مصور مسٹر ویک بھی درویشوں کی بندوقوں کا نشانہ ہوئے۔ ۲۰ دسمبر کو انگریزی فوج نے جس میں نویں دسویں اور گیارھویں سوڈانی پلٹنیں تھیں درویشوں کے مورچوں پر دھاوے کی تیاری کی۔ مورچوں سے دو سو گز کے فاصلہ تک یہ پلٹنیں بغیر فیر کیئے بڑھتی رہیں اور درویشوں کی باڑوں کو بڑی ہمت اور استقلال سے برداشت کیا۔ جس وقت فاصلہ بہت کم رہ گیا فوراً دھاوا کر کے مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ درویشوں کے پانچسو آدمی مارے گئے۔ اور باقی بھاگ گئے۔ اس لڑائی میں درویشوں کے چار سربرآوردہ امیر کام آئے اور عثمان دغنہ کا چچیرا بھائی گرفتار ہو گیا۔ سواکن میں چار برس کے بعد یعنی جب سے کرمیکنیل صاحب کی فوج کو شکست ہوئی تھی یہ پہلی لڑائی تھی جس میں انگریزی اور مصری فوجوں نے درویشوں کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کی۔ سوڈانیوں نے جو مصری فوج میں ملازم تھے اس لڑائی میں بڑی ہمت اور شجاعت سے کام لیا اور اسوقت سے ان کی پلٹنیں قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

مصر پر درویشوں کا دوسرا حملہ

جنگ توسکی - ۳ - اگست ۱۸۸۹ء

درویشوں کی فوج کا بہادر سپاہی واد النجمی جسکا صدر مقام ڈنگولہ تھا ہمیشہ مصر پر تاک لگائے رہتا تھا اور جو عہد اُس نے اپریل ۱۸۸۶ء میں ام درمان سے روانہ ہونے کے وقت کیا تھا اُسکے پُورا کرنے میں رات دن اُسکو دھیڑ بُن لگی رہتی تھی۔ واد النجمی نے اپنے دل کا حوصلہ نکالنے کے واسطے خلیفہ عبداللہ سے اجازت طلب کی چنانچہ اُس کی درخواست منظور ہوئی اور مئی ۱۸۸۹ء میں وہ چار ہزار جرّار فوج لیکر وادی حلفہ سے سو میل کے فاصلہ پر آپہنچا اور ماہ جولائی میں حدود مصر میں داخل ہوا۔ نجمی کی خبر سے مصر میں بہت تشویش ہوئی اور فوراً ایک عُمدہ انگریزی اور مصری فوج کشتیوں پر سوار ہوکر براہ رود نیل روانہ ہوئی۔ خشکی پر اُترنے کے بعد یہ فوج درویشوں کی فوج کی متوازی بڑھتی رہی اور اساؤن کُل فوج کے جمع ہونے کے واسطے ایک کمپ مقرر ہوا۔ اساؤن میں پہنچکر سردار ایف گرنیفیل نے کچھ آدمیوں کو بھیجکر نجمی کی فوج کا معائنہ کرایا اور یہ بات معلوم ہوئی کہ کمی رسد کی وجہ سے فوج کی حالت خراب ہے۔ اونٹ۔ گھوڑے اور خچر کھاکر فوج کے آدمی گذر کرتے ہیں اور بہت سے آدمی بھوک سے تنگ آکر مصری کیمپ میں شامل ہوگئے۔ سردار گرنیفیل نے خیال کیا کہ ایسی حالت میں نجمی کی فوج نہ لڑ سکے گی۔ اور اِس لیئے نجمی کو خوف دلانے کے واسطے اِس مضمون کا ایک خط اُس کے نام روانہ کیا :-

"ہمارے پیچھے ہزاروں مصری اور انگریزی فوج براہ نیل آرہی ہے۔ ہمارا ارادہ

تمکو بالکل نیست ونابود کرنے کا تھا مگر یہاں آکر ہم نے تمکو ایک غریب اور کمزور گروہ پایا در انحالیکہ بھوک اور پیاس سے مرتے ہو۔ یہ واضح ہو کہ ہماری گورنمنٹ رحمدل ہے اور یہ نہیں چاہتی کہ بیچاری عورتیں اور بچے جو تمھارے ساتھ ہیں مارے جائیں۔ اسلیئے میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ تم یہاں آکر اپنے آپ کو حوالہ کردو ''

دوسرے ہی روز نجمی نے سردار گرنیفیل کو ذیل کا جواب تحریر کیا :۔

'' تم نے جو تحریر کیا ہے کہ ہمارے ساتھ بہت فوج ہے اور عنقریب پہنچنے والی ہے اس سے ہمکو بالکل خوف نہیں ہے۔ ہم کسی سے خوف نہیں کرتے صرف خدا سے ڈرتے ہیں۔ تم اپنی فوج کی کثیر تعداد توپ۔ گولہ اور بارود کے دھوکہ میں نہ رہو در انحالیکہ خدا کی مدد تم سے بہت دور ہے۔ تمھارے واسطے یہ کافی سبق ہے کہ تمھارے سردار گارڈن اور ہکس وغیرہ معہ اپنی کثیر فوج ہتیار اور سامان کے تباہ ہوئے۔ اس لیئے اگر تم اپنے آپ کو حوالہ کردو گے تو تمھاری جان بچ جائے گی اور تم پر خدا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور مہدی علیہ الرحمت اور خلیفہ سلمہ اللہ تعالی کا رحم ہوگا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ ہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں ''

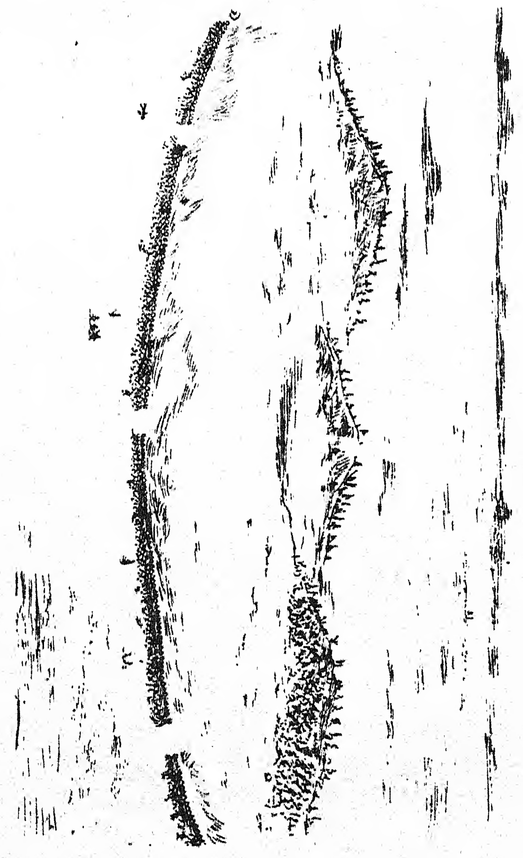
جو شخص واد النجمی کا خط لایا تھا اُس نے بیان کیا کہ نجمی نے اپنے امیروں کو جمع کیا اور تلوار نکال کر عہد کیا کہ میں کبھی اپنے آپ کو حوالہ نہ کرونگا۔ نجمی کے امیروں نے بھی اُسکی تقلید کی اور معلوم ہوتا تھا کہ سب لڑائی کے مشتاق ہیں جس روز لڑائی شروع ہوئی علی الصباح نجمی نے اپنی فوج کو آراستہ کیا اور سب سے باآواز بلند کہا کہ '' ہم کو آج اپنے مالک سے ملنے کے واسطے تیار ہو کر کھڑا ہونا چاہیئے ''

اسوقت مصری اور انگریزی فوج کو ایک ایسے شخص کا سامنا تھا کہ جس کے مقابلہ

میں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی تھی۔اس شخص نے ہکس پاشا کے لشکر کو تباہ کیا اور اسی نے خرطوم کو فتح کیا۔مصری فوج کو وہ حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور نہ کوئی خوف اُسکو اپنے ارادہ سے باز رکھ سکتا تھا اور نہ کسی قسم کی دھمکی میدانِ جنگ سے ہٹا سکتی تھی۔اسکا یہ قول تھا کہ "ہمارا ارادہ تمام ملک کو فتح کرنے کا ہے اور خداوند تعالیٰ کی مدد سے ہم سب کو مسلمان کریں گے۔

جسوقت یہ ثابت ہوگیا کہ سوائے لڑائی کے اور کسی طرح فیصلہ نہو گا جنرل گرنیفیل نے ۲۹ جولائی کو اپنی فوج کو توسکی میں جمع کیا۔اس مقام سے ۴ میل کے فاصلہ پر یعنی اُن سنگلاخ اُونچی پہاڑیوں کے قریب جو دریائے نیل سے مغرب کی طرف تین میل چلی گئی ہیں نجمی کا کمپ تھا۔۳۔اگست کو نجمی کی تمام فوج شمال کی طرف بڑھی اور لڑائی سے بچنے کے واسطے ریتیلے جنگل کا راستہ اختیار کیا مگر انگریزی اور مصری فوج نے بڑھکر اُسکا سامنا روکا۔اسپر نجمی نے چار پہاڑیوں پر قبضہ کرکے اپنے نشانوں کو آراستہ کیا اور مُقابلہ کے واسطے قراول فوج کو سامنے رکھا۔نیزہ برداروں کو اس طرح آڑ میں کھڑا کیا کہ انگریزی فوج کی نگاہ سے بچے ہوئے تھے۔سردار گرنیفیل نے حکم دیا کہ مصری فوج سیدھی پہاڑیوں کی طرف بڑھے اسلیئے پہلی اور دسویں مصری پلٹنوں نے بڑھکر ایک پہاڑی پر قبضہ کرلیا اسوقت جانبین سے دل توڑ کر لڑے۔درویشوں نے پُرانے طریقہ کے مُوافق اپنے جھنڈوں کو حرکت دیکر بڑی بہادری سے حملہ کیا اور انگریزی بندوقچیوں سے چندقدم کے فاصلہ تک پہنچ گئے مگر انگریزی فوج کی باڑوں نے ہوش نہ لینے دیا۔اور تھوڑی دیر کی سخت لڑائی کے بعد چاروں مورچوں پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا۔درویش بڑی پریشانی کی حالت میں اپنے کمپ

کی طرف بھاگے اور میدان میں صرف ایک شخص رہ گیا جو تمام فوج کے بھاگ جانے پر اُنکے پیچھے گھوڑا دوڑا کر جارہا تھا۔ ایک عرب نے جو سردار گرنیفیل کے پاس قید تھا اس سوار کو دُور سے پہچان کر سردار سے کہا کہ وادالنجمی یہی ہے۔ اسلیئے سردار گرنیفیل نے رسالہ کو حکم دیا کہ اسکا تعاقب کریں۔ چنانچہ سواروں نے نجمی کا تعاقب کرکے اُسکی طرف فیر کرنے شروع کیئے۔ نجمی کا گھوڑا گولی سے مارا گیا اور نجمی کے بھی زخم آیا مگر وہ بدقت تمام اپنے کمپ میں جا پہنچا۔



جنگ تل کبیر کا بعینہ نظارہ

میجر ونگیٹ جو اس لڑائی میں شامل تھے لکھتے ہیں کہ جسوقت لڑائی ختم ہوگئی دور سے معلوم ہوا کہ جس سڑک کی راہ سے درویش ہزیمت اُٹھا کر لوٹ رہے تھے اُسپر بہت سے آدمیوں کے درمیان ایک اونٹ لدا ہوا جا رہا ہے ۔ انگریزی فوج نے ان لوگوں پر فیر کیئے کہ جس سے دور سے یہ معلوم ہوا کہ اونٹ اور بہت سے آدمی مارے گئے ۔ سوار دوڑکر اُن کے پاس گئے مگر جن لوگوں کی نسبت خیال تھا کہ مرے ہوئے پڑے ہیں وہ یکایک کھڑے ہوگئے اور یہاں تک لڑے کہ سب مارے گئے صرف ایک آدمی بچا جو قریب سے گذرتے ہوئے ایک اونٹ پر سوار ہو کر بھاگ گیا اونٹ کو جو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اُسپر کسی نامی سردار کی نعش لدرہی ہے ۔ اِس نعش کو توسکی بھیجدیا گیا اور وہاں قیدیوں نے پہچانکر کہدیا کہ وادالنجمی کی نعش تھی ۔ اسکے بعد یہ امر تحقیق ہوا کہ جسوقت نجمی زخمی ہوگیا تھا اُس کو اونٹ کے کجاوہ میں بٹھادیا



وادالنجمی کی وفات

تھا اور اُس جگہہ سواروں کی گولی سے مارا گیا۔ نجمی کا ایک بیٹا جسکی عمر پانچ برس کی تھی اونٹ کے پاس مرا ہوا ملا۔ اور دوسرے شیر خوار بچہ کو جسکی عمر مشکل سے ایک برس کی ہوگی اُس کی دایہ دوسرے روز انگریزی کمپ میں لائی جسکی شفاخانہ قصر الآئین قاہرہ میں اچھی طرح پرورش ہوئی"۔

اِس لڑائی کا نتیجہ مصر کے واسطے نہایت قابل اطمینان ہوا کیونکہ مصر کو درویشوں کی پیشقدمی سے جو بظاہر بڑی کامیابی کے ساتھ ہو رہی تھی نہایت فکر تھا۔ اِس لڑائی میں امید سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ اس لیئے مصری اور انگریزی فوج نے لڑائی کے بعد نہایت گرمجوشی سے ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ درویشوں کی فوج کو آج تک ایسا سخت نقصان نہ پہنچا تھا جیسا کہ اِس شکست سے ہوا جسقدر مہم خلیفہ نے مختلف مقامات پر بھیجی تھیں اُن سب کا منزلِ مقصود مصر تھا اور مہدی کے زمانہ سے خلیفہ کے وقت تک برابر اسکے واسطے کوشش ہوتی رہی لیکن ان تمام تجاویز اور کوششوں کا مآل کار ناکامی ہوا۔

درویشوں کا ایک نامور جرنیل مارا گیا اور جسقدر فوج مقام توسکی میں آئی تھی اُسمیں سے بہت کم اِس مصیبت کی خبر سُنانے امدرمان واپس پہنچی۔ اب کئی سال کی متواتر جنگ وجدل کے بعد سرحد مصر و سوڈان پر بالکل امن ہو گیا اور کوئی صورت آیندہ فساد ہونے کی بظاہر نہیں معلوم ہوتی تھی۔

اِس امن و چین کے زمانہ کو ابھی ڈیڑھ سال کا عرصہ نہ گذرا تھا کہ عثمان دغنہ نے پھر سواکن کا رُخ کیا۔ یہ مقام عثمان دغنہ کے واسطے ایک بہت اچھی شکارگاہ ثابت ہو چکی تھی اِس لیئے بار بار اسکی توجہ سواکن پر مایل ہوتی تھی۔ ہندوب پر مصری فوج کا

پہلے ہی قبضہ ہو چکا تھا۔ اب توکر مابہ النزاع تھا جہاں پر پہلے کئی مرتبہ سخت لڑائی ہو چکی تھی۔ کرنل ہالیڈ اسمتھ گورنر جنرل سواکن نے عثمان دغنہ کی عدم موجودگی میں جو فوج لیکر کسی مقام پر ٹیکس وصول کرنے گیا تھا یہ ارادہ کیا کہ توکر پر قبضہ کر لے لیکن اِس عرصہ میں عثمان دغنہ واپس آگیا اور کرنل ہالڈ اسمتھ کے ہاتھ سے یہ موقع نکل گیا۔ فروری سنہ ۱۸۹۱ء میں ایک مصری فوج بماتحتی کرنل ہالڈ اسمتھ بندرگاہ ٹرنکٹیٹ پر جہازوں سے اُتری اور اُس مقام کی طرف روانہ ہوئی جہاں سنہ ۱۸۸۴ء میں لڑائی ہوئی تھی اور سفید ہڈیاں جو اس میدان میں پڑی تھیں وہ بتلا رہی تھیں کہ ہم اُن بہادروں کی یادگار ہیں جنھوں نے اپنی جانیں اپنے ملک پر قربان کیں تھیں۔ مصری فوج مقام الطیب پر قبضہ کر کے سیدھی توکر پر بڑھی۔ عثمان دغنہ کے آدمیوں نے معمول کے موافق بڑی سختی سے حملہ کیا اور دست بدست لڑائی کی نوبت پہنچی جس میں جانبین سے سخت نقصان ہوا۔ مگر درویشوں کی فوج پسپا ہوئی اور توکر پر مصری فوج کا قبضہ ہو گیا۔ سات برس کے بعد پھر مصری جھنڈا توکر کی ویران سرکاری عمارت پر چڑھایا گیا۔ فتح توکر کے بعد مصری فوج نے عثمان دغنہ کے کیمپ پر جو مقام عفافیت میں تھا قبضہ کر لیا۔ اور عثمان دغنہ نے کسالا کی راہ لی۔ توکر کا علاقہ مثل نیل کے ڈیلٹا کے بہت زرخیز تھا۔ اسلئے اُسکے نکل جانے سے خلیفہ کی قوت کو بہت نقصان پہنچا۔ سنہ ۱۸۸۳ء کے اس علاقہ میں بردہ فروشی کثرت کے ساتھ ہوتی رہی جس سے خلیفہ کو بہت آمدنی تھی مگر عفافیت کی لڑائی کے بعد اس علاقہ سے خلیفہ کا اقتدار بالکل جاتا رہا۔

سواکن کے فتح ہونے کے بعد پانچ سال تک بالکل امن و امان رہا اور کسی جگہ لڑائی نہیں ہوئی۔ یہ امن کا زمانہ مصری فوج کے واسطے بہت کارآمد ثابت ہوا۔

اِس عرصہ میں انگریزی افسروں نے مصری فوج کو بڑی کوشش کے ساتھ قواعد وغیرہ سکھاکر درست کیا۔ مصر کی فوج بڑھائی گئی اور سوڈان کو فتح کرنے کے واسطے بڑی تیاری ہوتی رہی۔ مصری اور سوڈانی فوجوں نے اِس امر کا کافی ثبوت دیا تھا کہ انگریزی افسروں کی ماتحتی میں وہ سخت لڑائیوں میں بہت اچھا کام دے سکتے ہیں اِس لیئے آیندہ اُنپر بہت کچھ بھروسہ تھا۔ وہ وقت قریب تھا کہ جب ہمیشہ کے لیئے سوڈان کا فیصلہ ہو اور اِس لیئے اُسوقت کے واسطے تیار ہونے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا گیا۔ کرنل کچنر مصری فوج کے سردار مقرر ہوئے اور تمام انگلستان کی اُنپر آنکھ لگ رہی تھی کہ وہ جنرل گارڈن کے قتل کا بدلہ لیں گے اور سوڈان میں جو خفت اور ناکامی انگلستان کو ہوئی اُسکا دھبہ انگریزی تاریخ کے صفحوں سے مٹا دینگے۔ چونکہ کرنل کچنر پہلے چند مرتبہ اپنی بہادری کا ثبوت دے چکے تھے اسلیئے سردار ایف گرنیفیل کے سبکدوش ہونے پر وہ مصری فوج کے کمانڈر انچیف (سردار) مقرر ہوئے۔ سردار کچنر نے اپنا تمام وقت اپنی تمام کوشش اور اپنا تمام علم فلاحین مصر کی فوجی تعلیم میں صرف کیا اور چند سال کی محنت کے بعد اُنکو بہت اچھے سپاہی بنائے جو لوگ مہدی کے نام سے کانپتے تھے اور خوف سے آنکی تلواروں کے سامنے سر جھکا دیتے تھے اُنھیں لوگوں نے ڈنگولہ۔ ابو حامد۔ سواکن اور بربر وغیرہ سے درویشوں کو نکالکر آخر اپنا جھنڈا اخرطوم پر جا چڑھایا۔

آغاز فتح سوڈان

واضح ہو کہ کسالا کئی سال پہلے درویشوں کے قبضہ میں آگیا تھا مگر اُس کے بعد اُن کے ہاتھ سے نکل گیا اور اٹلی نے اُس پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ عبداللہ کا اسپر دانت تھا کچھ عرصہ پہلے درویشوں نے حبش والوں کو شکست دی تھی اور ان کے بادشاہ جان کو مار ڈالا تھا اس لیئے اُن کا حوصلہ بڑھ رہا تھا اور اٹلی کی فکر میں تھے۔ اس عرصہ میں ۲۹- فروری ۱۸۹۶ء کو اٹلی کو مقام اودا میں حبش کے ہاتھ سے سخت ہزیمت پہنچی اور اُس کی قوت افریقہ میں بہت کمزور ہوگئی۔ یہ موقع خلیفہ عبداللہ کو کسالا کے لینے کا اچھا مل گیا۔ انگلستان کو خیال ہوا کہ اگر خلیفہ نے کسالا پر قبضہ کر لیا تو پھر سواکن کی طرف بڑھے گا اس لیئے بظاہر اٹلی کی حمایت اور در پردہ اپنے حقوق کی حفاظت کے واسطے یہ قرار دیا کہ درویشوں کو کسالا پر قبضہ کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔ اٹلی کی شکست ہونے سے ایک مہینے کے بعد کسالا کا معاملہ انگلستان کی پارلیمنٹ میں پیش ہوا۔ مسٹر کرزن نے ہاؤس آف کامنز میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ اِس بات کا اندیشہ ہے کہ درویش کسالا پر قبضہ کر کے آگے بڑھیں گے اس لیئے گورنمنٹ انگلستان نے بمشورہ گورنمنٹ مصر یہ حکم دیا ہے کہ اٹلی۔ انگلستان اور مصر کو خطرہ سے محفوظ رکھنے اور تمام یورپ کے حقوق کی حفاظت کرنے کے واسطے مصری فوج سرحد وادی حلفہ سے سو میل آگے بڑھکر مقام اکاشیہ پر قبضہ کر لے۔ ۱۲- مارچ ۱۸۹۶ء کو سرہربرٹ کچنر کے نام لندن سے اس مضمون کا تار پہنچا کہ نیل کی راہ سے آگے بڑھنے کی تیاری کی جائے۔ ۱۴- ماہ مذکور کو تمام فوج جو ضرورت کے واسطے جمع تھی بلالی گئی

اور ۱۵- کو فوج کا پہلا حصہ آگے بڑھا۔ سر ہربرٹ کچنر نے حکم دیا کہ اکاشیہ پر قبضہ کیا جائے اور ریل کی سڑک جو درویشوں کی لوٹ مار سے ٹوٹ گئی تھی از سر نو تیار ہو چنانچہ مصری فوج اکاشیہ میں جمع ہو گئی۔ ابھی اس فوج کو یہاں آئے ہوئے زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا کہ سواکن سے عثمان دغنہ کے حملہ کی خبر آئی اس لیئے سردار کچنر کو اُس طرف متوجہ ہونا پڑا مگر عثمان دغنہ خفیف لڑائی کے بعد واپس چلا گیا اور سردار کچنر کو اب فوج کے آگے بڑھانے کا اچھا موقع مل گیا۔

جنگ فرکیٹ

(ابو حامد اور بربر پر مصری قبضہ)

اکاشیہ سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر مقام فرکیٹ میں درویشوں کی فوج خیمہ زن تھی ۷- جون ۱۸۹۶ء کو رات کے وقت سردار کچنر نے اپنی فوج کو حملہ کرنے کے واسطے آگے بڑھایا۔ جو تدبیر لارڈ وولزلی نے تل الکبیر کی لڑائی میں عربی پاشا کے مقابلہ میں کی تھی اُسی کی تقلید سردار کچنر نے اِس موقعہ پر کی یعنی رات کو بڑھکر طلوع آفتاب کے وقت درویشوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ سردار کی فوج عین وقت پر فرکیٹ پہنچی اور درویشوں کے ساتھ سخت مُقابلہ ہوا۔ چونکہ درویش پہلے سے مُقابلہ کے واسطے تیار نہ تھے اِس لیئے یکایک مصری فوج کے حملہ کرنے سے اُنکے اوسان خطا ہو گئے اور تھوڑی دیر کی لڑائی میں میدان سے پیر اُکھڑ گئے۔ اِس لڑائی میں درویشوں کا ایک بڑا امیر حمودہ مارا گیا جس کی نعش کو سلاطین پاشا نے میدانِ جنگ میں شناخت کیا۔ یہ لڑائی مصر کے حق میں بہت نتیجہ خیز ثابت ہوئی کیونکہ اول تو پچاس میل تک وادیِ



نیل درویشوں کے قبضہ سے نکل گیا۔ دوسرے اِس امر کا اچھی طرح امتحان ہو گیا کہ مصر کی نئی فوج میدان جنگ میں کیسا کام دے گی۔ تیسرے خلیفہ کی جسقدر باقاعدہ فوج سرحد پر موجود تھی سب کام آئی اور آئندہ سرحد پر کوئی کھٹکا باقی نہ رہا۔ چوتھے مقام سوردا جہاں سے درویش ہمیشہ وادی نیل کے گانوں پر چڑھائی کیا کرتے تھے مصر کے قبضہ میں آگیا۔ پانچویں اِس لڑائی کا اثر دونوں فوجوں پر بہت اچھا ہوا یعنی مصر کی نئی فوج کا جو اول میدان جنگ میں آئی تھی آئندہ کو حوصلہ بڑھ گیا اور درویشوں کی فوج کے دل میں جو مصری فوج کو حقارت سے دیکھتی تھی اس کی وقعت ہوگئی۔ فرکیٹ کی لڑائی سے ڈنگولہ کی قسمت کا آسانی سے فیصلہ ہو گیا اور ستمبر ۱۸۹۶ء میں یہ مقام بھی مصر کے قبضہ میں آگیا۔ سردار کچنر نے اِس لڑائی کے متعلق جو مراسلہ انگلستان کو بھیجا اُس میں حسب ذیل تحریر کیا:۔

"اِس جنگ و جدل کا نتیجہ یہ ہوا کہ درویش جو ہمیشہ وادی حلفہ میں لُوٹ مار کیا کرتے تھے وہ موقوف ہوگئی۔ وادیِ نیل کا ۴۵۰ میل علاقہ مصر کے ملک میں شامل ہو گیا کہ جس میں سے ۳۰۰ میل بہت زرخیز ہے اور ڈنگولہ کی مظلوم رعایا کو درویشوں کی وحشیانہ اور ظالمانہ حکومت سے نجات ہو کر بیحد خوشی ہوئی"۔

فرکیٹ کی لڑائی کے بعد سردار کچنر نے وادی حلفہ سے ابوحامد تک ریل تیار کرنے کی طرف توجہ کی۔ اس ریل کے تیار کرانے میں سردار کچنر نے بڑی مستعدی و محنت اور ہمت سے کام لیا کیونکہ ایسے مقامات پر اتنے بڑے کام کے واسطے سامان فراہم کرنا آسان کام نہ تھا۔ حقیقت میں اس ریل نے فتح سوڈان کا راستہ کھول دیا اس بات کا تجربہ ہو چکا تھا کہ جنرل گارڈن کی امداد کے واسطے خرطوم پر فوج بھیجنے میں

کیسی کیسی دقتیں پیش آئی تھیں اور ہکس کا مہم سوڈان میں تباہ ہوا جو وقت یہ ریل ابو حامد تک تیار ہوگئی مصری فوج نے دھاوا کر کے ابو حامد پر قبضہ کر لیا اور بربر پر بڑھنے کے واسطے راستہ کھل گیا۔

ابو حامد پر قبضہ ہونے کے بعد یہ امید نہیں ہو سکتی تھی کہ بغیر مقابلہ کے بربر پر قبضہ ہو جائے گا مگر اسوقت بربر جنگی کشتیوں کے رحم پر تھا اور نہ صرف بربر کی یہ حالت تھی بلکہ متمہ اور امدرمان تک پہنچنے میں آسانی ہوگئی۔ بربر پر مصری فوج نے بغیر مقابلہ کے قبضہ کر لیا اور فوراً آگے بڑھکر اس مقام پر چھاؤنی ڈالدی جہاں دریائے نیل اور اتبارا ملتے ہیں۔ تمام علاقہ وادی حلفہ سے اتبارا تک اسقدر جلد اور آسانی سے مصر کے قبضہ میں آگیا کہ جس کی امید نہیں ہو سکتی تھی اور اب درویشوں کے مصر پر حملہ کرنے کا کوئی اندیشہ نہ رہا۔

جنگ اتبارا

اکتوبر ۱۸۹۷ء میں مصری جنگی کشتیوں نے اتبارا سے آگے بڑھکر متمہ پر گولہ باری شروع کر دی مگر متمہ کے قلعہ سے جو اس کا جواب ملا اس سے ثابت ہوگیا کہ امیر محمود معہ اپنی فوج کے وہاں موجود ہے اس لیئے سردار کچنر کو یقین ہوگیا کہ بغیر لڑائی ہونے کے متمہ پر قبضہ نہو گا۔ جو فوج اسوقت سردار کے پاس موجود تھی وہ امیر محمود کے مقابلہ کے واسطے کافی نہ تھی اسلیئے سردار نے مصر سے امداد طلب کی۔ سردار کچنر کی درخواست قاہرہ میں ۳۱۔ دسمبر ۱۸۹۷ء کو پہنچی۔ چونکہ امدادی فوج کے ساتھ ایک بریگیڈ گوروں کی فوج کا بھی طلب کیا گیا اس لیئے قاہرہ میں یہ یقین کیا گیا کہ کسی سخت لڑائی کا سامنا ہی

تین انگریزی رجمنٹیں جو اسوقت موجود تھیں روانہ کردی گئیں اور ایک بعد میں بھیجی گئی - فوج کی روانگی بہت عجلت کے ساتھ کی گئی اور جس طرح جلد ممکن ہوا بذریعہ ریل اور کشتیوں کے مصری اور انگریزی فوج اتبارا کے کیمپ میں جمع ہونے لگی جنگی کشتیوں سے اتبارا سے شنیدی تک گرداوری کی جاتی تھی اور خاصکر خبررسانی کے ذریعہ کی زیادہ حفاظت ہوتی تھی - کیونکہ اسی پر فوج کی نقل وحرکت اور رسد اور امداد کی آمدورفت کا دارومدار تھا اور اس امر کا پہلے تجربہ ہوچکا تھا کہ خبررسانی کا کافی انتظام نہونے کی وجہ سے کیسی کیسی قیمتی جانیں ترس ترس کر برباد ہوگئیں اور کسی کو خبر تک نہوئی کہ اُنپر کیا گذر گیا - اِس عرصہ میں مصری کیمپ میں متواتر یہ خبر پہنچی کہ درویشوں کی ایک بڑی فوج بربر کو فتح کرنے کے واسطے شمال کی طرف بڑھ رہی ہے - اسکے بعد معلوم ہوا کہ امیر محمود نے خلیفہ کی منتخب فوج کے ساتھ دریائے اتبارا کو عبور کرلیا ہے اور ایک دن میں فوج مقام العیاب سے جو نیل اور اتبارا کے اتصال سے ۳۰ میل ہے نخیلا میں پہنچگئی - امیر محمود نے نخیلا میں اپنی فوج کو ٹھیرا کر مورچہ بندی کی - سردار کچنر نے امیر محمود کی آمد کی خبر سنکر فوراً فوج کو آگے بڑھایا اور مقام راس الهودی میں جو مقام اتبارا سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ہے فوج خیمہ زن ہوئی -

اوایل اپریل میں انگریزی اور مصری فوج نے آگے بڑھنا شروع کیا اور ۷ - اپریل کو رات کے وقت آخری کوچ ہونے کی تجویز کی گئی - انگریزی افسر جنگ فرکیٹ اور تل الکبیر میں یہ دیکھ چکے تھے کہ رات کو کوچ کرکے دشمن پر بیخبری میں حملہ کرنے سے بڑی کامیابی حاصل ہوئی تھی اسلیئے اسوقت بھی سردار کچنر نے اس نتیجہ خیز طریقہ پر عمل کیا جمعہ کی رات کو ایک بجے ۱۵ منٹ پر فوج کو آہستہ سے جگا کر روانگی کا حکم دیا گیا چنانچہ

فوج نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور بخیلا کی طرف بڑھی۔ جس وقت فوج چلتی تھی یا تھوڑی دیر کے واسطے سپاہیوں کی قطاروں کو ملانے یا بریگیڈوں کا باہمی فصل کم کرنے کے واسطے ٹھیرتی تھی تو اس وقت حکم دینے کے واسطے کوئی بولی نہیں بولی جاتی تھی بلکہ ہاتوں سے کے اشارہ سے حکم دیا جاتا تھا یا اگر زبان سے کہا جاتا تھا تو ایسے لہجہ سے جیسے کہ آپس میں بات چیت کرتے ہیں صبح کے چار بجے کے وقت سردار کی فوج درویشوں کے مورچوں کی زد میں پہنچ گئی۔ جوں ہی آفتاب طلوع ہوا دور سے دیکھا گیا کہ درویش لوگ مورچوں کی دیواروں پر کھڑے ہوئے سردار کچنر کی فوج کو آتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ سوا چھ بجے صبح کو انگریزی توپخانہ سے سردار محمود کے مورچوں پر گولہ باری شروع ہوئی اور میکسم توپوں نے گولوں کا مینہ برسا دیا۔ آٹھ بجتے ہی سردار کچنر نے دھاوے کا حکم دیا۔ اس حکم کیساتھ ہی دھاوے کا بگل بجایا گیا۔ انگریزی باجا بجنا شروع ہوا۔ ڈھول پر ڈنکہ پڑا اور نفیریوں سے جوش دلانے والی صدائیں بلند ہوئیں۔ انگریزی۔ مصری اور سوڈانی فوجیں سیدھی مورچوں کی طرف بڑھیں اور کانٹوں کی باڑ کو جو مورچوں کے آگے لگی ہوئی تھی ہٹا کر سنگر اور مورچوں میں گھس گئیں۔ اب کیا باقی رہ گیا تھا دست بدست لڑائی ہونے لگی اور بہادروں کو اپنے دل کا حوصلہ نکالنے کا اچھا موقع مل گیا۔ دو انگریزی افسر جنکا نام کپتان فنڈلی اور ارکوہارٹ تھا سنگر پر چڑھتے ہوئے مارے گئے۔ درویشوں کے دو ہزار آدمیوں نے جو مورچوں کے اندر ایک ضریبہ پر قبضہ کیئے ہوئے تھے ایک سخت باڑ ماری اسلیئے گیارھویں سوڈانی پلٹن نے اُن پر حملہ کیا۔ اس حملہ میں قریب سو آدمیوں کے مجروح ومقتول ہوئے مگر ضریبہ پر سوڈانیوں نے قبضہ کرلیا۔ تھوڑی دیر کی لڑائی کے بعد درویشوں کے پیر اُکھڑ گئے اور میدان مصری اور انگریزی فوج کے ہاتھ رہا۔ یہ لڑائی



جنگ اتبارا

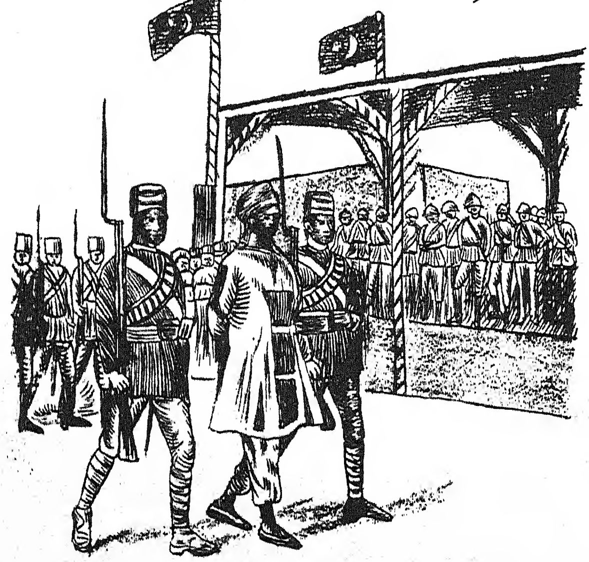
مقام نخیلا میں ہوئی جو دریائے اتبارا پر واقع ہے اسلیئے اتبارا کے نام سے مشہور ہے
فتح ہونے کے بعد جسوقت انگریزی۔ سوڈانی اور مصری فوجیں ایک دوسرے کو مبارکباد
دینے کو دریائے اتبارا کے کنارہ پر جمع ہوئیں اسوقت اُنکا حال قابلِ دید تھا سوڈانی
خوشی سے ناچتے ہوئے انگریزوں کے بیچ میں دوڑتے تھے۔ کوئی بندوق کو سر پر
لیجاکر پھراتا تھا اور کوئی ہاتھ بڑھا کر انگریزوں سے مصافحہ کرتا تھا۔ انگریز بھی دل کھولکر
اس خوشی میں حصہ لیتے تھے اور اپنی ٹوپیاں اُچھالتے اور سنگینوں پر نچاتے تھے
اِس لڑائی میں دو کپتان۔ ایک لفٹنٹ۔ ۲۲ نان کمیشنڈ افسر اور سپاہی مارے گئے
اور ۱۰۔ افسر اور ۸۲ نان کمیشنڈ افسر و سپاہی زخمی ہوئے۔ مصری فوج میں ۴۴۳
آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔ درویشوں کے تین ہزار کے قریب آدمی مارے گئے۔
اور بہت سے قیدی دس توپیں اور بہت سے نشان۔ طبل جنگ اور بندوقیں
سردار کچنر کے ہاتھ لگیں۔ حبشی قیدی زنجیروں میں بندھے ہوئے یا ہتکڑی پہنے ہوئے
میدانِ جنگ میں مرے ہوئے ملے۔ امیر محمود گرفتار ہوکر سردار کچنر کے سامنے
پیش ہوا اور ذیل کی گفتگو جو سردار کچنر سے ہوئی اُس سے امیر محمود کی بہادری اور
مردانگی کا اچھی طرح سے اندازہ ہوسکتا ہے:۔

سردار کچنر۔ "تم ہمارے ملک میں جلانے اور مارنے کے واسطے کیوں آئے ہو"
امیر محمود۔ "مجھپر ایک سپاہی ہونے کی حیثیت سے بلا کسی عذر کے خلیفہ کے حکم
کی تعمیل کرنا ایساہی فرض ہے جیسا کہ تمپر خدیو کے حکم کی"

سردار کچنر۔ "عثمان دغنہ کہاں ہے؟ ہم نے سنا تھا کہ وہ تمہارے ساتھ تھا"
امیر محمود۔ "مجکو معلوم نہیں ہے۔ وہ لڑائی میں موجود نہ تھا۔ وہ معہ رسالہ کے

چلا گیا تھا باقی تمام سردار میرے پاس ٹھیر گئے تھے۔ میں نے تمھاری فوج کو صبح کے پانچ بجے کے قریب دیکھا اور میں اُسوقت گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے کمپ کے چاروں طرف گیا تاکہ دیکھوں کہ سب اپنی مقررہ جگہہ پر موجود ہیں یا نہیں۔ اُسکے بعد میں واپس آکر منتظر رہا۔ میں عورت نہیں ہوں جو بھاگ جاتا۔"

امیر محمود کا قید ہوکر بھیجا جانا



امیر محمود کو وادی حلفہ میں قید رہنے کے واسطے بھیجدیا۔ اس جگہہ وہ سلاطین پاشا کے روبرو پیش ہوا جو مدت تک امدرمان میں مہدی کی قید میں رہ چکے تھے۔ اور جنکی یاد امیر محمود کی نگاہ میں اسی حیثیت سے تھی جیسی کہ ایک قیدی کی۔ امیر محمود سلاطین پاشا کو خشم آلود نگاہوں سے دیکھنے لگا اور چاہتا تھا کہ دل کا غبار لفظوں سے نکالے کہ سلاطین پاشا نے بہت ملائمت سے کہا :-

"تمھاری حالت بدل گئی ہے۔ اب تم مجھ سے سزا کا خوف دلا کر روپیہ اور کام نہیں لے سکتے جو کچھ میں تم سے کہونگا وہ کرنا پڑے گا۔ تم زبان کو سنبھالو"

محمود نے تیوری بدل کر جواب دیا "کچھ دنوں کے واسطے یہ سب کچھ ٹھیک ہے لیکن جسوقت خلیفہ تمھیں اور انگریزوں کو امدرمان پکڑ کر لیجائے گا تم کو سب باتوں کا جو درویشوں کے ساتھ کرتے ہو خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ جب تک امدرمان پہنچو۔ ذرا صبر کرو"

امیر محمود کی اس گفتگو سے ثابت ہوتا ہے کہ باوجودیکہ خلیفہ کا بہت سا ملک مصر کے قبضہ میں آچکا تھا اور جنگ اتبارا میں شکست پاکر امیر محمود خود بھی گرفتار ہو گیا مگر درویشوں کی ہمت ابھی تک بندھ رہی تھی اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ ایک نہ ایک دن تمام مفتوحہ ملک انگریزوں کے ہاتوں سے پھیلینگے اور مصر تک قبضہ کریں گے یہ خیال اُنکا صرف ذاتی دلیری اور ہمت سے تھا ورنہ انگریزی اور مصری ہتیاروں کے سامنے اُن کی کامیابی کی کوئی امید نہیں ہوسکتی تھی۔ اب پہلا سا وقت نہ تھا کہ جب نہ باربرداری کا ایسا کافی انتظام تھا اور نہ مصری فوج اسقدر درست تھی۔ بخلاف اسکے اب ریل نے بہت آسانی پیدا کردی تھی اور مصری فوجوں کو انگریزی افسروں نے برسوں کی محنت سے خوب درست کرلیا تھا۔ درویشوں کی قوت اور حالت کا بخوبی اندازہ ہوگیا تھا اور ان کے مقابلہ کے واسطے سامان حرب اور رسد کافی جمع کرلی گئی تھی اب صرف ایک آخری فیصلہ کی دیر تھی جسکا وقت قریب آرہا تھا۔

امدرمان پر آخری حملہ

اتبارا کی لڑائی کے بعد جس نے درویشوں کو بربر کی طرف بڑھنے سے ہمیشہ کے لیئے روک دیا تھا کچھ دنوں کے واسطے مصری فوج کو مہلت کا زمانہ مل گیا۔ یہ وہ وقت تھا جب کہ دریائے نیل میں طغیانی نہ ہونے کی وجہ سے کشتیوں کی آمدورفت کم ہوجاتی ہے۔ اِس لیئے آگے بڑھنے کے واسطے انگریزی اور مصری فوج دریائے نیل کی طغیانی کی منتظر رہی۔ اِس مہلت کے زمانہ میں سردار کچنر توسیع ریلوے میں ہمہ تن مصروف رہے اور ابو حامد سے براہ بربر دریائے نیل اور اتبارا کے مقام اتصال تک ریل کی تیاری شروع کردی۔

خرطوم پر آخری حملہ ہونے کے واسطے اس مقام پر فوجیں جمع کی گئیں۔ مصری فوج جو پہلے سے یہاں پہنچ گئی تھی آبشار شبلوقہ کے شمالی کنارہ پر وادی حبشی میں جمع ہونے لگی جو تمام فوج کے جمع ہونے کے واسطے کمپ قرار پایا تھا۔ درویشوں کی فوج کا طلیعہ اس جگہ سے ۱۵ میل جنوب میں تھا۔ اوایل اگست ۱۸۹۸ء میں اُس مقام پر بے انتہا فوج اور سامانِ حرب جمع ہورہا تھا جہاں پر اتبارا کی ریل ختم ہوتی تھی۔ اِس وقت فوج کامیابی کے ساتھ اُس میدان میں بڑھ رہی تھی جہاں ایک زمانہ میں بڑی مصیبت کی حالت میں چلنا پڑا تھا۔

۲۳۔ اگست کو سردار کچنر نے مقام وادی حمید میں اپنی تمام فوج سے قواعد کرائی تاکہ اُس کی پوری حالت کا اندازہ ہوجائے۔ ایک وقائع نگار جو اُس موقع پر موجود تھا لکھتا ہے کہ پریڈ کا میدان اتنا کھیلنے کی میز کی طرح ہموار اور صاف تھا فوج

بالکل حملہ کرنے کے طریقہ پر آگے بڑھ رہی تھی اور سب سے آگے کی قطار قریب چار ہزار گز کے لمبی تھی۔ یہ کیفیت ایک اونچے مقام سے جو بڑھنے والی فوج کے سامنے تھا بہت دلکش معلوم ہوتی تھی۔



جنرل ہنٹر

۲۴- اگست کو مصری فوج بماتحتی جنرل ہنٹر آبشار شبلوقہ کو روانہ ہوئی جو امدرمان سے ۴۱ میل کے فاصلہ پر ہے اور وادی حبشی سے آگے فوج کے لیئے دوسرا مقام اجتماع مقرر ہوا تھا جنگی کشتیوں اور رسالہ نے اس مقام تک گرداوری کر کے دریافت کر لیا تھا کہ درویشوں کا طلیعہ پیچھے ہٹ گیا ہے اسلیئے مصری فوج کو آگے بڑھنے میں کچھ پس و پیش نہوئی اور آبشار شبلوقہ تک پہنچنے میں جو مقابلہ کا اندیشہ تھا وہ جاتا رہا۔ اب جنگی کشتیاں آبشار شبلوقہ میں بڑھکر جنوبی کنارہ تک پہنچ سکتی تھیں جہاں سے امدرمان اور خرطوم کا راستہ بہت ہموار ہے۔ سردار کچنر نے اس امر کا اندازہ کیا تھا کہ فوج وادی حبشی یعنی آبشار شبلوقہ کے جنوبی کنارہ پر ۲۲- اگست تک پہنچ جائے گی۔ چنانچہ یہ اندازہ

صحیح ثابت ہوا اور یوم مقررہ تک ستائیس ہزار آدمیوں کی ایک فوج وہاں جمع ہوگئی اس فوج میں چیدہ گورے۔ سوڈانی اور مصری شامل تھے اور سامانِ حرب بہت کافی تھا۔ سردار کچنر نے یہ بھی اندازہ کیا تھا کہ وسط ستمبر میں فوج امدرمان میں داخل ہوجائیگی چنانچہ اُس سے بھی پہلے فوج کا قبضہ امدرمان میں ہوگیا۔ فوج نے وادی حبشی میں جمع ہوکر آگے بڑھنا شروع کیا۔ اور ایک ہفتہ کے بعد وادی العبید میں جو کیریری سے ٢٠ میل کے فاصلہ پر ہے جمع ہوگئی۔ سردار کچنر کو یقین تھا کہ خلیفہ عبداللہ مقام کیریری میں امدرمان کی حفاظت کے واسطے اپنی فوج کے ایک حصہ سے مقابلہ کریگا اسلیئے تمام فوج کو وادی العبید میں جمع کیا مگر یہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ خلیفہ امدرمان سے آگے نہیں بڑھا۔ اس لیئے تمام فوج بغیر روک ٹوک کے امدرمان سے چند میل کے فاصلہ پر پہنچگئی اور اب صرف ایک آخری اور فیصلہ کن لڑائی پر درویشوں کی سلطنت کا خاتمہ ہونا باقی رہ گیا تھا۔

سردار کچنر نے اپنی فوج کو بڑی ہوشیاری اور مستعدی سے امدرمان تک پہنچایا تھا اور چونکہ ہر جگہہ درویشوں کے مقابلہ کا اندیشہ رہتا تھا اس لیئے تمہ سے تمام سوار۔ پیدل۔ توپ خانہ اور جنگی بیڑہ صف بندی کرکے کوچ کرتے تھے تاکہ جس جگہہ موقع ہو مُقابلہ کرسکیں۔ جب فوج جبل رویاں کے قریب پہنچی جنرل گارڈن کے بھتیجے نے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھکر دیکھا کہ جنوب کی طرف اُفق پر ایک سیاہ خط کھنچا ہوا ہے اور اُس میں سفید داغ معلوم ہوتا تھا۔ یہ سیاہ خط امدرمان کی آبادی تھی اور سفید داغ جو اُس میں معلوم ہوتا تھا مہدی کا مقبرہ تھا۔ اس سفید داغ کو دیکھکر جنرل گارڈن کے بھتیجے کا خون جوش کھانے لگا اور اپنے چچا کے خون کا بدلا لینے کیواسطے

اُس کی آرزو تازہ ہوگئی۔

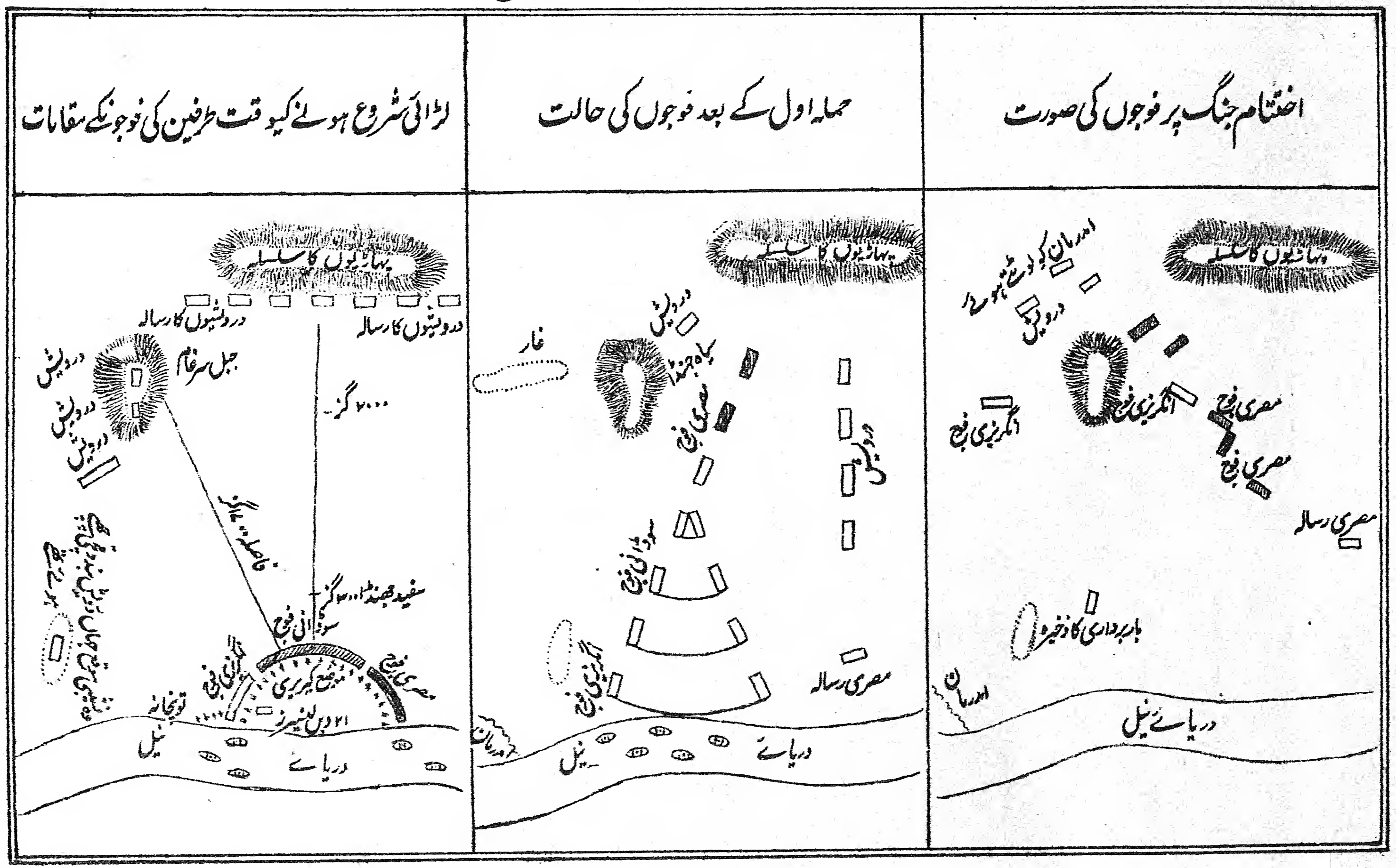
جسوقت فوج کیربری سے جہاں خلیفہ عبداللہ کے مقابلہ کا گمان واثق تھا گذر گئی چند روز تک سردار اور اُن کی فوج پر خاموشی چھاگئی۔ اب صرف امدرمان پر آخری لڑائی کا انتظار تھا۔ یہ دن لندن میں بہت تشویش کے ساتھ گذر رہے تھے کیونکہ جنرل گارڈن کا زمانہ آنکھوں کے سامنے تھا اور ابھی تک درویشوں کی قوت کے خاتمہ ہونے کا ایسا یقین نہ تھا جیساکہ آسانی سے ہوگیا۔

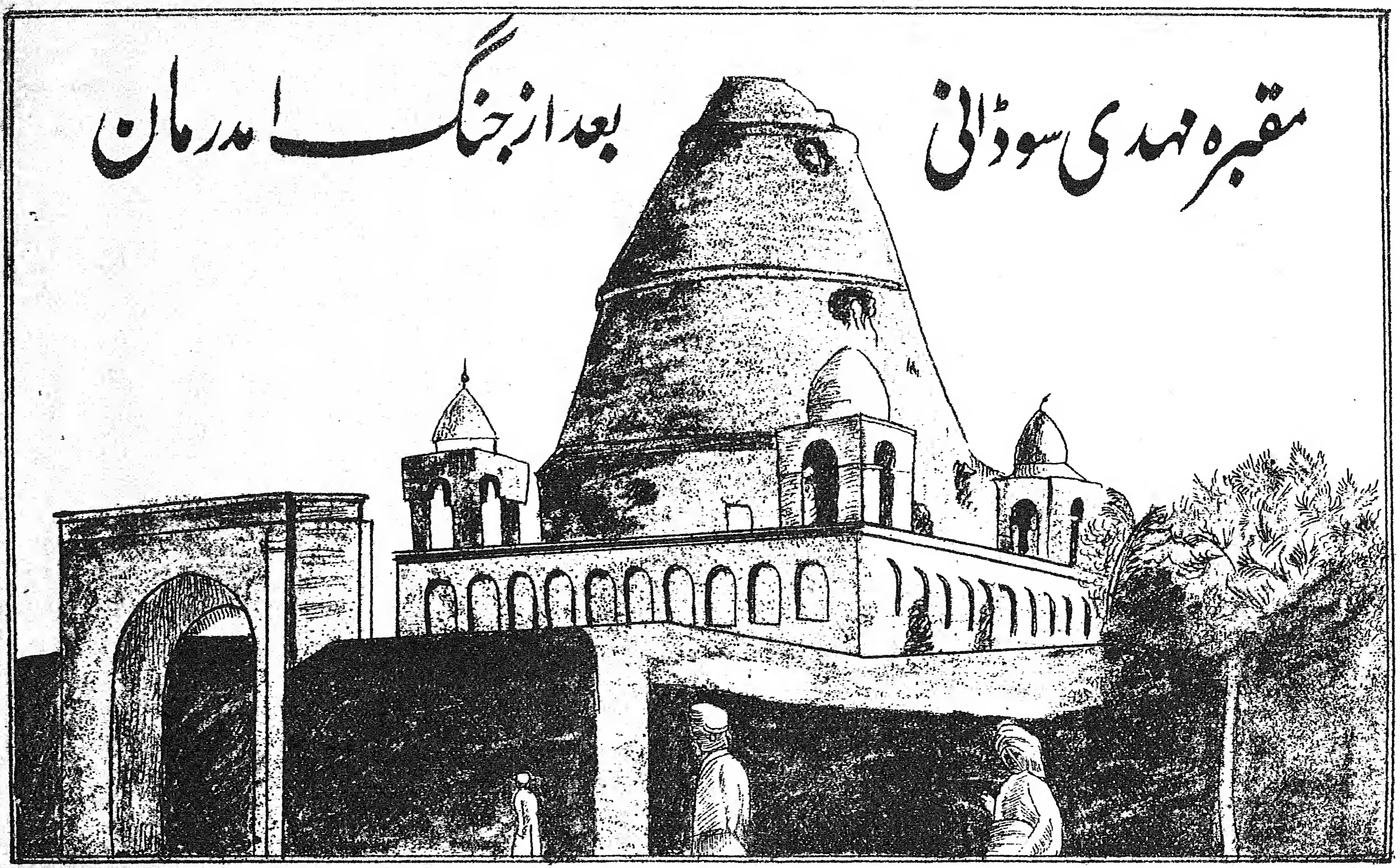
جبل رویاں سے وادی العبید۔ سیال۔ سوروب اور اگنیا میں فوج کے مقام ہوئے کہ جن میں سے مقام مؤخر الذکر کیربری سے ڈیڑھ میل اور امدرمان سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا۔

جنگ امدرمان

یکم ستمبر کو تمام رجمنٹیں معہ اسپی توپخانہ کے خورشنبل کی طرف بڑھیں جہاں خلیفہ عبداللہ نے امدرمان سے آگے بڑھکر اپنی تمام فوج کو مقابلہ کے واسطے جمع کیا تھا خلیفہ عبداللہ کی فوج ایک پہاڑی پر سے جو یہاں سے قریب تھی صاف نظر آتی تھی اور سردار کچنر کے تخمینہ میں ۳۵۰۰۰ ہزار کے قریب تھی۔ گیارہ بجے دن کے یہ فوج آگے بڑھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ حملہ کرنے کو بڑھی ہے مگر سردار کچنر کی فوج سے جنوب و مغرب کی طرف ۳ میل کے فاصلہ پر ٹھیر گئی۔ سردار کچنر نے اپنی فوج کو ایک کھلے میدان میں آراستہ کیا جہاں سے درویشوں کی فوج تک کوئی چیز حائل نہ تھی اور اِس سے بہتر کوئی موقعہ انگریزی اور مصری توپ خانہ کو

نقشہ میدان جنگ امدرمان





مقبرہ مہدی سوڈانی بعد از جنگ امدرمان

اپنا جوہر دکھانے کا نہ تھا۔ مصری اور انگریزی فوج نے ایک نصف دایرہ کی شکل میں مورچے جمائے جسکے دونوں سرے دریائے نیل پر پہنچ گئے تھے اور سامنے سے کچھ دور تک خندق اور کچھ دور تک (ضریبہ) باڑ وغیرہ سے حفاظت کیگئی تھی۔ جنگی کشتیوں نے امدرمان کے سامنے پہنچکر قلعہ اور شہر پر گولہ باری کی جس سے مہدی کے مقبرہ کا کلس اُڑگیا اور کئی جگہہ سے مقبرہ منہدم ہوگیا۔

۲۔ ستمبر ۱۸۹۸ع یوم جمعہ کو درویشوں کی تمام فوج مقابلہ کے واسطے بڑھی اور ایک ایسا سخت معرکہ ہوا کہ جسکا نظیر مصری اور سوڈانی تاریخ میں نہیں پایا جاتا اور جس نے بظاہر ہمیشہ کے لیئے سوڈان کی قسمت کا فیصلہ کردیا۔ سردار کچنر نے جو مراسلہ اِس لڑائی کے متعلق ۲ ستمبر کو روانہ کیا اُسکا مضمون یہ تھا:۔

"کل (یکم ستمبر) رات تک درویشوں نے ہمارے ساتھ کچھ مزاحمت نہیں کی تھی لیکن آج علی الصباح ہمارے مخبروں نے خبر دی کہ درویش ہمارے مقابلہ کے واسطے بڑھ رہے ہیں۔ ہم نے اُن کے بہادرانہ اور مستقل حملہ کا اپنی جگہہ پر مقابلہ کیا اور ایک گھنٹہ کی لڑائی کے بعد جس میں انھوں نے ہمارے دونوں بازووں کو گھیرنا چاہا تھا ہم نے اُنکو ساڑھے چھ بجے کے وقت پسپا کردیا۔ اسکے بعد ہم نے امدرمان کی طرف بڑھنا شروع کردیا لیکن ابھی کچھ زیادہ دور تک نہ پہنچے تھے کہ میمنہ پر درویشوں نے پھر سخت حملہ کیا۔ اِس حملہ کی وجہ سے ہمکو اپنا رُخ بدلنا پڑا اور پھر درویش سخت نقصان کے ساتھ پسپا ہوئے۔ درویشوں کی فوج جو خلیفہ عبداللہ کی ماتحتی میں تھی دوپہر تک بالکل منتشر ہوگئی۔ ہماری فوج نے خورشیہ پر پانی پیا اور ۲ بجے پھر امدرمان کی طرف بڑھی جسپر خفیف مقابلہ کے بعد سہ پہر کے وقت قبضہ ہوگیا جس وقت ہم شہر میں داخل ہوئے خلیفہ عبداللہ

جو لڑائی کے بعد امدرمان واپس آگیا تھا بھاگ گیا اور اب رسالہ اور جنگی کشتیاں اسکا تعاقب کر رہی ہیں۔ نیوفیلڈ اور ۱۵۰ انگریزی قیدی رہا کر دیئے گئے ہیں اور اب ہمارے ساتھ ہیں۔ امدرمان ایک بڑی جگہہ ہے اور اب ہماری کُل فوج شہر سے مغرب کی طرف میدان میں خیمہ زن ہے۔ میں فی الحال مقتولین اور مجروحین کی مکمل فہرست نہیں بھیج سکتا۔ لیکن نہایت افسوس کے ساتھ لکھتا ہوں کہ لفٹنٹ آر گرینفیل متعلقہ ۲۱ لینسرز اور کپتان کیلڈیکاٹ متعلقہ اول بٹیلین واروک شائر رجمنٹ مارے گئے اور بہت سے افسر زخمی ہوئے۔ انگریزی مجروحین اور مقتولین کی تعداد قریب ایک سو کے خیال کرنی چاہیئے۔ اکیسویں لینسرز کا اُس حملہ میں جسمیں لفٹنٹ گرینفیل مارے گئے سخت نقصان ہوا۔ ۲۱۔ آدمی مارے گئے اور ۲۰ زخمی ہوئے "

اس مختصر رپورٹ سے سردار کچنر کی کسر نفسی اور انکساری کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ کسی لفظ سے انھوں نے اپنی بہادری یا کارروائی کو نہیں جتلایا اور صرف سادہ الفاظ میں اُس نمایاں فتح کا حال لکھ بھیجا جسکے واسطے اس مستعدی اور محنت سے وہ فوج لیگئے تھے اور جو اُن کی ہوشیاری اور تجربہ کاری کا نتیجہ تھا۔ انگریزی اخبارات کے نامہ نگاروں نے جو اس لڑائی میں شامل تھے میدانِ جنگ کے تفصیلی حالات تحریر کیئے ہیں جنسے انگریزی اور مصری فوج کی سپہگری اور درویشوں کی بہادری کا ثبوت پہنچتا ہے اور جو ناظرین کیواسطے دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔

سردار کچنر کو یقین تھا کہ خلیفہ عبداللہ امدرمان کی چاردیواری میں انگریزی فوج کے حملہ کا انتظار کرے گا مگر برخلاف اسکے بدھ کے روز خلیفہ معہ اپنی فوج کے کُہرا کی جانب روانہ ہوا اور دوسرے روز یہ سُنکر کہ انگریزی فوج قریب پڑی ہے اُن کے

مقابلہ کے واسطے کیر یری کی جانب بڑھا۔ شب جمعہ کو خلیفہ کا تمام لشکر جبل سرغام
کے پیچھے سویا۔ فوج اور تمام اُمرا آگے کی جانب رہے اور خلیفہ اور امیر یعقوب
فوج کے پیچھے مقیم رہے۔ خلیفہ کے ایک ذاتی ملازم عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ
اُس رات خلیفہ کو بہت پریشانی رہی تمام رات کروٹیں بدلیں اور جہازوں پر بجلی کی
روشنی دیکھکر حیران ہوتا تھا۔ طلوع آفتاب سے پہلے خلیفہ نے اپنے خاص خاص اُمرا کو
جمع کیا اور لڑائی کی تجاویز سنائیں۔ علی واعد ہیلو اور شیخ عدین کی ماتحتی میں کچھ فوج کو
کیر یری کی پہاڑیوں کی طرف روانہ کیا اور خلیفہ معہ یعقوب کے جبل سرغام کی جانب روانہ
ہوا۔ عثمان دعنہ کو معہ اُسکی فوج کے وہاں چھوڑا۔ علی واعد ہیلو اور شیخ عدین کی
ماتحتی میں درویشوں کی فوج جو نیزوں اور تلواروں سے مسلح تھی اپنے قدیمی جنگ و
جدل کے طریقہ پر اللہ اکبر کے نعرے مارتی ہوئی جھنڈے لیکر سیدھی انگریزی
فوج کی طرف بڑھی۔ حقیقت میں اِس زمانہ کی توپوں اور رائفلوں کے سامنے جو آن
کی آن میں ہزاروں بہادروں کا اُنکی حسرتوں کے ساتھ خاتمہ کر دیتی ہیں۔ اسطرح سینہ سپر
ہونا بڑی غلطی ہے مگر درویش جو اپنی بہادری پر مغرور اور جوش مذہبی سے مخمور تھے موج
دریا کی طرح بڑھے چلے آئے۔ ساڑھے چھ بجے صبح کے وقت جب درویشوں کو آگے
بڑھتے ہوئے دیکھا ستائیس سو گز کے فاصلہ سے اُنپر گولہ باری شروع ہوئی۔ درویش
برابر بڑھتے چلے آئے یہاں تک کہ انگریزی فوج سے سولہ سو گز کے فاصلہ تک آگئے
اسوقت درویشوں نے دھاوا کر کے توپ خانہ پر آپڑنے کی کوشش کی اور باوجودیکہ
توپ خانہ سے گولوں کا مینھہ برس رہا تھا مگر درویش تین سو گز کے فاصلہ تک پہنچگئے
اب وہ بندوقوں کی زد میں پہنچگئے تھے اسلیئے انگریزی اور مصری پلٹنوں نے بندوقوں

…درویشوں کا پہلا حملہ … ام درمان میں



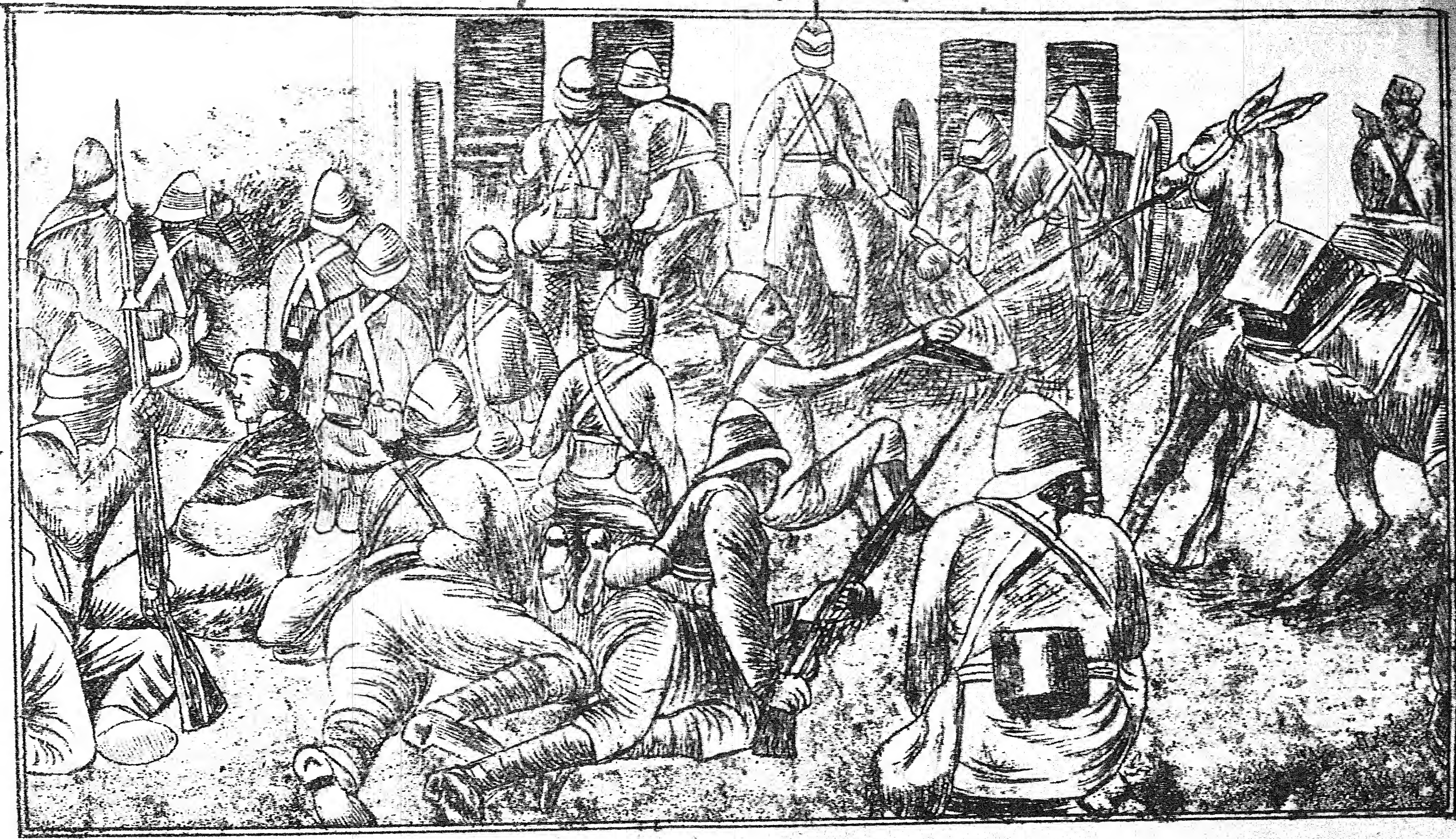
…ارشک تبل علم
…داد امیر یعقوب
…بیان کیا ہے کہ
…ماؤں پر بجلی کی
…ص خاص امرا کو
…تی میں کچھ فوج کو
…مام کی جانب وا
…شیخ مدین کی
…ی جنگ و
…یدی انگریزی
…ہ ساتے جوان
…یں اسطح سینک
…ت مخنوب تھے موج
…یشوں کو آگے
…ع ہوئی ۔ درویش
…صلہ تک آگئے
…ی اور باوجود
…تک پہنچنے
…نے بندوقوں

سے آگ برسانی شروع کردی - اِس سخت آتشباری کے سامنے درویش آگے نہ بڑھ سکے اور قلب لشکر سامنے سے علیحدہ ہٹ گیا صرف بندوقچی انگریزی فیرو کا جواب دیتے رہے انگریزی فوج میں کپتان کیلڈیکاٹ متعلقہ واروک شائر جمبٹ اول مارے گئے اور کرنل فرینک روڈس زخمی ہوئے -

کرنل روڈس درویشوں کے پہلے حملہ کی کیفیت حسب ذیل تحریر کرتے ہیں :-

"درویشوں کی بڑی فوج دو ہزار گز کے فاصلہ سے اس طرح بڑھتی ہوئی معلوم ہوتی تھی کہ گویا ہماری آگے کی فوج کے پار ہو جائے گی - درویشوں نے اپنا میسرہ بڑھایا اور سیدھے ہمارے موروچوں پر حملہ کیا - ایک عجیب حرکت اُس مجنونانہ بہادری کی یہ تھی کہ ایک بڑا سفید جھنڈا حملہ آور فوج کے آگے آگے لیجایا جاتا تھا - یہ ضرور ہے کہ وہ بہت سی مرتبہ ہاتوں میں بدلا گیا ہو گا مگر جس وقت ایک علم بردار گرتا تھا دوسرا اُسکو لیکر اُسی طرح بہادرانہ طور پر آگے بڑھتا تھا یہاں تک کہ صرف چھ آدمیوں کا ایک گروہ رہگیا جو ہماری صف سے دو سو گز کے فاصلہ تک آ گیا - یہ لوگ برابر آگے بڑھتے رہے حتیٰ کہ سب مارے گئے اور جھنڈا زمین پر پڑا رہ گیا - میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ درویش بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں وہ آئے اور مر گئے - درحقیقت میرے خیال میں وہ دونوں فوجیں جو اول حملہ آور ہوئیں بالکل نیست و نابود ہو گئیں اور بہت کم انمیں سے خلیفہ سے جا کر شامل ہوئے جو سرغام کی پہاڑی کے پیچھے کمینگاہ میں فوج لیئے ہوئے منتظر تھا - ہم پر ہمارے ضربیہ میں کسی وقت سخت آتشباری نہیں ہوئی - درویشوں کے پاس کم از کم پچیس ہزار بندوقیں مختلف قسم کی تھیں مگر میں خیال کرتا ہوں کہ ہماری خوفناک گولہ باری نے اُن کی آتشباری کو بڑھنے نہ دیا - ہماری آتشباری اسقدر خوفناک تھی اور

جنگ امدرمان میں مکسیم توپوں نے درویشوں پر گولہ باری



جو جماعت ہم پر حملہ آور ہوئی وہ اسقدر گنجان تھی کہ یہ خیال کرنا بیجا نہو گا کہ لڑائی کے پہلے حملہ میں درویشوں کے چار ہزار آدمیوں کا نقصان ہوا۔"

جس وقت سردار کچنر نے دیکھا کہ درویش پہلے حملہ میں پسپا ہوئے اُنھوں نے فوج کو امدرمان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ جو فوج امدرمان کو بڑھی اُسکے آخری حصہ میں مصری اور سوڈانی بریگیڈ بماتحتی جنرل میکڈانلڈ کوچ کر رہے تھے۔ خلیفہ نے جو جبل سرغام کے پیچھے منتظر تھا فوج کو امدرمان کی طرف بڑھتے دیکھکر دوبارہ حملہ کرنے کے واسطے اپنے آدمیوں کو جمع کیا اور اپنے بیٹے امیر یعقوب کو حکم دیا کہ سیاہ جھنڈا لیلے اور اپنے تمام سوڈانی ملازمین اور ذاتی نوکروں کو معہ باقیماندہ فوج کے لیکر مصری فوج پر حملہ کرے۔ اور چند سوار بھیجکر علی واعد ہیلو اور شیخ عدین کے پاس جو درویشوں کے پہلے حملہ میں افسر فوج تھے یہ پیغام بھیجا کہ فوراً واپس آکر امیر یعقوب کی مدد کریں۔ علی واعد ہیلو اور شیخ عدین کی فوج تو امیر یعقوب کی مدد کو نہ پہنچ سکی مگر امیر یعقوب نے معہ اپنی فوج کے بڑے استقلال اور بہادری سے جنرل میکڈانلڈ کی فوج پر حملہ کیا۔ یہ موقع سوڈانی اور مصری فوج کے واسطے سخت آزمایش کا تھا کیونکہ درویشوں نے باوجودیکہ اُنپر برابر آگ برس رہی تھی کوئی علامت میدان چھوڑنے کی ظاہر نہ کی اور برابر بڑھتے چلے آئے۔

ایک انگریزی وقائع نگار درویشوں کے دوسرے حملہ کا حال اسطرح تحریر کرتا ہے :-

"دشمن کے مسلح آدمیوں کا گروہ اسقدر گنجان تھا کہ دور سے گویا تلواروں کی ایک چمکدار بنی پہاڑی معلوم ہوتی تھی۔ آگے آگے دو تین ہزار عمدہ سوار نیزوں سے مسلح تھے سواروں کی یہ غرض تھی کہ مقابلہ کی سیاہ فام (سوڈانی) فوج میں گھسکر توپوں کو روک دیں تاکہ درویشوں کی پیدل فوج کے واسطے رستہ کھل جائے۔ درویش بے ترتیبی سے گھوڑے

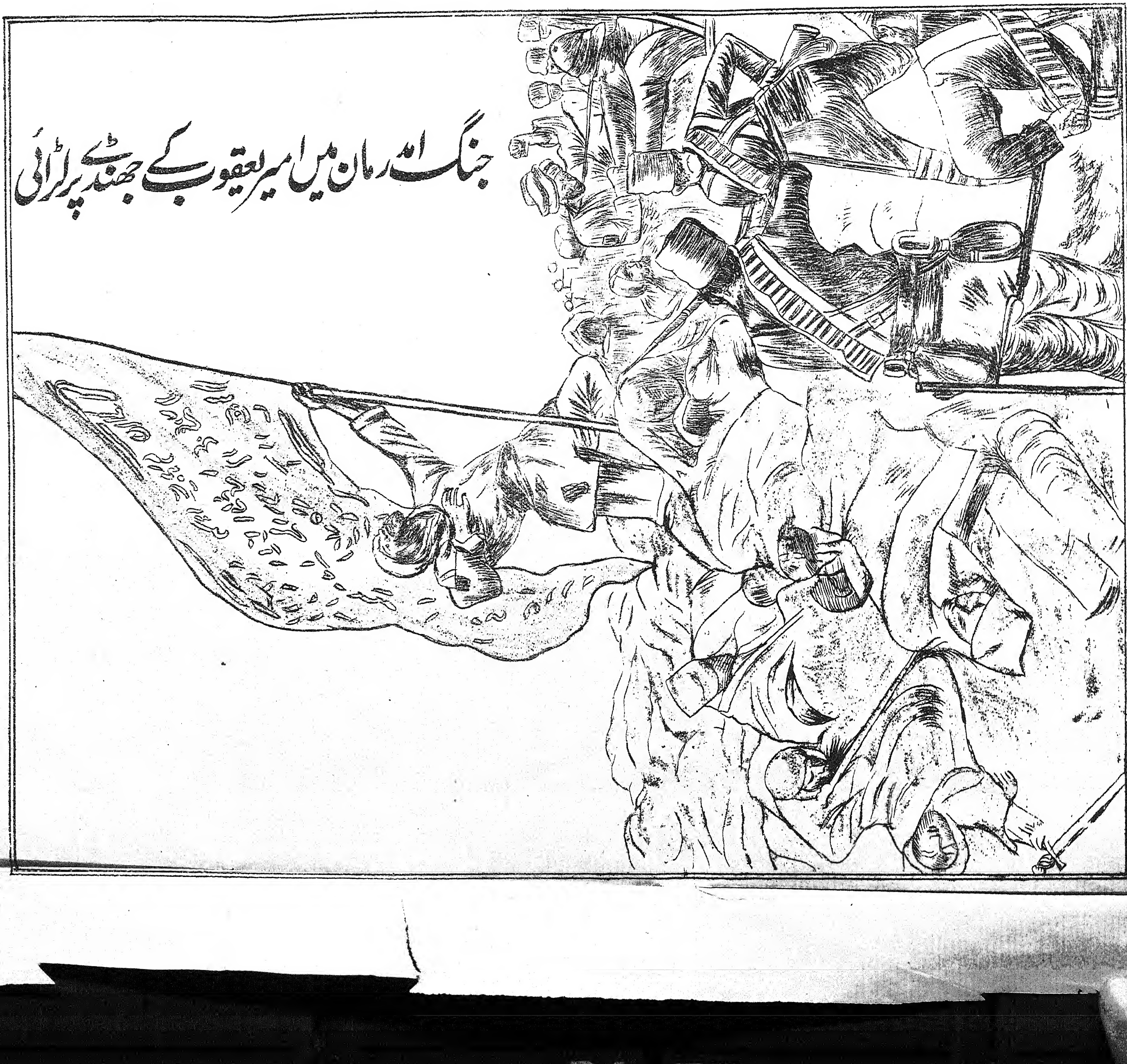


دوڑاتے ہوئے ہماری آگ کے قریب آتے جاتے تھے رفتہ رفتہ وہ چھیدی سیاہ لین (مصری اور سوڈانی پلٹنوں) کے اُدر بھی قریب آ گئے۔ یکایک اُس میدان میں خاموشی چھا گئی اور ہماری قطاروں میں معلوم ہوتا تھا کہ وہ رنج کے ساتھ دشمن کی بہادری کے معترف ہیں۔ چند لحظہ کے بعد یہ خاموشی دُور ہوئی۔ دشمن کے سب سے آگے کے سوار دو سو گز کے فاصلہ پر پہنچ گئے۔ اِسوقت میکڈانلڈ کی لین کے ایک حصہ نے فیر کرنے شروع کیئے۔ دو سوار اپنے چارجاموں سے گرتے ہوئے نظر آئے۔ ایک خالی گھوڑا دوڑتا ہوا ہماری فیر کرنے والی لین کی طرف آیا۔ دشمن کے سوار اسپر بھی بیخوف آگے بڑھتے رہے۔ پھر ہماری بندوقوں سے ایک باڑ ماری گئی۔ نصف درجن سوار زمین پر گرے یکے بعد دیگرے گھوڑوں کے چارجامے خالی ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ بیس سے بھی کم سوار رہ گئے جو آگے بڑھے چلے آتے تھے۔ ایک سوار جو ایک بہت اچھے عرب پر سوار تھا ہماری لین سے تیس گز کے فاصلہ تک پہنچ گیا مگر وہ بھی مارا گیا۔ اِس طرح درویشوں کے تمام سوار مارے گئے تمام میدان میں نعشیں پڑی ہوئی نظر آتی تھیں۔ اور بہت سی نعشوں کے پاس گھوڑے اطمینان سے چرتے ہوئے نظر آرہے تھے"۔

اِن حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ پہلے حملہ کے روکنے کے بعد یہ امر یقینی تھا کہ درویش میدان چھوڑ دیں گے مگر فتح امدرمان میں اصل کام سوڈانیوں کا تھا سردار کچنر بھی اُسکی مدد کو پہنچ گئے تھے مگر اُن کی باقاعدہ آتشباری نے درویشوں کے سواروں کا بالکل قلع قمع کر دیا اور کسی دوسری پلٹن کی امداد کی ضرورت نہ ہوئی۔ یہ دوسرا موقع تھا کہ جسپر یہ ثابت ہو گیا کہ سوڈانی لوگ باقاعدہ فوجی تعلیم پانے پر کیسے اچھے سپاہی بن جاتے ہیں۔ اِس موقع پر دونوں فریق ایک جنس ایک ملک کے رہنے والے

جنرل میکڈانلڈ کے بریگیڈ کا درویشوں کے دوسرے حملے کو روکنا





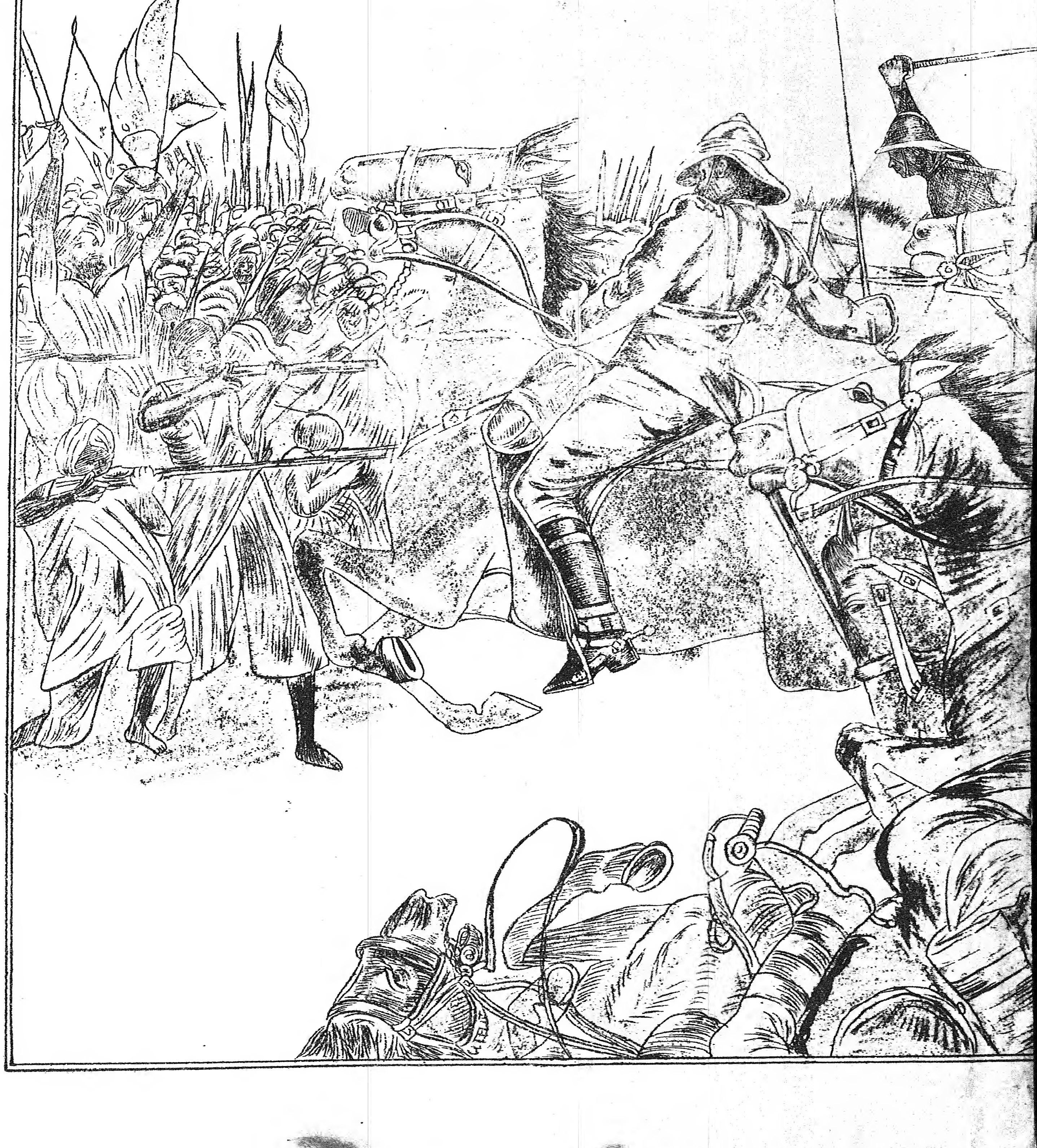
جنگ اللہ رمان میں امیر یعقوب کے جھنڈے پر لڑائی

اور ایک مذہب کے پیرو تھے۔ فرق یہ تھا کہ ا
حرب سے درست تھا اور دوسرا صرف اپنے
آگیا تھا۔ گویا دو پہلوان تھے ایک قوت
پس نتیجہ غیر متوقع نہ تھا۔ درویشوں کی بہاد
لوگوں کا کام تھا کہ ڈیڑھ دو میل کے فاص
بڑھے چلے آئے اور جو قدم آگے بڑھایا تھ
ان کے مقابلہ میں توپیں نہ ہوتیں اور صرف
درویشوں کے ہاتھ رہتا۔ مگر آفت بھری میک
اُڑا دیا اور جو اُن سے بچے وہ بندوقوں کے
بھی اِس لڑائی میں مارا گیا اور جو بہادری اُس
پر دکھائی تمام لڑائی میں اسکا نظیر نہ تھا۔ امیر
سواروں کی تھی جس نے کئی مرتبہ انگریزی فوج
وہ سوار سیدھے گھوڑے دوڑا کر بادل کی طر
کی باڑوں نے مُنہ پھیر پھیر دیا۔ سیکڑوں آد
وہ لوٹتے تھے گرد کے بادل آسمان تک پہنچ
تھے۔ آخری مرتبہ جس وقت اس جماعت پر مص
کے امیر یعقوب کے جھنڈے کے نیچے جمع
ہونے کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے
نیچے جمع کھڑے رہے یہاں تک کہ تمام

پاشا جو عرصہ تک امدرمان میں قید رہ چکے
اور اِس لیئے فوراً اُس مقام پر گئے جہاں اس
لی تھیں - امیر یعقوب اسوقت تک زندہ تھا
ر گیا جسوقت امیر یعقوب نے داعی اجل کو لبّیک
نے جو زخمی پڑے تھے بدقت تمام اُٹھکر بندوقیں
پر مصری سپاہیوں نے بڑھکر اُن کا کام تمام
پانچ اَور بڑے بڑے سردار یعنی ذکی عثمان -
نیوسی - اور محمد وعد المہدی خلف مہدی بھی

رار ہا آدمی مارے گئے اور انگریزی توپوں تک
لی - خلیفہ عبداللہ نے جسوقت دیکھا کہ معاملہ
ہ آدمی مارے گئے وہ امدرمان کو واپس آگیا -
ہونے کی ترغیب دی لیکن کسی شخص نے اسکی
روانہ ہوکر اپنے گھر میں آیا اور وہاں شہد کا
نگریزی فوج شہر میں داخل ہوگی اس لیئے
نے خاندان کے آدمیوں اور چند چیدہ سواروں
سے تین چار گھنٹہ پہلے جنوبی دروازہ سے
نے پر سردار کچنر نے مصری رسالہ کو اُسکے تعاقب
ئے نیل میں اسکے مقابلہ کے واسطے آگئے

جنگ امدرمان میں اکیسویں لینسرز کا حملہ



بڑھیں تاکہ خلیفہ کو لوٹنے سے روکیں مگر مصری رسالہ امدرمان کی لڑائی کی وجہ سے بالکل ماندہ ہوگیا تھا اسلیئے زیادہ تعاقب نہ کرسکا اور خلیفہ چند میل تک دریائے نیل کے کنارے کنارہ جاکر کروفان کی جانب ریگستان کی طرف ہولیا۔ سوڈان کی چند قوموں نے جو گورنمنٹ مصر کی ملازم اور خلیفہ کی جانی دشمن تھیں کروفان کی طرف بھی خلیفہ کا تعاقب کیا مگر بے نیلِ مرام واپس ہوئیں۔

جنگ امدرمان میں جیسا کہ جنرل میکڈانلڈ کے بریگیڈ کو سختی کا سامنا ہوا اُسی قدر بلکہ اُس سے بھی زیادہ اکیسویں لینسرز کے سواروں کو آزمایش کا وقت آگیا تھا اس فوج کو حکم تھا کہ مفتوح درویشوں کو شہر میں نہ لوٹنے دیں چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں یکایک وہ ایسے موقع پر پہنچگئے کہ جہاں قریب دو ہزار کے درویش کمینگاہ میں بیٹھے تھے اور چونکہ وہ لوگ ایک نلہ میں چھپ رہے تھے اسلیئے اکیسویں لینسرز کو بہت قریب پہنچ جانے پر اُنکا حال معلوم ہوا۔ کرنل مارٹن نے جو اس فوج کے افسر تھے فوراً حملہ کا حکم دیا اور یہ بہادر سپاہی سیدھے درویشوں کی طرف بڑھے اور اُن کی فوج میں گھس گئے۔ اگرچہ یہ لوگ ہندوستان سے نئے نئے گئے تھے اور بہت کم اُنکو سخت لڑائیوں میں شامل ہونے کا اتفاق پڑا تھا مگر اسوقت ان لوگوں نے بڑی ہمت سے کام لیا اور دست بدست لڑائی کے بعد درویشوں کو پسپا کردیا۔ ۳۲۰ آدمیوں میں سے جنھوں نے حملہ کیا تھا چالیس سے زیادہ مجروح و مقتول ہوئے اور درویشوں کے بہت سے آدمی مارے گئے

سردار کچنر کا امدرمان میں داخلہ

خلیفہ کے بھاگ جانے کے بعد اسکے چند دل افسردہ ساتھی شہر کے مغرب کی جانب انگریزی اور مصری فوج سے لڑتے رہے مگر وہ کسی شمار میں نہ تھے اِس لئے سردار کچنر نتیجۂ جنگ سے مطمئن ہوکر شہر میں داخل ہوئے اور خلیفہ کا جھنڈا جو فوج کے ہاتھ لگ گیا تھا ساتھ لیگئے۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد مہدی کے مقبرہ کے احاطہ میں پہنچنے میں بڑی دقت پیش آئی کیونکہ جس طرف سے فوج داخل ہوئی تھی اُس جانب احاطہ کا دروازہ نہ تھا۔ سردار کچنر نے توپ خانہ کو بلاکر احاطہ پر گولہ باری شروع کرائی اور خود معہ اپنے اسٹاف کے چکر کھاکر دریا کی جانب گئے اور دروازہ کی راہ سے احاطہ میں داخل ہوئے۔ توپ خانہ سے احاطہ مقبرہ پر برابر گولے برس رہے تھے اس لئے سردار کچنر کو جو احاطہ میں داخل ہوچکے تھے نقصان کا اندیشہ ہوا اور فوراً ایک اردلی کو بھیجکر گولہ باری موقوف کرنے کا حکم دیا مگر جب تک حکم کی تعمیل ہوئی اخبار ٹائمز کا وقائع نگار مسٹر ہیوبرٹ ہاورڈ ایک گولہ کا نشانہ ہوکر لقمۂ اجل ہوا۔

اُس رات کو تمام فوج امدرمان کے باہر میدان میں پڑ کر سوئی۔ یکشنبہ کو علی الصباح خرطوم میں اُس محل کے نیچے جسمیں جنرل گارڈن مارے گئے تھے انگریزی رجمنٹیں اور گیارھویں سوڈانی پلٹن جمع ہوئیں اور سردار کچنر بھی معہ اپنے اسٹاف کے آئے تاکہ جنرل گارڈن کے واسطے دعا خوانی کریں جس چھت کو ۲۸ جنوری ۱۸۸۵ء کو سر چارلس وِلسن نے (جو جنرل گارڈن کی مدد کے واسطے فوج لیکر گئے تھے) دُور سے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا تھا اور مصری جھنڈا نہونے کی وجہ سے سمجھ گئے تھے کہ جنرل گارڈن

کا خاتمہ ہو چکا اُسی چھت پر یونین جیک (انگریزی جھنڈا) اور مصری نشان چڑھائے گئے ۱۹ فیر جنرل گارڈن کی یاد میں سر ہوئے اور انگریزی اور مصری باجے سے ماتمی راگ گائے گئے۔ انگلستان کے گرجا اور رومن کیتھلک فرقہ کے پادریوں نے انجیل میں سے چند فقرے پڑھکر دعاخوانی کی اور ملکہ معظمہ کے واسطے تین چیئرز دیگئیں اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

یہ تخمینہ کیا گیا ہے کہ جنگ امدرمان میں دس ہزار سے زیادہ درویش مارے گئے اور ۱۶ ہزار زخمی اور چار ہزار قید ہوئے۔ انگریزی اور مصری فوج میں سے ۲۵ انگریزی اور ۲۱ مصری سپاہی مارے گئے اور ۹۹ انگریزی اور ۲۳۰ مصری سپاہی زخمی ہوئے یعنی انگریزی مجروحین اور مقتولین کی تعداد ۱۲۴ اور کُل فوج میں سے ۳۷۵ ہے۔ دو انگریزی افسر لفٹنٹ گرینفیل متعلقہ نمبر ۲۱ لینسرز اور کپتان کیلڈیکاٹ متعلقہ رایل واروک شایر رجمٹ مارے گئے۔

فتح امدرمان کے بعد جسقدر ممالک غیر کے قیدی جیلخانہ میں تھے وہ رہا کر دیے گئے منجملہ اُن کے ایک مشہور جرمنی سوداگر چارلس نیوفیلڈ تھا جسکو گیارہ برس پہلے درویشوں نے ڈنگولہ کے قریب گرفتار کیا تھا اور اسوقت سے درویشوں کی قید میں تھا۔ چارلس نیوفیلڈ کے جو کچھ حالات اُسکی بیوی سے معلوم ہوئے اُنسے پایا جاتا ہے کہ درویش باوجود ایسے متعصب ہونے کے اسقدر وحشی نہ تھے جیسا کہ اُن کو خیال کیا جاتا ہے اور نہ بیوجہ وہ کسی کو مارنا ناپسند کرتے تھے۔ مسیز نیوفیلڈ (چارلس نیوفیلڈ کی بیوی) نے ایک انگریزی اخبار کے وقایع نگار سے ذیل کے حالات بیان کیئے ہیں وہ دلچسپی سے خالی نہیں ہیں

"میری شادی ۱۸۸۰ء میں مقام قاہرہ میں ہوئی۔ مسٹر نیوفیلڈ ڈاکٹر اد ٹو نیوفیلڈ

کے بیٹے ہیں جو مشرقی پرشیا میں رہتے تھے۔ مسٹر نیوفیلڈ اس خوف سے کہ جبرًا فوج میں بھرتی نہ کر لیئے جائیں۔ جرمنی سے مصر چلے گئے اور وہاں انجنیری کے محکمہ میں ٹھیکہ لیکر تین ہزار آدمیوں سے کام شروع کر دیا جسوقت انگریزی فوج سنہ ۱۸۸۲ء میں مصر میں پہنچی مسٹر نیوفیلڈ نے اپنی خدمات انگریزی افسروں کو تفویض کیں اور بہت سے نمایاں کام انجام دیئے ایک یہ تھا کہ دس ہزار فوج کے واسطے کچی بارگیں بنوائیں۔ شروع سنہ ۱۸۸۷ء میں مسٹر نیوفیلڈ نے تجارت کا ارادہ کیا اور ایک کشتی خرید کر اس میں یورپ کی اشیائے تجارت فراہم کیں اور خرطوم کی طرف روانہ ہو لئے۔ میں نے ہرچند کوشش کی کہ اُنکو اس ارادہ سے باز رکھوں مگر میری تمام کوششیں بیکار ہوئیں کیونکہ اُنھوں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ خرطوم میں یورپ کی تجارت کھولیں۔ افسوس ہے کہ میں اُنکے ساتھ نہ جا سکی اور نہ اُسوقت جانے کی میری خواہش تھی کیونکہ میری صحت کی خراب حالت سدراہ تھی۔ مسٹر نیوفیلڈ کی جدائی کے بعد میری حالت زیادہ خراب ہو گئی اسکے بعد ایک اخبار کے ذریعہ سے جو میرے معالج ڈاکٹر نے دیا مجکو معلوم ہوا کہ مسٹر نیوفیلڈ درویشوں کے ہاتوں میں گرفتار ہو گئے ''

جسوقت آسٹریا کے پادری اہروولڈر جنکے حالات درج ہو چکے ہیں مہدی کی قید سے بھاگ آئے اُنکی زبانی چارلس نیوفیلڈ کی گرفتاری اور قید کے مفصل حالات اُسکی بیوی کو معلوم ہوئے اور بعد میں یہ بھی تحقیق ہوا کہ چارلس نیوفیلڈ سے بارود بنانے کا کام لیا جاتا ہے مسیز نیوفیلڈ معہ اپنی لڑکیوں کے لندن چلی گئی تھیں اور اُنکا یہ بیان ہے کہ میرے خاوند کو ہمیشہ یہ یقین رہا کہ جنرل گارڈن قتل نہیں کیئے گئے بلکہ قید میں رہے چارلس نیوفیلڈ کی رہائی کی خبر ہونے پر مسیز نیوفیلڈ کی تمنا کا باغ ہرا ہو گیا اور وہ اپنے خاوند

سے ملنے قاہرہ کو روانہ ہوگئیں۔

مفتوح اور مجروح درویشوں سے انگریزی اور مصری فوج کا برتاؤ

جنگ امدرمان کے بعد مفتوح اور مجروح درویشوں کے ساتھ انگریزی اور مصری فوج کس طرح پیش آئی اسکے متعلق مختلف بیانات ہیں۔ لڑائی کے بعد مصری اخبارات کے ذریعہ سے معلوم ہوا تھا کہ برٹش اور مصری فوجوں نے جیسا برتاؤ اس لڑائی میں مفتوح اقوام و ممالک کے ساتھ کیا ایسا آجتک کسی قوم نے نہیں کیا۔ مہدی کا مقبرہ جو نہایت قیمتی سنگین عمارت ہے اور تمام برِّ اعظم افریقہ میں اعلیٰ درجہ کا شمار کیا جاتا تھا توپوں سے اڑایا گیا اول اسکے مرتفع گنبد پر گولہ باری کی گئی اور اسکے بعد چار دیواری گرا دیگئی۔ گولہ باری ہونے کے بعد قبر کھدواکر مہدی کی نعش کو نکالا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ مہدی کے سر اور داڑھی کے بال بدستور تھے سر کاٹ کر جنرل گارڈن کے بھتیجے کو دیا گیا اور نعش کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے گئے۔ خاص باشندگان امدرمان سے جو برتاؤ کیا گیا وہ اس سے بھی زیادہ قابل افسوس ہے۔ اُن کے پاس سے قرآن اور کتابیں چھین لی گئیں اور تین روز تک شہر میں قتل عام اور لوٹ مار رہی۔ اس قتل عام میں پچیس ہزار آدمی مارے گئے۔ مہدی کا دفینہ جو ایک پہاڑ کے دامن میں تھا نکال لیا گیا جسکی تعداد پندرہ بیس لاکھ روپیہ کے قریب تھی۔ اور بیحد سامان جنگ بھی اسکے علاوہ ہاتھ آیا۔ مصری اخبارات کے اندازہ میں لڑائی شروع ہونے سے امن قایم ہونے تک قریب اسی ہزار آدمیوں کے مارے گئے۔

یہ امر یقینی ہی کہ ان واقعات کے بیان کرنے میں مصری اخبارات نے مبالغہ کیا ہے مگر

تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا

بغیر کسی اصلیت کے اس افواہ نے شہرت نہیں پائی - انگریزی اخبارات کے وقائع نگار
جو اس مہم میں انگریزی فوج کے ساتھ امدرمان گئے تھے انھوں نے اس قسم کے چشم دید
واقعات بیان کیئے ہیں جن سے مصری اخبارات کے بیان کی کچھ کچھ تصدیق ہوتی ہے
مہدی کے مقبرہ کو توپوں سے اڑوانے اور قبر کو کھدوانے کی تصدیق تو بغیر کسی اختلاف
کے خود انگریزی اخبارات کے بیان سے ہوئی - مگر مہدی کی نعش کے نکلنے کی تاویل
اس طرح کی گئی کہ گولہ کے صدمہ سے نعش باہر نکل پڑی اور کھوپری ولایت بھیجدی گئی
گولہ کے صدمہ سے نعش کا قبر سے باہر نکل آنا ایک ایسی بات ہے جسکو کوئی تسلیم
نہ کرے گا اور صاف پایا جاتا ہے کہ عمدًا قبر کو کھدوا کر مہدی کی نعش سے جنرل گارڈن کے
خون کا بدلہ لیا گیا اور کھوپری اُسکے بھتیجے کو دی گئی - انگریزی افسروں کی یہ حرکت
مصلحت کے بالکل خلاف تھی اور حقیقتاً اس فعل سے یورپ کی تہذیب اور شائستگی
پر دھبّہ لگایا اور تمام قوم کو بدنام کیا - کاش مہدی کی قبر کی حفاظت ہوتی
اور مثل دیگر متبرک مقامات کے اس کی عزت کی جاتی تو سوڈانیوں کے تالیف
قلوب کے واسطے یہ ایک بڑا ذریعہ ہوتا - زخمی آدمیوں کے قتل کرنے کی نسبت
انگریزی وقایع نگاروں کے بیانات میں اختلاف ہے - اخبار کنٹیمپوریری ریویو
کے فوجی وقایع نگار مسٹر ای - این بینیٹ کے بیان کے موافق عمداً زخمی
درویشوں کے قتل کرانے کا حکم دیا گیا اور شہر میں داخل ہونے کے بعد لوٹ
مار بھی ہوئی مگر مسٹر بینیٹ برلے جو اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کی
طرف سے مہم کے ساتھ گئے تھے اس کی تردید کرتے ہیں

اُن کا بیان ہے کہ مسٹر ای۔ این بینیٹ نے انگریزی فوج کی نسبت یہ غلط الزامات لگائے ہیں برخلاف اُس کے دس بارہ ہزار زخمی درویشوں کی امدرمان کی مسجد میں مصری اور ایک انگریزی ڈاکٹر نے حفاظت کی اور میدانِ جنگ میں صرف اُن زخمی درویشوں کو قتل کیا جو فوج کے شہر میں داخل ہونے کے وقت راستہ میں پڑے تھے اور گذرتی ہوئی فوج پر نیزے پھینک کر یا بندوقوں سے فیر کر کے حملہ کرتے تھے۔ امدرمان کی لوٹ مار کی نسبت مسٹر برلے کا یہ بیان ہے کہ انگریزی فوج نے کسی قسم کی لوٹ مار شہر میں نہیں کی بلکہ شہر کے غریب باشندوں نے قبل اسکے کہ انگریزی فوج امن قایم کر سکے خلیفہ کے غلہ کے کھتوں اور مفرور امیروں کے مکانات پر لوٹ مار کی۔

مسٹر برلے کی یہ تردید شایع ہونے پر مسٹر بینیٹ نے ایک بسیط مضمون اخبار ڈیلی ٹیلیگراف میں درج ہونے کے واسطے بھیجا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر بینیٹ کا بیان دربارہ قتل و لوٹ مار صحیح ہے اور بہت سے دوسرے اخباروں اور چشم دید بیانات سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

مسٹر بینیٹ کا مضمون جو پائنیر مورخہ یکم فروری اور اسٹیٹسمین مورخہ ۲۶ جنوری سنہ ۹۹ء میں شایع ہوا اُسکے چند فقرے لفظ بلفظ ذیل میں درج کیئے جاتے ہیں جن سے مسٹر بینیٹ کی رائے کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے :-

"مجھسے زیادہ صاف اور تحقیق کے ساتھ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اگر مجروح درویش خطرناک ہوتا تو اُسکو قتل کرنا بالکل مناسب تھا۔ یہ حال صرف اُسی بیان پر صادق نہیں آتا جو میں نے امدرمان کی نسبت تحریر کیا ہے بلکہ مجروح درویشوں کے اُس قتل عام کی نسبت بھی صحیح ثابت ہوتا ہے جو یقیناً سوڈان کی ابتدائی لڑائیوں میں ہوا۔ اور جس کی

نسبت مسٹر برلے جو چاہیں کہیں۔ اگر ان ابتدائی لڑائیوں میں مجروح درویشوں کے قتل کرنے کا در اصل یہی سبب تھا کہ وہ سدِّ راہ ہوتے تھے تو اس بارہ میں اب مجکو کچھ کلام نہیں ہے جس چیز کی کہ میں شکایت کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ ام درمان میں ایسے آدمی قتل کیئے گئے جنکے پاس ہتیار نہ تھے اور بظاہر لاچار معلوم ہوتے تھے۔ اخبار منچیسٹر گزٹ کے وقائع نگار نے جو نامہ نگاروں میں عام طور پر پسندیدہ اور معزز تھے یہ چشم دید واقعہ بیان کیا کہ کالے لوگوں نے جو قتل عام کیا وہ ناممکن الحفاظت تھا۔ مسٹر ولیم جنگی نامہ نگار اخبار ڈیلی کرانیکل نے اخبار مذکور میں تحریر کیا کہ میں میدان قتل عام کے ایک ٹکڑے میں ہو کر گذرا۔ میں نے اُس سے چند گز کے فاصلہ پر دیکھا کہ کس طریقہ سے دیسی فوج اُن درویشوں کو قتل کر رہی تھی جو اُس جگہہ زخمی پڑے تھے کیونکہ ان میں سے بعض نے فوج کی طرف نیزے پھینکے تھے۔ فوج کی اس حرکت سے مجکو سخت غصہ آیا اور میں نے چاہا کہ کسی بڑے افسر سے رپورٹ کروں مگر کوئی انگریزی بڑا افسر اُس موقع پر موجود نہ تھا۔ میں نہیں کہتا کہ لڑائی کے بعد قتل عام غصہ دلانے والا نہیں تھا بیشک میں کہتا ہوں کہ وہ بہت خوفناک اور سخت تھا اور فوراً روک دینا چاہیئے تھا۔ لفٹنٹ متعلقہ نمبر ۵ فیوزلیرز نے اپنی چھٹی مورخہ ۹ ستمبر میں جو اخبار شیفیلڈ گزٹ میں شائع ہوئی تحریر کیا کہ شہر کی طرف بڑھنے سے پہلے سردار نے حکم دیا تھا کہ تمام زخمی درویش جو راستہ میں آئیں قتل کر دیئے جائیں۔

میں ذیل میں اُن سپاہیوں کے بیانات کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو لڑائی میں موجود تھے :-

(الف) لنکا شایر فیوزلیرز کے ایک سپاہی نے لڑائی کے دو روز بعد تحریر کیا کہ

جب ہم آگے بڑھے تو ہمکو حکم دیا گیا کہ تمام زخمیوں کو جو راستے میں ملیں قتل کر ڈالیں۔

(اخبار لیک ٹائمز مورخہ یکم اکتوبر ۱۸۹۸ء)

(ب) گرینیڈیر گارڈ کے ایک کارپورل نے ہیمل ہیمپسٹیڈ گزٹ کی تحریر کے موافق بیان کیا کہ ہمکو مقتول اور مجروح درویشوں کے اوپر ہو کر بڑھنا پڑا درانحالیکہ یہ حکم تھا کہ سب کو قتل کیا جائے۔

(ج) نمبر ۲۱ لینسرز کے ایک سپاہی کا مندرجۂ ذیل بیان اخبار سالسبری ٹائمز مورخہ ۶۔ جنوری میں شائع ہوا :-

"اکیسویں لینسرز کی ایک جماعت کو حکم تھا کہ تمام زخمیوں کو جو راستہ میں ملیں قتل کر دیا جائے۔ ہم نے اِس حکم کی تعمیل کی اور اُن درویشوں کو قتل کیا جو زمین پر زخمی پڑے تھے اور برچھے۔ تلوار یا اُن ہتیاروں سے جو ہمارے ہاتھ میں تھے اُنکو مصیبت سے نجات دی۔ اِس سوال کے جواب میں کہ آیا زخمی درویش نے اس جماعت میں سے کسی پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ اُس سپاہی نے کہا کہ نہیں۔ مگر اسوجہ سے کہ اُنکو موقع نہ تھا۔"

(د) گارڈز کے ایک سپاہی نے اخبار ایکو کے قائمقام سے ۷۔ اکتوبر کو بیان کیا کہ "اُس موقع کا خیال کرنے سے میری روح کانپتی ہے۔ ہمکو بہت سے آدمیوں کا خاتمہ کرنا تھا جو تکلیف سے کراہ رہے تھے اُن کے واسطے یہ اچھا ہوا۔ اِس سے بہتر کوئی بات نہیں تھی۔ ہم نے اُنکو تکلیف سے نجات دی۔"

"اِس امر سے کہ بہت سے زخمی درویش بعد میں امدرمان کے فوجی شفاخانہ میں دیکھے گئے میرے اُس بیان کی تردید نہیں ہوتی کہ ہزاروں زخمی آدمی میدانِ جنگ میں

جاں بلب پڑے رہے اور کچھ کوشش اُن کی مدد کرنے کے واسطے نہیں کی گئی۔ زخمی درویشوں میں سے بہت سے آدمی میدان جنگ سے چلے گئے تھے اور بعد میں امدرمان میں آ گئے۔ اور غالباً جو میدان میں رہ گئے تھے اُن میں سے بعض آدمی جو تین چار میل چل سکتے تھے بعد میں بدقّت تمام شہر میں پہنچے۔ سردار نے جو اعلان باشندگان شہر کو دیا اُس سے وہ ذمہ وری دور نہیں ہو سکتی جو ایک مہذب فاتح پر واجب ہے یعنی زخمی درویشوں کو لاکر اُن کی حفاظت کرنا۔"

"میں اس بات کو زور کے ساتھ مکرر کہتا ہوں کہ امدرمان پر قبضہ ہونے کے بعد شہر کو مصری اور انگریزی فوج نے لوٹا۔ میں نے اِس بات سے انکار نہیں کیا کہ غریب باشندگانِ شہر نے اس لُوٹ مار میں حصّہ نہیں لیا مگر میں نے دن کے وقت شہر کے خاص بازار میں دو انگریزی سپاہیوں کو دیکھا کہ روپیہ کی تھیلی لیئے ہوئے جاتے تھے اور ہمارے آدمیوں میں سے چند نے اُس لُوٹ مار میں حصّہ لیا جو دن کے وقت امدرمان میں ہوئی۔ میں قتل عام کا الزام انگریزی فوج کو نہیں دیتا بلکہ کالے لوگوں نے یہ زیادتی کی۔ ہمارے افسر اور آدمی اِس قتل عام کے حکم دینے یا میدان میں زخمیوں کو ٹپّار ہنے دینے یا مہدی کے مقبرہ کی بے عزتی کرنے کے ملزم نہیں ہیں بلکہ اِن سب باتوں کے جواب دہ سردار کچنر ہیں۔"

مسٹر بینیٹ کے ان بیانات اور شہادتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جنگ امدرمان میں مصری فوج کی کارروائی قابل افسوس تھی اور اگرچہ ان زیادتیوں کی ملزم دیسی فوج ہے مگر انگریزی افسر اِس افسوسناک کارروائی کے الزام سے بری نہیں ہو سکتے کیونکہ فوج کی نیکی اور بدی اُنھیں کے نامۂ اعمال میں لکھی جائے گی جس طرح

فتح امدرمان کا سہرہ سردار کچنر کے سر رہا اُسی طرح دیسی فوج کی اس وحشیانہ کارروائی کا الزام بھی اُنھیں کے ذمّہ عائد ہو سکتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ زخمی درویشوں میں سے کسی کسی نے انگریزی فوج پر نیزے پھینکے ہوں مگر کیا ایک مہذّب قوم کو یہ جائز تھا کہ ایسی مُصیبت کی حالت میں زخمی آدمیوں پر ترس نہ کھاتی اور خود بھی وحشی لوگوں کے ساتھ وحشی بنجاتی۔ افسوس ہے کہ اس واقعہ سے فتح امدرمان کی سفید چادر پر ایک سیاہ داغ لگا دیا جو جنگ مصر وسوڈان کی تاریخ کے صفحوں سے اُسوقت تک دور نہیں ہو سکتا جب تک کہ مہذّب اور غیر مہذّب کا امتیاز باقی ہے۔ اس واقعہ نے رفتہ رفتہ یہاں تک طول پکڑا کہ انگلستان کی پارلیمنٹ میں دو فریق ہو گئے ایک مسٹر ای۔ این بینیٹ کے قول کا حامی ہو گیا اور دوسرا مسٹر بینیٹ برلے کے بیان کا طرفدار اور لارڈ کچنر کو ان الزامات کی جوابدہی کرنی پڑی۔

معاملہ فشودا

سوڈان میں مصری اور انگریزی فوج کی کامیابی کو دیکھکر فرانس کے منہ میں بھی پانی بھر آیا اور درویشوں کے زوال کو غنیمت سمجھکر میجر مارشنڈ معہ ایک جماعت فرانسیسیوں کے بحر الغزال کی طرف سے جہاں وہ مدت سے منڈلا رہا تھا فشودا میں آداخل ہوا۔ فرانس کو خیال تھا کہ ایسے وقت میں جبکہ درویشوں کی قوت کا خاتمہ ہونے والا ہے اور انکا ملک فاتح قوم کے رحم پر ہے جو کچھ اس غنیمت میں سے ہاتھ لگ جائے غنیمت ہے۔ فرانس کو مدت سے بحر الغزال کی طرف اپنی سرحد بڑھانے کا خیال تو لگ ہی رہا تھا اس موقعہ کو مناسب خیال کر کے فرانسیسی جماعت نے فشودا پر قبضہ کر لیا اور اسطرح سے اپنے دل کو سمجھا لیا کہ اگرچہ اسکے پُرانے رقیب انگلستان کے سوڈان کا تمام ملک

ہاتھ لگ گیا ہے مگر خالی فرانس بھی نہ رہا۔

سردار کچنر ابھی فتح امدرمان کی خوشی اچھی طرح نہ منا چکے تھے کہ خلیفہ کے جہازوں میں سے ایک جہاز فشودا سے خرطوم آیا اور کپتان جہاز نے اپنے آپ کو سردار کے حوالہ کر کے فرانسیسیوں کے فشودا پر قبضہ کرنے کی خبر سُنائی۔ سردار کچنر نے فوراً فشودا پر مہم لیجانے کی تیاری کردی نمبر ۱۰۔ ۱۱ اور ۱۳ سوڈانی پلٹن کے اٹھارہ سو آدمی اور کیمرن ہائلینڈرز کے سو گورے معہ میکسم توپوں کے سلطان اور شیخ نامی جنگی کشتیوں پر سوار کرائے گئے اور خود سردار کچنر معہ اپنے اسٹاف کے جہاز دال پر سوار ہو کر فشودا کی طرف روانہ ہوئے۔ سردار کچنر نے فشودا پہنچکر دیکھا کہ فرانسیسی جھنڈا لہرا رہا ہے۔ میجر مارشنڈ سردار سے نہایت مردانہ طور سے ملا اور چند الفاظ کہنے کے بعد اسنے شامپین کی بوتل نکالی اور شراب نوشی کے ساتھ باہم اتحاد کی گفتگو ہوتی رہی۔ میجر مارشنڈ نے کہا کہ بغیر حکم گورمنٹ فرانس میں فشودا خالی نہیں کرسکتا میں نے رپورٹ بھیجی ہے اسکا جواب آنے پر تعمیل حکم کرونگا۔ سردار کچنر نے میجر مارشنڈ کی درخواست منظور کی اور دونوں فوجیں انگلستان اور فرانس کے فیصلہ کی منتظر رہیں۔

اِس عرصہ میں فشودا کی بابت گورمنٹ انگلستان و فرانس میں خط و کتابت ہوتی رہی اور جو صورتِ معاملہ ابتدا میں پیدا ہوئی اُس سے انگلستان اور فرانس میں لڑائی چھڑ جانے کا اندیشہ تھا۔ دونوں سلطنتیں اپنے اپنے حقوق پر جمی ہوئی تھیں۔ انگلستان کا یہ دعوے تھا کہ چونکہ درویشوں کا تمام ملک مہدی کے زمانہ سے پہلے دراصل مصر کی عملداری میں شامل تھا اور فشودا بھی اُسکا ایک حصہ ہے اسلیئے جائز حقدار

فشوداکا مصر ہے۔ فرانس نے اسکے برخلاف اپنے دعوے کے ثبوت میں یہ دلیل پیش کی کہ چونکہ سوڈان مصر کے علاقہ سے نکل چکا تھا اور اسکو دوبارہ فتح کیا گیا ہے اور فتح امدرمان سے پہلے فشودا پر فرانسیسیوں کا قبضہ ہوگیا تھا اسلیئے جو سلطنت جس علاقہ پر پہلے قابض ہوئی وہی اُسکی جایز حقدار ہے۔ کچھ عرصہ تک اس معاملہ میں بہت ردوکد ہوتی رہی مگر جب فرانس پر ثابت ہوگیا کہ انگلستان نے ازسرنو جنگی تیاریاں شروع کردی ہیں اور تمام بحری مقامات میں فوجوں کے تیار رہنے کا حکم دیدیا ہے تو اسکو یقین ہوگیا کہ انگلستان ہرگز اپنے دعوے سے دست بردار نہوگا اور اگر فرانس اپنے قول پر جما رہا تو لڑائی ہوجائیگی اگر فرانس اور انگلستان کے درمیان لڑائی ہوتی تو اسمیں فرانس کا زیادہ نقصان تھا اور انگلستان کے مقابلہ میں اُسکی کامیابی کی کم امید تھی مجبور فرانس نے میجر مارشنڈ کے نام حکم بھیجدیا کہ فشودا کو خالی کردیا جائے اور یہ اُسکی مرضی پر چھوڑا کہ فرانسیسی فوج خلوے سوڈان کے بعد خواہ بحر الغزال سے واپس جائے یا نیل اور قاہرہ سے یا نیل ازرق اور حبش کی راہ سے روانہ ہو

فرانس کے اُس فرقہ نے جو بیرونی مقبوضات کا حامی ہے گورمنٹ کی اس تجویز کو کمزوری اور بُزدلی پر محمول کیا اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا کیونکہ مدبرانِ انگلستان کی تقریروں سے فرانس کے قومی افتخار پر بڑا دھبہ لگا تھا میجر مارشنڈ کو جبراً و قہراً اس حکم کی تعمیل کرنی پڑی مگر وہ ہرگز اس حکم سے خوش نہ تھا اور جب واپسی کے وقت اسکو قاہرہ کے فرانسیسی کلب میں فرانسیسیوں کی طرف سے دعوت دیگئی اور جامِ صحت نوش ہوا تو اُسنے ایک تقریر میں صاف صاف الفاظ میں کہدیا کہ میں اُس دن کا رنج اور افسوس بیان نہیں کرسکتا کہ جس روز مجکو سرکاری طور سے فشودا خالی کرنا پڑا اور گو فشودا کا معاملہ ایک معمولی بات ہے مگر حقیقتاً تمام معاملات کی جڑ ہے مگر فرانس کو مصلحتِ وقت

اور چارۂ کار سوائے اسکے اور کچھ نہ تھا کہ فشودا خالی کر دے۔

ایم مانسیئر ڈلکاسی نے چیمبر اف ڈیپوٹیز (پارلیمینٹ فرانس) میں معاملات خارجہ پر بحث کرتے ہوئے صاف طور پر ظاہر کر دیا تھا کہ انخلائے فشودا کے حکم دینے میں فرانس کو تمام فوائد پر لحاظ کرنا پڑا اور گورنمنٹ کی رائے میں ایسے جھگڑے سے کہ تمام دنیا کو مصیبت میں پھنسائے کنارہ کرنا ملک کے ساتھ عین ہمدردی ہے کیونکہ اسمیں جو نقصان ہوتا وہ بلحاظ معاملہ نسبتاً بہت بڑا تھا۔

اگرچہ فرانس نے پارلیمینٹ کی تجویز کے موافق فشودا خالی کر دیا اور اس قصہ نے طول نہ پکڑا مگر یہ ضروری ہے کہ جو رشتۂ اتحاد و رفاقت دونوں ملکوں کے درمیان وابستہ تھا وہ ختم ہوا اور پرانی رقابت کو اور تقویت ہوگئی کیونکہ منفرد اشخاص کی طرح قوم کیونکر اس ذلت کو گوارا کر سکتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ فرانس میں اس فیصلہ سے بہت تلخی پھیلی اور لوگوں کا یہ خیال ہے کہ چونکہ انگلستان کا جہازی بیڑہ بہت قوی ہے اس سبب سے ہمکو یہ دن نصیب ہوا۔ مانسیر اٹنی سابق وزیر نوآبادی نے یہ بھی بیان کیا کہ اگرچہ فرانسیسی اعزاز میں کچھ بٹہ لگا ہے مگر ضرور ہے کہ پالیسی کبھی بدلے کیونکہ ہم ہمیشہ ایسی پالیسی سے بستہ نہیں ہو سکتے جو اپنے فوائد انگلستان پر قربان کرے گو اسوقت ہمارا ایسا کرنا عقلمندی میں داخل تھا۔ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فشودا کو خالی کرنا فرانس کو بہت خار گذرا ہے اور اس سے آیندہ بہت سی پیچیدگی پیدا ہوگی اور شاید وہ وقت دور نہو کہ یورپ کے پولیٹکل مطلع پر کدورت کا ابر چھائے اور یورپ کے امن میں خلل انداز ہو۔

خرطوم میں گارڈن کالج قایم ہونا

تخلیۂ فشوداکے بعد لارڈ کچنر کو ہر طرف سے اطمینان ہوگیا گویا فتح سوڈان مکمل ہوگئی۔ اب سوائے اسکے اور کچھ باقی نہ رہا کہ مفتوحہ ممالک میں نئی گورنمنٹ قائم کیجائے اور اسکے انتظام کی تدابیر عمل میں آئیں۔ اسلیئے سردار کچنر انگلستان کو روانہ ہوئے جہاں تمام ملک اُنکے خیر مقدم کے واسطے ہمہ تن شوق بن رہا تھا اور اُس بہادر سپاہی کی آمد کا منتظر تھا جس نے جنرل گارڈن کا بدلا لیکر تمام قوم کو ممنون کیا اور ایک ایسا ملک فتح کرکے انگلستان کے سپرد کردیا جسپر ہزارہا قیمتی جانیں اور کروڑوں روپیہ صرف ہوچکا تھا سردار کچنر نے نہ صرف سوڈان کا ملک ہی فتح کیا بلکہ انگلستان کے نام سے اُس ندامت کا دھبہ مٹادیا جو اسکو ۱۸۸۴ء و ۱۸۸۵ء میں مہدی کے مقابلہ میں ہوئی تھی۔

جس طریقہ سے سردار کچنر کی لندن میں پیشوائی ہوئی اور جو عزت حضور ملکہ معظمہ اور قوم نے سردار کچنر کو عطا کی وہ سب اُنکی خدمات کا مناسب صلہ اور ملک کی قدردانی کا بین ثبوت تھا۔ حضور ملکہ معظمہ نے خاص طور پر اپنی ملاقات کا اعزاز بخشا اور ہر جلسہ اور موقع پر سردار کچنر کو شامل کیا۔ بیرن کا خطاب ملا۔ بہت سے پبلک جلسوں میں قوم نے اُنکی خدمات کا شکریہ ادا کیا۔ لارڈ میر نے اعزازی تلوار پیش کی۔ ایڈنبرا کی یونیورسٹی نے ایل۔ ایل۔ ڈی کی ڈگری عطا کی اور اڈنبرا کی فریڈم کا اعزاز حاصل ہوا۔ پارلیمنٹ نے ایک معقول رقم بطور عطیہ دینی تجویز کی۔ غرضکہ ہر طرح سے ملک اور قوم نے سردار کچنر کی عزت افزائی اور اُن کی خدمات کا شکریہ ادا کرنے میں کوشش کی تاکہ آیندہ دوسروں کو حوصلہ ہو اور حقیقت میں جو احسان سردار کچنر نے ملک پر کیا وہ اسی شکر گذاری اور قدردانی کا مستحق تھا

لندن میں پہنچنے کے بعد عرصہ تک سردار کچنر کو اسی قسم کی دعوتیں اور جلسوں میں مصروفیت رہی اور جب ہر طرح سے سردار کچنر اور بہادران امدرمان کی آؤبھگت ہولی تو مفتوحہ ممالک کے انتظام کی طرف توجہ ہوئی۔ سب سے پہلے سردار کچنر نے خرطوم میں گارڈن کالج قایم کرنے کے واسطے ایک لاکھ پاؤنڈ چندہ کی درخواست کی۔ یہ درخواست قوم نے بہت خوشی اور سرگرمی سے منظور کی اور فوراً گارڈن کالج میموریل فنڈ قایم ہوا حضور ملکہ معظمہ نے اِس کالج کا سرپرست اور پرنس آف ویلز نے نائب سرپرست ہونا منظور کیا اور وزیر اعظم انگلستان نے اس تجویز کی تائید میں سرگرمی ظاہر کی۔ فنڈ کے قایم ہوتے ہی روز بروز چندہ کی تعداد بڑھنے لگی یہاں تک کہ بہت تھوڑے عرصہ میں رقم معینہ سے زیادہ روپیہ اس فنڈ میں جمع ہوگیا۔ اور لارڈ کچنر کے خرطوم واپس جانے پر کالج کا بنیادی پتھر رکھا جانا قرار پایا۔

فرانس گو فشودا کے پولٹیکل تعلقات سے علیحدگی اختیار کرچکا تھا مگر اسکو چین نہ آیا اور سوڈان اور فشودا کو ہمیشہ کے لیئے فرانسیسی اثر میں رکھنے کے واسطے ایک خاص ترکیب نکالی۔ ایم ڈالنکل نے ایک اعلان اِس مضمون کا دیا کہ خرطوم میں ایک فرانسیسی کالج اور فشودا میں مارشنڈ اسکول کھولا جائیگا اور اسکے قیام کے واسطے اکثر دولتمند جماعتیں ذمہ ور ہوگئی ہیں۔ اور چندہ بھی جمع ہونا شروع ہوگیا۔ گارڈن کالج خرطوم کے ساتھ ہی فرانس کی یہ عجیب کارروائی باعتبار پولٹیکل حالت سوڈان فرانس کے آیندہ خیالات اور پالیسی کی وضاحت کرتی تھی۔ برٹش گورنمنٹ فوراً سمجھ گئی کہ فرانس کی اس کارروائی سے اصول سیاست کے واسطے ایک خراب نتیجہ پیدا ہوگا اسلیئے صاف طور پر فرانس کو کہدیا کہ اگر ادنے ادنے باتوں پر چھیڑ کرنے کی پالیسی فرانس نے اختیار کی تو انگلستان کو مجبوراً وہ کارروائی کرنی پڑیگی

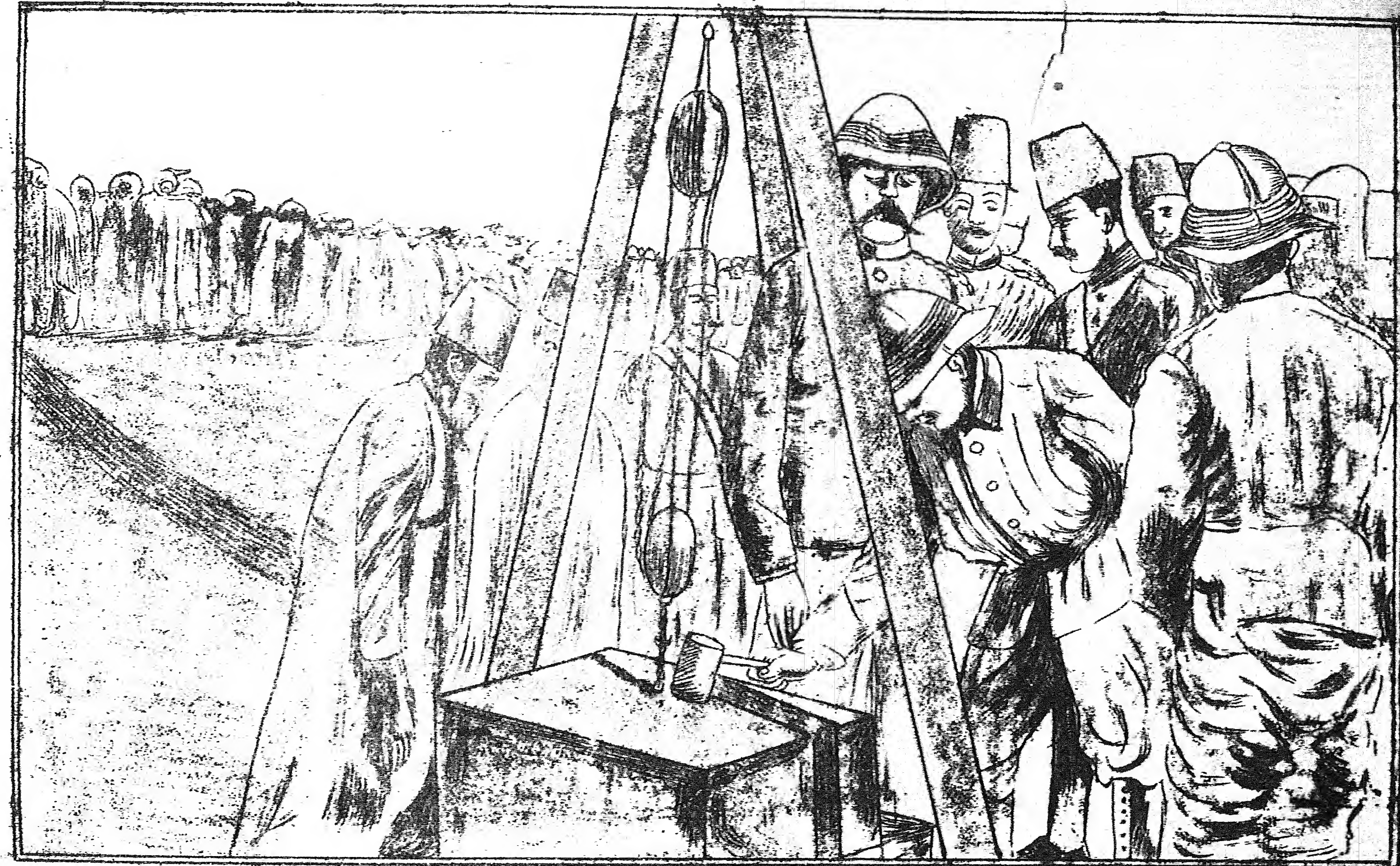
جو شاید فرانس کے حق میں مضر ہو۔ انگلستان کی اِس دھمکی سے پھر فرانس نے دم نہ مارا اور اپنا سا مُنھ لے کر رہ گیا۔



لارڈ کرامر

گارڈن کالج کے متعلق تمام مرحلے طے ہونے کے بعد لارڈ کچنر قاہرہ واپس آگئے اور وہاں سے لارڈ کرامر وزیر انگلستان متعینہ قاہرہ کے ساتھ خرطوم کو روانہ ہوئے۔ خرطوم میں سب سے پہلا کام گارڈن کالج کا بنیادی پتھر رکھنا تھا۔ ۵ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء کو یہ رسم لارڈ کرامر نے اپنے ہاتھ سے پوری کی اور قبل اسکے کہ بنیادی پتھر رکھا گیا ضلع کے اکثر عمائد و شیوخ کو ایک جلسہ میں جمع کر کے لارڈ کرامر نے اُنکے سامنے ایک تقریر کی جس کا ماحصل یہ تھا کہ گارڈن کالج میں عربی زبان میں تعلیم دیجائے گی اور اس کالج کے قائم کرنے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ انگریزی فیشن کے سوڈانی پیدا ہونے لگیں بلکہ یہ غرض ہے کہ یہاں کے باشندوں کے دل و دماغ روشن ہوں۔ لارڈ کرامر نے اس تقریر میں یہ بھی کہا کہ

گارڈن کالج خرطوم کا بنیادی پتھر رکھا جانا



یہ ملک زیر حکومت ملکہ معظمہ اور خدیو کے رہے گا لیکن یہ حکمرانی خاص قاہرہ یا لندن سے نہوگی بلکہ لارڈ کچنر باختیار قائمقام گورنمنٹ انگلستان و مصر رہینگے۔ نیز یہ کہ اہل اسلام کے مذہب۔ رسم و رواج کی کامل حفاظت کیجائے گی۔ لارڈ کرامر کے اِس وعدہ پر تمام قبائل شیوخ نے ازحد مسرت اور خوشدلی ظاہر کی۔

موجودہ گورنمنٹ سوڈان

گارڈن کالج کا بنیادی پتھر رکھنے کے بعد لارڈ کرامر قاہرہ واپس آئے اور ۱۹ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء

ہز ہائینس عباس حلمی پاشا خدیو مصر



کو سوڈان کے آئندہ انتظام کے متعلق ہر مجسٹی ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ اور ہز ہائینس عباس حلمی پاشا خدیو مصر کے درمیان ایک عہد نامہ ہوا جسپر بطرس پاشا وزیر نظارت خارجیہ اور لارڈ کرامر نے دستخط کیئے۔

اِس عہد نامہ میں سوڈان کی حدود مقرر کی گئیں۔ اور نئے انتظام میں وادی حلفہ اور سواکن داخل ہوئے جنکا انتظام مصر سے بالکل علیحدہ کیا گیا سلطنت برطانیہ کو حق دیا گیا کہ باستحقاق فتح سوڈان محروسہ ممالک کے موجودہ و آیندہ انتظام و قوانین میں حصّہ لے اصطلاح گورنمنٹ میں سوڈان سے وہ ملک مراد لیا گیا (۱) جو ۲۲ عرض البلد کے جنوب میں ہے اور جسکو سنہ ۱۸۸۲ء سے مصری فوج نے کبھی نہیں چھوڑا (۲) جو مفسدہ سوڈان سے قبل ہز ہائنس خدیو کے زیر حکومت تھا اور تھوڑے دن کے لیئے مصر کے قبضہ سے نکلگیا تھا اور اب دوبارہ انگلستان اور مصر نے متفقہ طور پر فتح کیا۔ (۳) یا وہ ملک جو مذکورہ بالا دونوں سلطنتیں آیندہ فتح کریں۔

عہد نامہ مذکور میں یہ بھی قرار پایا کہ ڈاکوؤں کو عدالتہائے مشمولہ کی حکومت سے بری کیا جائے اور تمام سول اور فوجی اختیارات گورنر جنرل کے ہاتھ میں رہیں جسکو برطانیہ کلاں کی سفارش سے خدیو معظم مقرر کریں گے اور جس کی برخاستگی خدیو معظم کے حکم اور برٹش گورنمنٹ کی رضامندی سے ہوگی۔

۲۰ جنوری ۱۸۹۹ء کو خدیو معظم نے اُس حکم پر دستخط کیئے جس کی رو سے لارڈ کچنر گورنر جنرل سوڈان مقرر ہوئے۔ گورنر جنرل کو قانون کے بنانے اور تغیر و تبدیل کرنے کا اختیار دیا گیا اور سوڈان کے سیاہ و سفید کا مالک بنایا۔ کوئی قونصل یا نائب قونصل یا ایجنٹ بغیر منظوری برٹش گورنمنٹ سوڈان میں مقرر نہو سکے گا اِسواسطے خدیو کو قونصل کے مقرر

کرنے میں کوئی اختیار نہیں ہے اور اِس معاملہ میں سلطنت عثمانیہ کا کوئی دخل نہ رہا۔ غلامی قطعًا ممنوع کی گئی اور مصر کے مال و اسباب پر محصول نہ لیا جائے گا۔ سوڈان کا دارالصدر خرطوم مقرر ہوا اور اسی مقام پر ایک سب گورنر۔ پرایویٹ سکرٹری اور فنانشل سکرٹری رہیگا اور سکرٹری اور محاسبی کا دفتر اور محکمۂ عدالت۔ محکمۂ حفظانِ صحت اور محکمۂ تعلیمات بھی خرطوم میں رہیں گے۔

سوڈان میں چھ اول درجہ کے ضلع یعنی ڈنگولہ۔ بربر۔ کسالا۔ سنار۔ فشودا اور خرطوم اور تین دوسرے درجہ کے یعنی رسوان۔ وادی حلفہ اور سواکن مقرر ہوئے۔ اول درجہ کے ضلع میں ایک گورنر رہیگا جسکو ایک ہزار پاؤنڈ ماہوار تنخواہ اور دو سو پاؤنڈ بھتہ ملے گا۔ ۱۲ انسپیکٹر اور بہت سے کلرک وغیرہ بھی رکھے جائیں گے۔ پولس مین ۱۲۰ دیسی سردار اور ۶۸۰ نان کمیشنڈ افسر مقرر ہوں گے۔ جنرل ہنٹر گورنر امدرمان (خرطوم) کرنل لوئس گورنر سنار۔ کرنل جیکسن گورنر فشودا۔ اور کرنل کولنس گورنر کسالا مقرر ہوئے مذکورۂ بالا انتظام سے سوڈان ایک علیحدہ حکومت قرار دیگئی جو بظاہر خدیو اور حقیقتًا انگلستان کے ماتحت رہے گی۔ سوائے سواکن کے جہاں مصری جھنڈا اڑے گا اور سب جگہہ انگریزی اور مصری جھنڈے رہیں گے۔

سنہ ۹۹ء کے اخراجات کے متعلق جو بجٹ منظور ہوا اُسکی تعداد تین لاکھ چھپن ہزار سات سو پچپن پونڈ تھی جسمیں سے ایک لاکھ ستانوے ہزار چار سو پچپن پونڈ فوجی اخراجات کیواسطے اور ایک لاکھ پچپن ہزار تین سو پونڈ دیگر اخراجات کے لیے منظور ہوئے یعنی نصف سے زیادہ رقم صرف فوجی اخراجات کے واسطے منظور ہوئی جس سے سوڈان کی فوجی ضروریات اور استحکام کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے اور حقیقت میں سوڈان کے استحکام کی گورنمنٹ کو بہت ضرورت ہے

کیونکہ اب بحر الغزال کیطرف فرانسیسی علاقہ ہے اور جانب جنوب و مغرب حبش کے علاقہ سے سوڈان کی سرحد ملجائے گی جن میں سے اول الذکر انگلستان پر خار کھائے بیٹھا ہے۔ اور شاہ حبش اپنی روز افزوں قوت کے نشہ میں کسی کو خیال میں نہیں لاتا۔ خاصکر جب سے اٹلی کو شکست دی ہے اُسکا دماغ آسمان پر ہے اور عجب نہیں کہ ایک نہ ایک دن برٹش گورنمنٹ سے بھی زور آزمائی کرے۔

جو حکمت عملی گورنمنٹ انگلستان نے سوڈان کی گورنمنٹ قایم کرنے میں اختیار کی اُس سے تمام دنیا پر روشن ہوگیا کہ انگلستان نے مصر اور سوڈان کو ہمیشہ کے لیئے اپنے اقتدار و حفاظت میں لے لیا اور یہ اقرار کہ مصر میں انتظام قایم ہونے کے بعد انگلستان اپنا تعلق علیحدہ کرلیگا پورا کرنے کے واسطے نہ تھا۔ فرانس جو انگلستان کا پرانا رقیب اور ہر موقع پر نوک جھوک کرتا رہتا ہے اسوقت بھی چپ نہ رہ سکا اور گو ٹرکی اسکا دوست نہیں ہے مگر بظاہر سلطان المعظم کی خیرخواہی کا دم بھر کر معترض ہوا کہ انگلستان نے اس جدید انتظام سے سلطان المعظم کا اقتدار مصر سے بالکل اُٹھا دیا اسلیئے یہ کارروائی بیجا ہے۔ فرانس کا ٹرکی کی حمایت میں بولنا خودغرضی سے خالی نہیں تھا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مصر میں انگریزوں کا تسلط ہونے سے فرانس کی دال نہ گلے گی اور ایک نہ ایک دن اُسکو ٹونس سے ہاتھ دھونا پڑیگا جس پر وہ اُسی حق سے قابض ہے جو انگریزوں کو مصر میں حاصل ہے ٹونس افریقہ کے شمال میں ایک اسلامی ریاست زیر حفاظت فرانس ہے۔ اور فرانس ہمیشہ اس فکر میں رہتا ہے کہ اپنا اقتدار شمالی افریقہ میں بڑھائے مگر انگریزوں کے مصر اور سوڈان میں قبضہ ہونے سے اُسکو رہے سہے کا بھی فکر ہے اسلیئے اُسکی ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ سلطان المعظم کے نام سے انگریزوں کو مصر سے نکالے

اور پھر افریقہ میں اپنی قوت بڑھاوے۔ یہ ضرور ہے کہ فرانس کبھی نہ کبھی انخلائے مصر کا سوال سلاطین یورپ کے روبرو پیش کرکے انگلستان پر ایفائے وعدہ کا زور دیگا مگر کیا یہ خیال میں آسکتا ہے کہ کوئی سلطنت عملی طور پر اُسکا ساتھ دے اور انگلستان مصر سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ہرگز یہ امر قرین قیاس نہیں کیونکہ انگلستان پورے طور پر مصر پر متسلط ہے اور جس ملک کے حاصل کرنے میں اُس نے قیمتی جانیں اور بے حد روپیہ صرف کیا ہے اُسکو آسانی سے نہ دیگا۔ اگر سلطان المعظم انخلائے مصر کا سوال پیش کریں تو ممکن ہے کہ فرانس اور یورپ کی بعض سلطنتیں اُنکا ساتھ دیں مگر وہ خود اپنی سلطنت کی اندرونی حالت درست کرنے اور بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنے میں مصروف ہیں جو سب سے اول اور ضروری بات ہے۔ کیونکہ سلطنت ٹرکی بتیس دانتوں میں ایک زبان ہے جسکی حفاظت ہر گھڑی اور ہر لحظہ کا کام ہے۔ خداوند کریم حضرت سلطان المعظم کی عمر میں برکت دے کہ اُن کے عہدِ حکومت میں سلطنت کی حالت بہت درست ہوگئی ہے مگر وہ زمانہ ابھی دُور ہے کہ سلطنت ٹرکی اندرونی انتظام سے مطمئن ہوکر اپنی قوت کا موازنہ انگلستان سے کرے۔ پس یہ کہنا کہ انگلستان مصر کو چھوڑ دیگا بالکل ایک لغو خیال ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اب انگلستان نے اپنی کوشش اور حکمت عملی سے مصر اور سوڈان پر قبضہ رکھنے کا حق حاصل کرلیا ہے جسکو کوئی زائل نہیں کرسکتا۔

انگریزی حکومت میں سوڈان کا آیندہ زمانہ

جنگ امدرمان کے بعد دو تین مقامات پر درویشوں اور انگریزی فوج میں پھر بھی مقابلہ ہوا ایک موقع پر جبکہ کرنل پارسن مصری رسالہ لیئے ہوئے نیل ابیض و ازرق کے درمیان گردآوری کر رہے تھے خلیفہ عبداللہ کی ایک جماعت سے اُسکا مقابلہ ہوا جس میں خلیفہ کے آدمیوں کو شکست ہوئی اور بہت سے آدمی مارے گئے اور بہت سے گرفتار ہوئے اسکے بعد ۲۵- دسمبر ۱۸۹۸ء کو کرنل لیوس نے احمد فضل کے "قلعہ روزیرز" پر حملہ کیا جو نیل ابیض پر واقع ہے۔ اِس لڑائی میں بھی درویشوں کا بہت نقصان ہوا اور پندرہ سو آدمی گرفتار کر لیئے گئے۔ انگریزی فوج میں میجر چارلس فرگسن متعلقہ گرنیڈیر گارڈ اور ۶ مصری افسر زخمی ہوئے اور ۱۴۵ آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔

گو اس قسم کے خفیف واقعات خلیفہ کے ساتھ آیندہ بھی پیش آئیں مگر فتح امدرمان اور انتظام فشوداء نے مستقل طور پر سوڈان کا فیصلہ کر دیا۔ اِسوقت سے مصر برائے نام اور انگلستان فی الواقع سوڈان کا فرماں روا ہوگا۔

سرزمین سوڈان کی کیفیت اور وہاں کے باشندوں کے عادات۔ رسم و رواج پر غور کرنے سے سوڈان کے آیندہ زمانہ پر قطعی طور پر کوئی رائے قایم نہیں کیجا سکتی مگر یہ امر یقینی ہے کہ یورپین قوم کی مداخلت سے سوڈانیوں کے اخلاق اور معاشرت میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگا۔ تعلیم کا معیار ان لوگوں میں بڑھ جائے گا اور رفتہ رفتہ اس بات کو محسوس کرنے لگیں گے کہ فاتح قوم کو ہم پر کن کن باتوں میں امتیاز حاصل ہے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ انگلستان میں یہ تجویز پیش ہوئی تھی کہ سوڈانیوں کی تعلیم کے واسطے ایک مشن

بھیجا جائے جو علاوہ تعلیم مذہب عیسوی کی بھی تلقین کرے مگر اسوقت یہ کارروائی محفوظ نہ تھی اور سوڈانیوں کے ساتھ اس کوشش میں کامیابی کی بہت کم امید تھی کیونکہ وہ لوگ تعلیم کے خلاف اور نہایت پابند مذہب تھے۔ لیکن امید قوی ہے کہ زمانہ ماسبق کی نسبت اب اُن میں عمدہ تعلیم پھیل جائے گی اور اُنکی معاشرت اور مدنی حالت میں بہت کچھ ترقی ہو جائے گی اور جیسا کہ انگریزی حکومت نے اہلِ ہند پر اثر کیا وہی حال سوڈانیوں کا ہوگا اور شاید یہ کہنا غلط نہو کہ انکی بہت سی پُرانی رسمیں مٹ جائیں گی اور سوسائٹی کا ایک نیا طریقہ ایجاد ہوگا جو موجودہ طریقہ سے بالکل علیحدہ ہوگا۔ گو اِسوقت سوڈانی لوگ بڑے متعصب اور پابند مذہب ہیں مگر زیادہ زمانہ نہ گذرے گا کہ فاتح قوم کی جو باتیں آج اُنکو بُری اور بمنزلہ گناہ کے معلوم ہوتی ہیں اُنکو وہ پسند کرنے لگیں گے۔ گورنمنٹ نہ کسی کو اپنے رسم ورواج کے بدلنے کی ترغیب دیتی ہے نہ مجبور کرتی ہے مگر یہ ایک قدرتی بات ہے کہ حکمراں قوم کی بُری سے بُری بات بھلی معلوم ہوتی ہے اور خواہ مخواہ عام طبائع اُسکی طرف رجوع ہوتی ہیں۔

ہر عیب کہ سلطاں بپسندد ہنر ست

ہم دور کیوں جائیں ہندوستان ہی پر کیوں نہ خیال کریں جو باتیں ہم لوگوں کو سو برس پہلے بالکل نئی اور خلاف وضع معلوم ہوتی تھیں آج ہم اُنکو فیشن میں داخل سمجھتے ہیں گویا فاتح قوم سوسائٹی۔ طرز معاشرت اور مدنی حالت کی تقلید کرنا تہذیب سمجھتے ہیں۔ یہ بات صرف ہماری موجودہ گورنمنٹ ہی کی نسبت صادق نہیں آتی بلکہ ہر زمانہ اور ہر گورنمنٹ کے زیر اثر نئے نئے خیالات اور نئے نئے رسم ورواج نے ظہور کیا ہے جس کا سبب زمانہ کی رفتار ہے نہ خود گورنمنٹ۔ گارڈن کالج خرطوم جو سوڈانیوں کی تعلیم اور

تربیت کے واسطے قائم ہوا ہے اُن کے خیالات اور رسم وعادات کے بدلنے میں خاص اثر پیدا کرے گا کیونکہ گو فی الحال اُس میں عربی زبان میں تعلیم دی جائے گی مگر رفتہ رفتہ مغربی علوم داخل ہوں گے جنکا لازمی اثر یہ ہوگا کہ سوڈانیوں میں مغربی تہذیب پھیلیگی جیسا کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے دوسرے مقبوضات کا حال ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ لارڈ کرامر کا یہ قول کہاں تک درست ثابت ہوگا کہ گارڈن کالج سے یہ غرض نہیں ہے کہ انگریزی فیشن کے سوڈانی پیدا ہوں کیونکہ گو گورنمنٹ کا دلی منشا یہ نہو مگر جو تعلیم گورنمنٹ دے گی اُسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ خودبخود رجحان طبیعت مغربی تہذیب کی طرف ہو۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ زمانہ کی رفتار خود اُنکو انگریزی فیشن کا سوڈانی بنا دے گی۔

گورنمنٹ انگلستان کی حکومت نہ صرف سوڈانیوں کے اخلاق اور رسم ورواج میں تغیر پیدا کرے گی بلکہ سوڈان کی تجارت اور پیداوار کو بھی بہت فائدہ پہنچے گا۔ دریائے نیل جو مصر کو شاداب کرتا ہے اسی کی دو شاخیں سوڈان میں جاتی ہیں اور جس علاقہ میں یہ دونوں شاخیں بہتی ہیں وہ سب سے زیادہ شاداب ہے۔ خرطوم نیل ازرق کے ساحل جنوبی پر واقع ہے اور اُسکی تجارتی حالت بہت اچھی ہے۔ اِسی طرح خرطوم اور امدرمان نیل ازرق و نیل ابیض پر حاوی ہیں اور گورنمنٹ کا صدر مقام ہونے کے لیئے عین مناسب۔ سوڈان کے آیندہ تجارتی مرکز ہونے میں کوئی شبہہ نہیں اور برٹش مہمات کا یہ عمدہ سیدان اور انگریزوں کی تجارتی اور محنتی کاموں کا مناسب مقام ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ تجارتی حیثیت سے سوڈان میں کوئی کمی نہیں ہے اور امید ہے کہ انگریزوں جیسی صناع اور تاجر قوم اِس ملک کے قدرتی وسایل سے فایدہ اُٹھائے گی گویا اب سوڈان کی قسمت میں ہے کہ تجارت۔ صنعت وحرفت میں ترقی کرے۔

سوڈان کے تجارتی مرکز بننے میں فی الحال صرف ایک دقت ہے وہ یہ کہ دریائے نیل کے آبشاروں کا راستہ بعض وقت صاف نہیں رہتا جس سے سوڈان اور مصر کے درمیان خط و کتابت اور آمد و رفت مشکل ہو جاتی ہے لیکن جب ریل تیار ہو جائیگی جو اب تعمیر ہو رہی ہے تو تمام دقتیں جاتی رہیں گی - اور قاہرہ سے خرطوم تک صرف چند روز کا راستہ رہ جائیگا - اور اگر کسی زمانہ میں قاہرہ سے کیپ کالونی تک ریل جاری ہو گئی جسکی تجویز درپیش ہے تو خرطوم اور ام درمان وغیرہ بہت ہی بڑے مقامات ہو جائیں گے - افریقہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ریل بنانا اگرچہ آسان نہیں ہے مگر ناممکن بھی نہیں ہر روز افریقہ میں ریل کی وسعت ہوتی جاتی ہے - اور یہ اعظم کے ہر حصہ میں ریلیں بن گئی ہیں غرضکہ جن مقامات میں مہذب دنیا کا قدم جانا مشکل تھا - اب وہ تمام دنیا کی تجارت اور آمد و رفت کے واسطے کھل جائیں گے اور ایک نہ ایک دن قاہرہ کیپ کالونی سے بذریعہ ریل ملجائے گا -

سوڈان کے آیندہ زمانہ کی نسبت خیال کرتے ہوئے وہاں کے لوگوں کی جنگجو طبیعت سے اندیشہ بھی ہے - جب سے مہدی کا ظہور ہوا تھا سوڈانی لوگوں نے ایک ہل چل مچا دی اور اُنسے ایسی شجاعت ظاہر ہوئی کہ جو دنیا میں لاجواب ہے جسمانی طاقت اور تہور کا اُن لوگوں نے اچھا ثبوت دیا اور اگر اُنکو قواعد جنگ بھی سکھائے جائیں تو وہ بہادر اور کارآمد سپاہی بن جائیں گے اور انگلستان کے ہاتھ یہ ایک اچھا موقع ہے کہ ایک فوجی گروہ کو اپنا گرویدہ کر کے عمدہ فوج آراستہ کرے تاکہ یہ لوگ پہلو بہ پہلو اُن کے دشمنوں سے لڑیں -

تمت

بقلم احقر غلام رسول کاتب پنجابی سکنہ جنڈیالہ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر رسا فاضل اجل جناب مولوی نظیر حسین خاں صاحب سخاؔ نبیرۂ حضرت تاج العلماء مرحوم و تلمیذ نواب فصیح الملک حضرت داغؔ دہلوی مدظلہ

نسخۂ مرقومۂ منشی امیر احمد سخاؔ — حالیا در واقعات مصر و مہدی چاپ شد

در سنین ہجریہ تاریخ تالیفش زغیب — گفت ہاتف۔ واردات مصر و مہدی چاپ شد

۱۷ ۱۳ ہجری

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع فاضل ادیب عالم لبیب مولوی حکیم امیر حسن خاں صاحب سہاؔ محدث و پروفیسر عربی دربار ہائی اسکول ٹونک برادر خرد حضرت سخاؔ مدظلہ

منشی امیر احمد تالیف کرد ورنہ — در پردۂ خفا بود اسرار مصر و مہدی

در چند سال بنمود پست و بلند عالم — اقبال مصر و مہدی ادبار مصر و مہدی

در یاس و ناامیدی جنرال گارڈن را — صید اجل بنمودہ انصار مصر و مہدی

شمشیر لارڈ کچنر بگرفت انتقامش — یکدست شد دگرگوں بازار مصر و مہدی

چوں چاپ شد بدہلی من ہم سہاؔ نوشتم

تاریخ انطباعش۔ اذکار مصر و مہدی

۱۷ ۱۳ ہجری

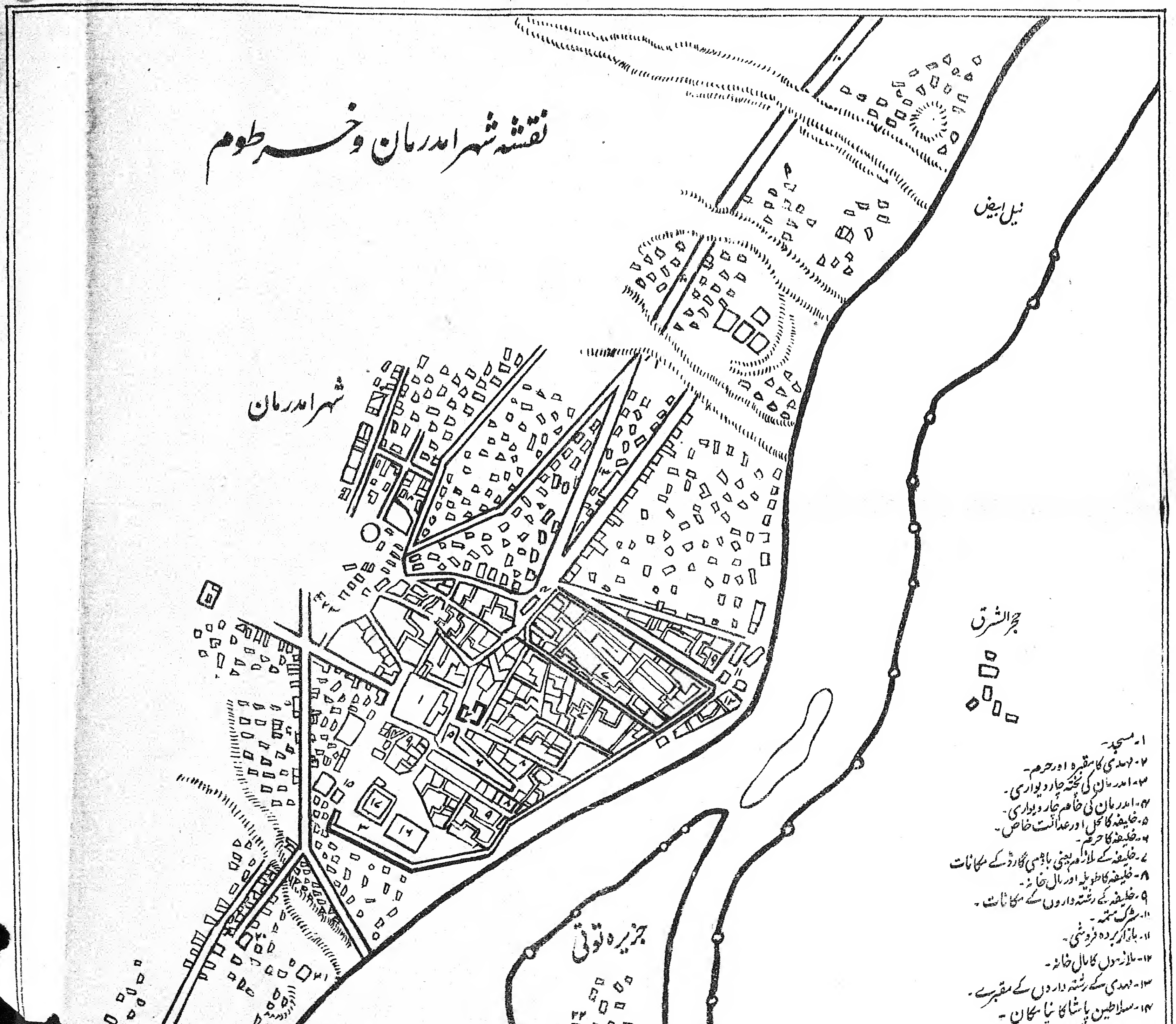
تفصیلِ واقعات مصر و سوڈان بقید تاریخ وقوعہ

واقعات	تاریخ
برٹش گورنمنٹ نے خدیو مصر سے نہر سویز کے ۱۷۷۰۰۰ حصّے ۴۰۰۰۰۰۰ پاؤنڈ میں خرید کیے	نومبر ۱۸۷۵ء
اسمٰعیل پاشا خدیو مصر کی معزولی اور توفیق پاشا کی تقرری	۲۶ جون ۱۸۷۹ء
جزیرۂ ابا میں مہدی کا اقتدار شروع ہونا	۱۸۸۱ء
قاہرہ میں عربی پاشا کی بغاوت	۹ ستمبر ۱۸۸۱ء
انگلستان اور فرانس کے جنگی جہازات کا بندر اسکندریہ میں آنا	مئی ۱۸۸۲ء
اسکندریہ میں بغاوت ہونا اور یورپین لوگوں کا قتل عام	۱۱ جون ۱۸۸۲ء
قسطنطنیہ میں سفیران دول یورپ کی کانفرنس	جون ۱۸۸۲ء
انگریزی جہازوں کا اسکندریہ پر گولہ باری کرنا	۱۱ جولائی ۱۸۸۲ء
ہاؤس آف کامنز کا بغاوت مصر فرو کرنے کے واسطے رائے دینا	۲۷ جولائی ۱۸۸۲ء
پارلیمنٹ فرانس کا مصر کی بغاوت فرو کرنے میں شامل ہونیکے واسطے رائے نہ دینا	۲۹ جولائی ۱۸۸۲ء
انگریزی فوج کا جہازوں سے اسکندریہ میں اُترنا	۱۰ اگست ۱۸۸۲ء
سر گارنیٹ وولزلی کا اسکندریہ میں پہنچکر فوج کی کمان لینا	۱۵ اگست ۱۸۸۲ء
عربی پاشا کے کمپ واقع محامہ پر انگریزی فوج کا قبضہ ہونا	۲۵ اگست ۱۸۸۲ء
جنگ قصاصین	۲۸ اگست ۱۸۸۲ء
جنگ تل الکبیر	۱۳ ستمبر ۱۸۸۲ء

انگریزی فوج کا قاہرہ میں داخل ہونا	۱۴- ستمبر ۱۸۸۲ء
صوبجات کردفان وسنار میں مہدی کا اثر	۱۸۸۲ء
سرگارینٹ وولزلی کا انگلستان روانہ ہونا	۱۴- اکتوبر ۱۸۸۲ء
عربی پاشا کو حکم سزا ئے جلاوطنی	دسمبر ۱۸۸۲ء
مصری فوج کا سواکن میں مہدی کی فوج سے شکست کھانا	۴- نومبر ۱۸۸۳ء
ہکس پاشا کی فوج کا العبید واقعہ کردفان میں نیست ونابود ہونا	۵- نومبر ۱۸۸۳ء
مصری فوج کا بماتحتی جنرل بیکر الطیب میں شکست کھانا	۴- فروری ۱۸۸۴ء
جنگ سنکات	۱۲- فروری ۱۸۸۴ء
جنرل گریہم کا مقام الطیب میں درویشوں کے مقابلہ میں فتح پانا	۲۹ فروری ۱۸۸۴ء
جنرل گریہم کا جنگ تمائی میں کامیاب ہونا	۱۳ مارچ ۱۸۸۴ء
جنرل گارڈن کا خرطوم پہنچنا	۱۸- فروری ۱۸۸۴ء
کرنل اسٹورٹ مسٹر پاور اور ایم ہربن کا مقام ہیپہ میں مارا جانا	۱۸- ستمبر ۱۸۸۴ء
لارڈ وولزلی کا قاہرہ سے میدان جنگ کو روانہ ہونا۔	۲۹- ستمبر ۱۸۸۴ء
امدادی مہم کے بڑے حصہ کا ڈنگولہ پہنچنا	۱۳- نومبر ۱۸۸۴ء
سرہربرٹ اسٹورٹ کا براہ ریگستان فوج کو لیکر روانہ ہونا	۸ جنوری ۱۸۸۵ء
جنگ ابوکلیہ	۱۷ جنوری ۱۸۸۵ء
معرکۂ گوبت	۱۹ جنوری ۱۸۸۵ء
سرچارلس ولسن کی خرطوم کو روانگی	۲۴ جنوری ۱۸۸۵ء
فتح خرطوم وقتل جنرل گارڈن	۲۶ جنوری ۱۸۸۵ء

جنگ کربیکان	۱۰- فروری سنہ ۱۸۸۵ء
سواکن کے قریب میک نیل صاحب کا ضربیہ تیار ہونا	۲۲- مارچ سنہ ۱۸۸۵ء
تمائی کی دوسری لڑائی	۳- اپریل سنہ ۱۸۸۵ء
مصر پر مہدی کا پہلا حملہ	۳۰- دسمبر سنہ ۱۸۸۵ء
خلیفہ کے سفیروں کا قاہرہ آنا	اپریل سنہ ۱۸۸۷ء
ہندوب متصل سواکن میں لڑائی ہونا	۱۷ جنوری سنہ ۱۸۸۸ء
محاصرۂ سواکن	سنہ ۱۸۸۸ء
جنگ عمازیہ (متصل سواکن)	۲۰- دسمبر سنہ ۱۸۸۸ء
درویشوں کا بماتحتی واد النجمی مصر پر دوسرا حملہ	سنہ ۱۸۸۹ء
جنگ توسکی اور شکست نجمی	۳- اگست سنہ ۱۸۸۹ء
جنگ عفافیت (متصل توکر)	۱۹- فروری سنہ ۱۸۹۱ء
ادوا میں اٹلی والوں کا حبش سے شکست کھانا۔	۲۹- فروری سنہ ۱۸۹۶ء
سر ہربرٹ کچنر کا لڑائی پر روانہ ہونا	۲۷- مارچ سنہ ۱۸۹۶ء
درویشوں کا اکاشیہ میں شکست کھانا	یکم مئی سنہ ۱۸۹۶ء
جنگ فرکیٹ	۷- جون سنہ ۱۸۹۶ء
ڈنگولہ پر مصری فوج کا دوبارہ قبضہ ہونا	۲۳- ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء
نیوبین ڈیزرٹ ریلوے کی تیاری (وادی حلفہ سے ابوحامد اور دریائے اتبارا تک)......	سنہ ۹۷-۱۸۹۸ء
ابوحامد پر مصری قبضہ ہونا	۷- اگست سنہ ۱۸۹۷ء
بربر کا دوبارہ مصری قبضہ میں آنا۔	۷- ستمبر سنہ ۱۸۹۷ء

متمہ پر گولہ باری	۲۵-اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ء
جنگ اتبارا	۸-اپریل سنہ ۱۸۹۸ء
انگریزی اور مصری فوج کا اتبارا پر جمع ہونا	اگست سنہ ۱۸۹۸ء
قبضۂ متمہ	۲۱-اگست سنہ ۱۸۹۸ء
جنگ امدرمان و فتح خرطوم	۲-ستمبر سنہ ۱۸۹۸ء
احمد فضل کے قلعہ روزیرز پر مصری فوج کا قبضہ ہونا	۲۵-دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء
خرطوم میں گارڈن کالج کا بنیادی پتھر رکھا جانا	۵-جنوری سنہ ۱۸۹۹ء
مصر اور انگلستان کے درمیان سوڈان کی بابت عہد نامہ	۱۹-جنوری سنہ ۱۸۹۹ء
لارڈ کچنر کی تقرری کے حکم پر خدیو مصر کے دستخط ہونا۔	۲۰-جنوری سنہ ۱۸۹۹ء



نقشہ شہر امدرمان و خرطوم
شہر امدرمان
نیل ابیض
حجر الشرق
جزیرہ توتی
نیل ازرق
خرطوم
(بحالت ویرانی)
۱۔ مسجد۔
۲۔ مہدی کا مقبرہ اور حرم۔
۳۔ امدرمان کی پختہ چار دیواری۔
۴۔ امدرمان کی خام چار دیواری۔
۵۔ خلیفہ کا محل اور عدالت خاص۔
۶۔ خلیفہ کا حرم۔
۷۔ خلیفہ کے ملازم یعنی باڈی گارڈ کے مکانات
۸۔ خلیفہ کا طویلہ اور مال خانہ۔
۹۔ خلیفہ کے رشتہ داروں کے مکانات۔
۱۰۔ شرک ستمہ۔
۱۱۔ بازار بردہ فروشی۔
۱۲۔ ملازموں کا مال خانہ۔
۱۳۔ مہدی کے رشتہ داروں کے مقبرے۔
۱۴۔ سلاطین پاشا کا نیا مکان۔
۱۵۔ سلاطین پاشا کا پرانا مکان۔
۱۶۔ کارخانہ اسلحہ
۱۷۔ کارخانہ نشانات وطبل جنگ۔
۱۸۔ پادری اہرولڈر کا پرانا مکان۔
۱۹۔ کارخانہ باروت۔
۲۰۔ امدرمان کا پرانا قلعہ۔
۲۱۔ دریائے نیل پر خلیفہ کا مکان۔
۲۲۔ باروت کا میگزین۔
۲۳۔ مقتل۔
۲۴۔ یہ جگہ دریائے نیل کی طغیانی کے وقت غرق آب ہوجاتی ہے۔
۲۵۔ وہ مقام جہاں سے درویش خرطوم میں داخل ہوئے۔
۲۶۔ گورنر کے محل واقع خرطوم کے کھنڈر۔
۲۷۔ جزیرہ توتی۔

محاربات مصر و سوڈان پر ریویو

شمس العلما خان بہادر مولوی ذکار اللہ صاحب۔ اس تاریخ کے ۱۵۰ صفحے ہیں اور اسکے اول میں ایک نقشہ ملک مصر و سوڈان کا ہے اور آخر میں شہر امدرمان خرطوم اور میدان جنگ کے ۱۶ نقشے بہت صاف اور مسلمان افسروں کی ۶ تصویریں اور انگریزی افسروں کی ۱۲ تصویریں اور مہدی کے مقبرہ اور جنرل گارڈن کے قتل ہونے کے نقشے ہیں علاوہ انکے اور پانچ چار نقشے جو تاریخی مضامین سے تعلق رکھتے ہیں کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کا کاغذ نفیس۔ چھپائی پاکیزہ اور خط عمدہ ہے۔ مؤلف نے تمام تاریخی حالات انگلستان کے معتمد اور مستند اخباروں سے اور قیصران روم کی تاریخ سے مضامین انتخاب کر کے جمع کئے ہیں۔ عبارت بہت سلیس اور فصیح ہے۔ لڑائی کا حال ایسی خوبی سے لکھا ہے کہ اگر اوسکے نقشہ کو بھی روبرو رکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ آنکھوں کے سامنے لڑائی ہو رہی ہے۔ نقشوں کی خاموشی اور بیان کی گویائی دل پر عجیب اثر کرتی ہے۔ یہ جنگ بھی عجیب حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے جنرل گارڈن کا قتل ہونا اور اسکا سر ایک جھولی میں سلاطین پاشا کے سامنے پیش ہونا اور پھر مہدی کی لاش کا قبر سے اکھڑنا اور تن بے سر کا پھینکا جانا بڑے عبرتناک اور وحشت ناک واقعات ہیں۔ جنرل گارڈن نے جو صبر و استقلال ہمت و مردانگی و فرزانگی اس جنگ میں دکھائی وہ ہمیشہ یادگار روزگار رہیگی یہ جرنیل الٰہی سپاہی تھا۔ میدان جنگ میں اپنے تئیں اسلحہ سے مسلح نہیں کرتا تھا۔ ایک

چھڑی ایسی جادو بھری ہاتھ میں لیتا تھا کہ سو ہتیاروں کا کام دیتی تھی اور معرکۂ جنگ میں سپاہیوں کے دلوں میں دلاوری پیدا کرنے کے لئے سحر کا کام کرتی تھی۔ سوڈانیوں نے جو جاں نثاری اور بہادری اپنی قوم اور ملک کے لئے دکھائی وہ بھی عجیب و غریب ہے۔ جس کی تعریف اُنکے دشمن بھی کرتے ہیں۔ یہ تعریف اسلئے نہیں ہوتی کہ دشمن کی شجاعت کی تعریف میں ضمناً اپنی ستائش ہو بلکہ حقیقت میں بعض نیک دل کرنیل اور جرنیل لکھتے ہیں کہ جب سوڈانی ہمارے آتش فشاں اسلحہ کے سامنے وہ ہتیار لیکر جو نہ ہونے کے برابر تھے آتے تھے اور اپنے چھچھڑے اُڑواتے تھے اور میدان جنگ سے مُنہ پھیرنے کو مرنے سے بدتر گنتے تھے تو ہمارے دلوں پر رحم اور شرم کا جوش اُٹھتا تھا۔ اور اُنکی بہادری پر تعجب ہوتا تھا۔ غرض یہ کتاب ایسے ایسے دلچسپ واقعات کے بیان سے بھری ہوئی ہے اسکے مطالعہ کرنے سے علاوہ تاریخی فائدہ کے تفریح افسانہ بھی ہوتی ہے۔

دہلی۔ یکم اکتوبر ۱۸۹۹ء

شمس العلما رجناب مولوی نذیر احمد صاحب۔ یہ کتاب مصنف نے پہلے مجکو دی اور چاہا کہ میں اُس کی نسبت اپنی بُری بھلی رائے ظاہر کروں اول تو کتابوں پر ریویو لکھنے کی میری عادت نہیں بلکہ میں اس کو بالطبع پسند نہیں کرتا۔ دوسرے فن تاریخ کا مجکو مذاق نہیں اسلئے میں نے مصنف کو رائے دی کہ اسکے بُتصر اسوقت ہمارے شہر میں شمس العلما رخان بہادر مولوی ذکار اللہ صاحب ہیں کتاب انکے روبرو پیش کیجائے آج مصنف نے مولوی صاحب کی رائے مجکو دکھائی اُنہوں نے اِس کتاب کو پسند کیا ہے

اور میری مجال نہیں کہ اُنسے اختلاف کروں کیونکہ وہ فن تاریخ میں اسوقت ہم لوگوں میں مستند مانے جاتے ہیں۔ انہوں نے خود بڑی بسوط تاریخ ہندوستان کی لکھی ہے۔ مولوی ذکاءاللہ صاحب جس تاریخ کی مدح کریں لوگوں کو چاہئے کہ بے تامل اس کی طرف راغب ہوں۔

۴۔ اکتوبر ۹۹ ۱۸ء

جناب مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی۔ اس کتاب میں لایق مصنف نے مصر و سوڈان کے متعلق اُسوقت سے جبکہ سلطان سلیم خاں نے مصر کے عیسائی بادشاہ قانصو پر فتح پاکر اُسکے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ حال کی فتح سوڈان کے زمانہ تک انگریزی اور فارسی تاریخوں اور انگریزی اخباروں سے نہایت ضروری اور دلچسپ حالات اخذ کرکے ترتیب دئے ہیں اور ملک مصر و سوڈان کا نقشہ اور سابق و حال کے محاربات کے اکثر ضروری مواقع کا مرقع اسمیں شامل کیا ہے جس خوبی اور صفائی اور شایستگی سے اس کتاب میں ہر ایک مطلب کو ادا کیا گیا ہے اُسکا کسیقدر اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ جسوقت یہ کتاب مجکو ملی میں نہایت عدیم الفرصت تھا باوجود اسکے سب کام چھوڑکر اسکے مطالعہ میں مصروف ہوگیا اور جب تک اسکو اول سے آخر تک نہیں دیکھ لیا دوسرے کام کو ہاتھ نہیں لگایا۔

جنگ مصر و سوڈان جس کا حال اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے اُن قوموں کے لئے جو ترقی کی دوڑ میں اپنے ابنائے جنس سے پیچھے رہگئی ہیں فی الواقع سرمایۂ عبرت ہے۔ وہ بہ آواز بلند کہتی ہے کہ بہادری علم سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی اور جو لوگ محض اپنی شجاعت کے

بھروسے پر علم سے دست وگریبان ہوتے ہیں وہ دیدہ و دانستہ اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالتے اور خدا کے اس حکم محکم کے برخلاف عمل کرتے ہیں کہ "لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ" سوڈانی درویشوں کا باوجود اپنی حیرت انگیز بہادری اور شجاعت کے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں مشکل سے ملیگی یورپین ہتھیاروں سے سر برنہونا اور سوا اسکے کہ اپنی قیمتی جانوں کو انکی نذر کردیں اور اپنی آزادی سے ہمیشہ کے لئے ہاتھ دہو بیٹھیں۔ اور کچھ نہ کرسکنا اسبات کا کافی ثبوت ہے کہ افریقہ اور ایشیا کے لئے یوروپ کی اطاعت کے سوا اب دنیا میں رہنے کی کوئی شکل باقی نہیں رہی۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

رہی دانائی آخر غالب اکر پہلوانی پر *		گئے جیں ہان سب چینی و فرغانی و قبچانی

الغرض محاربۂ مصر و سوڈان اردو لٹریچر میں ایک جدید اضافہ ہے جو عین وقت پر ظہور میں آیا ہے اگر اسکو ایک جنگنامہ کی حیثیت سے مطالعہ کیا جائے تو اسمیں نہایت دلچسپ اور دلاویز واقعات مندرج ہیں اور اگر بنظر عبرت دیکھا جائے تو اسکا ہر ایک عنوان عجائب قدرت کا ظاہر کرنیوالا اور سوڈانی درویشوں کی بہادری اور گریٹ برٹن کی طاقت اور عظمت کا دلوں پر سکہ بٹھانیوالا ہے اور اگر فطرتِ انسانی کے لحاظ سے نظر کیجائے تو جوہر تاؤ سردار کچنر اور انکی سپاہ نے فتح کے بعد مہدی کے مقبرہ اور اسکی لاش اور مجروح درویشوں کیساتھ کئے انپر خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ سے جبکہ قابن نے اپنے بھائی ہابل کو قتل کیا آجتک باوجود اسقدر عقلی ترقیات کے انسان کے اخلاق میں ایک تِل برابر تبدیلی نہیں ہوئی۔ نہ اعلیٰ درجہ کی سویلزیشن نے کوئی کرشمہ دکھایا۔ اور نہ انجیل کی روحانی اور اخلاقی تعلیم کچھہ کام آئی کسی نے کیا خوب کہا ہے

	پوچھا جو کل انجام ترقی بشر باقی نہ رہیگا کوئی انساں میں عیب	تمام شد	یاروں سے کہا پیرِ مغاں نے ہنس کر ہوجائیں گے چھل چھلا کے غیب	

اعلان

اِس کتاب کا حقِ تالیف
بموجب قانون بست و پنجم
۱۸۶۷ء عیسوی بذریعہ رجسٹری باضابطہ
محفوظ کیا گیا ہے۔ لہذا کسی صاحب کو
بلا اجازت صریح اسکے طبع کا مجاز نہیں
ہاں جسقدر نسخے مطلوب
ہوں راقم آثم سے
طلب فرمائیں

العبد میر احمد انصاری تھانوی منیجر مطبع روزانہ اخبار دہلی - بازار بلیماران